خاص شیعہ لوگوں کے واسطے

وکان حقا علینا نصر المومنین

درین زمان برکت توامان بحسن توفیق خالق سبحان کتاب

مستطاب در اثبات تعزیہ داری مسمیٰ بہ

نصر المومنین

در جواب

ہدایت المومنین

یکے از مصنفات جناب مولوی سید ریاض الحسن صاحب

دامت برکاتہ بفرمایش عالیجناب فیض مآب سید محمد اصغر صاحب

رئیس اعظم اونا و دامت حشمتہ بمقام لکھنؤ وزیر گنج سہ ماہ شوال ۱۳۱۶ھ

در مطبع اثنا عشری باہتمام عابد علی صاحب طبع شد

لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار

الحمد للہ در ین ایام میمنت فرجام کتاب لاجواب من تصنیفات جناب مستطاب مولوی سید [illegible] حسن صاحب قبلہ دام ظلہ

مسمی بہ
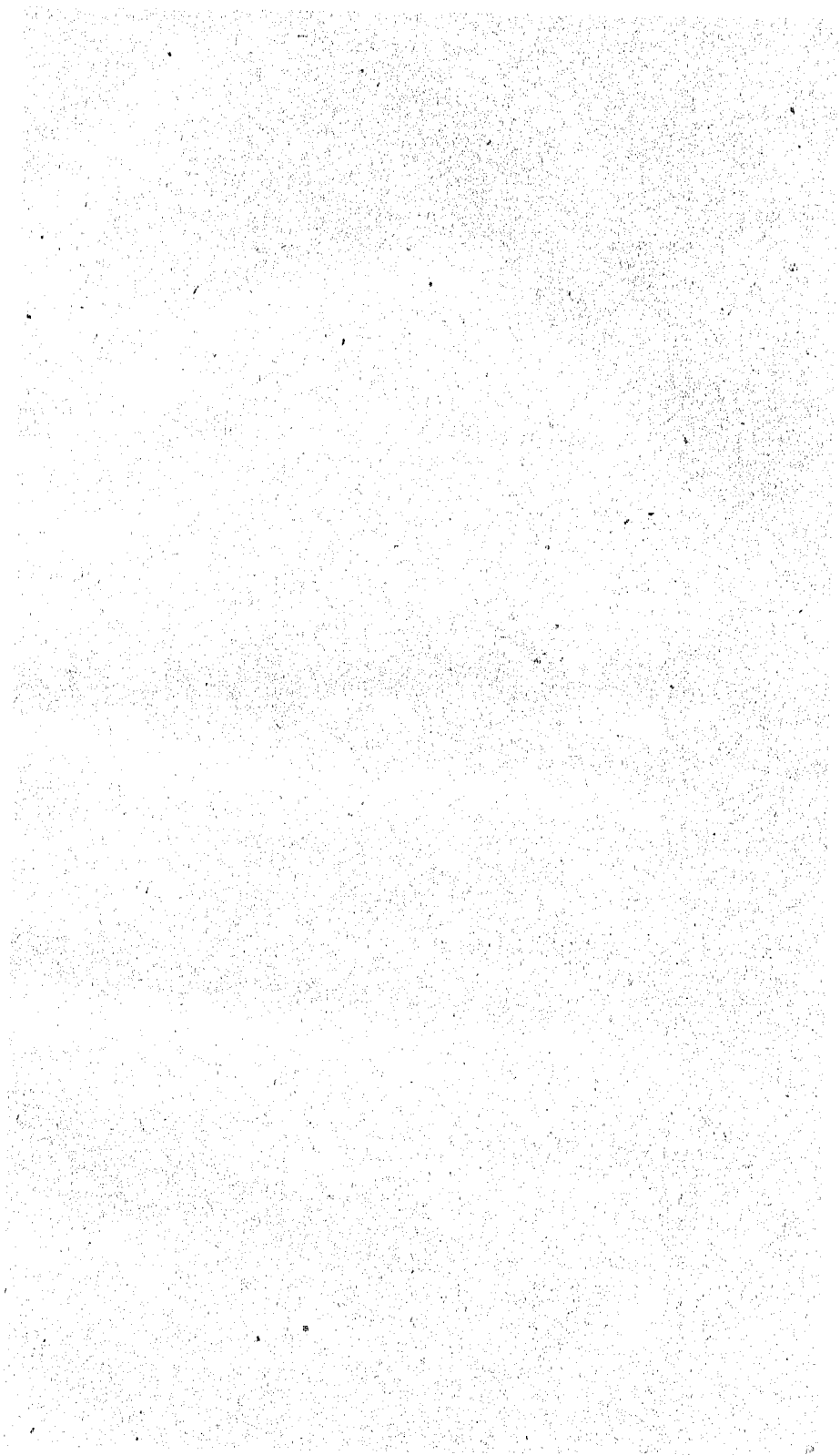
نصر المومنین

در جواب

ہدایت المومنین

بمقام لکھنؤ محلہ فراشخانہ وزیر گنج در ماہ دسمبر ۱۸۹۵ء عیسوی

در مطبع فیض منبع اثنا عشری باہتمام سید عابد علی طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعلنا من الباکین علی مصاب من بکت علیہ السماء والارض والملئکۃ المقربون وشہدت بعظمتہا الناطقون بالسنتہم والصلوٰۃ علی صاحب ذلک العزاء محمد سید الانبیاء وعلی اوصیائہ الشہداء ہم الائمۃ المعصومون اما بعد واضح ہو کہ درینولا ایک رسالہ ہندیہ مسمی بہدایۃ المومنین مشعر عدم جواز تعزیہ داری و منع گریہ وزاری مصائب امام حسین علیہ السلام بنظر قاصر سے گذرا اسکے دیکھنے اور غور کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مولف رسالہ مذکورہ نے از راہ فریب و فساد کہ خمیر طینت ارباب تعصب و عناد ہے عجب طرح کی سقیفہ سازی اور شعبدہ بازی ابتدائے رسالہ میں کی ہے یعنے عنوان رسالہ میں بدعات و عادات جملہ مخلوقات پر عموماً اعتراض شروع کیا بالتخصیص کسی مذہب معین کا نام نہیں لیا تاکہ ناظرین رسالہ یہہ سمجھیں کہ بیچارہ مولف بلا تعصب و اکراہ حسبۃً للہ محض از راہ درد دین و نصیحت غافلین محدثات جمیع فرق اسلامیہ پر عموماً طعنہ زن ہے کسی خاص فرقہ سے روی خطاب اور تعصب و عتاب نہیں رکھتا لیکن چونکہ خبث باطن فاتنہ لسان سے

ظاہر ہو جاتا ہے بعد چند سطور ہندی یہہ تحریر کی تمام ہے اور خاص شیعون ہی پر عنایت
اور توجہ بنایت اور تشبیہ و توہین شعائر ایمان و اسلام ہے مین بکمال مبالغہ و اہتمام
ہے کہ قبائح عقلیہ و نقلیہ و شرعیہ و عرفیہ سب خاص مصائب مظلوم کربلا پر رونے
رولانے نقل تربت و ضریح مقدس بنانے مین بیان کی گئی اور تعزیہ داری ہی
العیاذ باللہ جملہ گناہون کی علت قرار دیگئی حضرات مقلدین اہلسنت مین تو اسقدر
تعصب سخت تعجب ہے مگر یہہ حضرت شاید فرقہ مستحدثہ وہابیہ سے ہین اور یہی
وجہ ہے کہ میلاد شریف کا ذکر ردا یا تسلیماً کہین نہین کیا ورنہ قلعی کہلجاتی المختصر
ہم اسی فکر و تردد مین تہے کہ دیکہتے دیکہتے نام نامی حضرت مولف بسلب شرف
سیادت و اضافت نسبت سکونت اولاد حسن قنوجی نظر آیا مجیب سجدہ
شکر بجالایا کہ میرا تصور مقرون بتصدیق اور امر وہابیت مولف تحقیق ہوا
یہہ حضرت ہمارے بگڑے ہوئے وہابی ہین سب خوب جانے ہوئے ہین جیسے عمامے والے
انکی تشبیہین کمند و نکونہ بدنام کرین انکی مختصر کیفیت یہہ ہے کہ یہہ سادات
بخاریہ قنوج مین شامل اور مجیب کے طریقہ مذہبی سے خارج سلسلہ نسبی مین داخل
ہین یعنے جو قرابت ابوجہل کو حضرت پیغمبر صلعم سے تہی وہی حضرت مولف کو مجیب احقر
سے ہے انکے والدین ماجدین بلکہ اوائل مین یہہ خود شیعہ مذہب تہے پہر بغرض
تحصیل علم دہلی جاکر جو بگڑے تو بگڑتے ہی چلے گئے اسقدر درپے ستر تابی ہوئے
یعنے شیعہ سے سُنی سُنی سے وہابی ہوئے پہر احمد پیرزادہ بریلوی اور اونکے صاحبین
عبدالحی و اسماعیل دہلوی کی صحبت و ارادت مین حوصلے اور زیادہ ہوئے اونکی
معیت مین سکہون کے ساتہہ آمادہ جہاد ہوئے مگر جب کڑی پڑی اور پیرزادے صاحب
مع دیگر جہلا کام آئے ہمارے حضرت پہر تو پہراتی ٹہوکرین کہاتے بکمال خفت و ندامت
صحیح و سلامت گہر تشریف لائے بعد خرابی بصرہ یہہ سوجہی کہ بمقابلہ تیغ و سنان ہین

جان کا خطرہ ہے ونیز ہمہ تن جمع خرچ بلا ضرر ہے لہذا اپنی وہابیت اور قابلیت جتانیکو
اس قسم کے رسائل مہملہ لکہنے شروع کیئے اور یہہ رسالہ خاص ممانعت تعزیہ داری
مین تحریر کیا ہے اور بپناہ بخدا اوسکو بدعت وضلالت قرار دیا ہی ہر چند جواب
اسکا بعض افاضل نے بزبان فارسی لکہا ہے مگر چونکہ حضرت مولف غیر مالوف عشیرہ
راقم الحروف سے ہین لہذا بمفاد کریمہ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ بہ نسبت دوسرونکے
یہہ کمترین اونکی ہدایت اور خدمت کیواسطے لائق تر ہے پس اگر سخت زبانی مولف
لاثانی کا جواب بمقتضای حمیت وحمایت دین کسیقدر تلخ کلامی تک بہی پہنچ جاوے تو
یہہ عذر مجیب مقبول ہوگا لیکن مہما امکن جسطرح مجیب اول نے لعنت وتہذیب
سے بقدر مقدور درگذر رکہا ہین کی انشاء اللہ مجیب ثانی بہی بفحوائے کریمہ وَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا
لَيِّنًا ہرگز لینت قول سے نہ عدول ہوگا لیکن انہین حضرات کے بعض کلمات طیبات
کی تصریح وتوضیح مین اگر کچہہ دال مین کالا ہو تو وہ انہین کی بے تہذیبی کا نتیجہ ہے
ہے اور اوسکے بیان مین بے قصور ہے اور چونکہ اس رسالہ مین ابتدا سے انتہا تک
ہمارے حضرت نیم ملا خطرہ ایمان نے اپنی بدعت کو اسقدر زور دیا کہ آنکہہ بند کر
بے سمجہے بوجہے عموماً ہر امر کو بدعت لکہدیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولف نے
فقط نام بدعت مثل ایک ہریل کیسی لکڑی پکڑ رکہی ہے اور ہنوز معنے بدعت
اور اوسکے اقسام ممدوحہ اور مذمومہ سے بالکل اجنبی ہین لہذا قبل از شروع جواب
ہم ایک مقدمہ خاص معنی بدعت اور اوسکے اقسام اور نیز اس بیان مین کہ اقسام مذکورہ
مین سے کس کس پر اطلاق بدعت مصطلحہ مولف کا عند الفریقین ہوتا ہے اور
کس کس قسم پر نہین ہوتا لکہتے ہین تاکہ اوسکے ملاحظہ سے ہر صاحب انصاف پر سنی ہو
یا شیعہ امر حق واضح ہو جاے اور پہر کوئی حضرت مولف بگلا بہگت کی لطاہر
حقانی وبباطن پوچ ولایعنے تقریر وتحریر سے دہوکا نہ کہائے بقولہ تعالی وقوم

مقدمہ تحقیق معنی بدعت اور تفریق اقسام بدعت مین پس معنی بدعت
کے صاحب قاموس نے یہہ لکھی ہین البدعة الحدث فی الدین بعد الاکمال
اوما استحدث بعد النبی صلعم من الاھواء والاعمال یعنے بدعت حادث
کرنا کسی چیز کا ہے دین مین بعد کامل ہونے دین کے یا جو چیز کہ بعد پیغمبر صلعم حادث
ہوئی ہو خواہشون اور اعمال سے پس فقرہ اولی قاموس سے جو بعینہ صحاح
جوہری مین بہی وارد ہے ظاہر او ہی حدث مراد ہے جس سے دین و شریعت
حضرت خاتم المرسلین صلعم مین خلل اور تغیر واقع ہوا اور اوس امر جدید کو اصل
شرع سے کوئی لگاو نہو پس ایسی بدعت بالمعنی الاخص بلا شبہہ منہی عنہا
اور حرام ہے اور حدیث کُلّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ مین بہی بدعت خاص مراد ہے مطلق
محدثات عَلٰی اَیِّ وَجْہٍ کانت کہ وہ باعتراف جمہور فرق مسلمین عموماً داخل
بدعت محرمہ نہین ہین والا ایسا امور مباحہ جو زمانہ حضرت شارع مین نہ تہے
اور بعد آن حضرت وقتاً فوقتاً بتقاضای ضرورت حادث ہوگئے اور اصل
شرع سے اونکا رجحان یا اباحت وغیرہ ظاہر ہے اور اہل اسلام مین عموماً خلفاً
عن سلف اونکا جواز و استحسان پایا جاتا ہے اور کسی نے اونکا انکار نہین کیا ہے
وہ سب امور داخل بدعت منہی عنہا ہوجائینگی اور اسمین ہمارا ضرر تو کم ہے
لیکن خلافت مابعد النبی پر آفت آنے سے حضرت مولف کا بہت بڑا نقصان
ہوگا بشرطیکہ وہ سنی نہین وہابی ہی سہی اور اگر وہابیت مین بہی ثابت نہین ہین
تو کچہہ بہی نقصان نہین جب اسلام کے کسی فرقہ مین نہ ٹہرے تو جسکو جو جی چاہے
کہین ہمتو عند التحقیق شیعہ سنی سب مین اقسام بدعت کی تفریق پاتی ہین
چنانچہ تفریق اقسام بدعت مین منجملہ ہمارے علماے شیخ شہید
علیہ الرحمہ قواعد مین فرماتے ہین محدثات الامور بعد عہد رسول اللہ صلعم

اقسام لا یطلق اسم البدعة عندنا الا ما هو محرمة الاول الواجب
کتدوین القران والسنة اذا خیف علیهما والثانی المحرم وهو کل
بدعة تناولها قواعد التحریم والثالث المستحب کبناء المدارس
والربط مما تناوله ادلة الندب والرابع المکروه مما اشتملته ادلة الکراهة
والخامس المباح وهو داخل تحت ادلة الاباحة انتهی یعنے جو امور
کہ بعد عہد حضرت رسول خدا صلعم حادث ہوے وہ چند اقسام ہین اور اسم
بدعت کا اطلاق ہمارے نزدیک بجز بدعت محرمہ کے اور اقسام پر نہین کیا
جاتا اول وہ امر محدث واجب مثل تدوین قرآن واحادیث جب خوف
اونکے ضائع ہونے کا ہو دوم حرام اور وہ ہر بدعت ہے جسکو قواعد تحریم
شامل ہون سوم مستحب مثل بناے مدارس وکاروانسرا وغیرہ وہ چیزین
جسکو ادلہ ندب شامل ہون چہارم مکروہ جنکو ادلہ کراہت شامل ہون
پنجم مباح جو تحت ادلہ اباحت داخل ہون اور علمائے حضرات اہل سنت
مین سے صاحب بحر المذاہب نے آخر کتاب قواعد مین اسکی تصریح اسطرح
فرمائی ہے البدعة منقسمة الی واجبة ومحرمة ومندوبة ومکروهة
ومباحة والطریق فی ذلك ان تعرض البدعة علی قواعد الشرع
فان دخلت فی قواعد الایجاب فهی واجبة او فے قواعد التحریم
فمحرمة او فی الندب فمندوبة او فے الکراهة فمکروهة او فی الاباحة
فمباحة یعنے بدعت منقسم ہوتی ہے واجب اور محرم اور مندوب اور
مکروہ اور مباح کیطرف اور طریقہ اسکا یہہ ہے کہ عرض کیجاے بدعت قواعد
شرع پر پس اگر قواعد ایجاب مین داخل ہو تو وہ واجب ہے یا قواعد تحریم
مین داخل ہو تو وہ بدعت محرمہ ہے یا قواعد ندب مین داخل ہو تو وہ مندوب

ہے یا قواعد کراہت مین داخل ہو تو وہ مکروہ ہے یا قواعد اباحت مین داخل
ہو تو وہ مباح ہے انتہی۔ اس عبارت کو مولوی فضل رسول صاحب بدایونی
نے اپنے رسالہ بوارق محمدیہ لرجم الشیاطین النجدیہ مین بھی جو فرقہ ضالہ وہابیہ
کی رد مین ہے نقل کیا ہے اور بعینہ تتمہ اس عبارت کا جسمین تفصیل ان اقسام
خمسہ کی ہے وہ بھی مذکور ہے پھر بتفاوت یسیر حضرت امام شافعی کا یہ قول
بھی بیان کیا ہے وقال الشافعی رح ما احدث یخالف کتابا او سنۃ
او اجماعا او اثرا فھو البدعۃ الضالۃ وما احدث من الخیر ولم یخالف
شیئا من ذلک فھو البدعۃ المحمودۃ انتہی۔ خلاصہ اسکا یہ ہے کہ جو
احداث مخالف کتاب یا سنت یا اجماع یا اثر کے ہو تو وہ بدعت ضالہ ہے اور جو
احداث خیر سے ہو اور امور مذکورہ مین سے کسی امر کے مخالف نہو وہ بدعت
محمودہ ہے انتہی۔ علی ہذا اور اکابر اہل سنت کے مصنفات مین بھی تفصیل
و تفریق مذکور ہے اور کیونکر نہو کہ تحقیق معانی صحیحہ کا لغت پر دار مدار ہے
لہذا حضرت مولف ایک آخری حجت اور سن لین پھر اونکو اختیار ہے
صاحب مجمع البحرین نے معنی بدعت کے اسطرح توضیح کی ہے البدعۃ
بالکسر والسکون الحدث فی الدین وما لم یکن لہ اصل فی کتاب
وسنۃ فما دل علیہ الشرع ولو بالعموم خارج منہ فمن شرع فاحل
حراما او حرم حلالا او کرہ ما لم یکرہ کان مبدعا خارجا عن الشریعۃ
انتہی اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ بدعت کے معنی حدث فی الدین مین ہیں
لیکن نہ علی الاطلاق بلکہ وہ حدث خاص جسکے واسطے کتاب و سنت مین
کوئی اصل نہو پس جس حدث پر شرع دلالت کرے اگرچہ یہ دلالت بالعموم ہو
وہ بدعت منہی عنہا سے خارج ہے بدعت محرمہ وہی ہے جو باعتبار معنی

انچہ بطور تشریع یعنی پیکے ہو کہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام اور غیر مکروہ کو مکروہ کرتا
باقی دیگر محدثات جنکو اصل شرع سے کسی قسم کا لگاؤ ہے وہ بدعت محرمہ ضالہ
کیسی اطلاق بدعت ہی سے خارج ہین لیجئے اسکا بہی مآل کار وہی ہے جو اکابر فریقین
سے ہم نقل کر چکے ہین اب غور کرنا چاہیئے کہ ہرگاہ باجماع اہل اسلام یہہ
قاعدہ مسلم الثبوت اور معمول بہا ہے کہ محدثات امور بعد آن حضرت صلعم قواعد
شرع سے مطابق کر کے حکم بوجوب یا حرمت یا ندب یا کراہت یا اباحت کیا جاتا
ہے پس بنا براسی قاعدہ مسلمہ کے ہر مسلمان دیندار کو جسپر خدا و رسول کی محبت
واطاعت فرض ہے اور خدا نے بموجب آیۂ کریمہ عظیمہ قُلْ لَّا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا
إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ محبت اہل بیت نبوت اور خاندان رسالت کو اوسپر
لازم کر دیا ہے بلکہ اس متاع گرانمایہ کو اجر رسالت قرار دیا ہے لازم ہے کہ آنحضرت
صلعم کے ایام ولادت اور اوقات خوشحالی اور مسرت مین علیٰ ہذا حضرات اہلبیت
کے ان ایام متبرکہ مین اظہار سوز و سرور اور ان بزرگوار ونکی زمان وفات اور
مصیبت وشہادت مین اعلان رنج وغم موفور کرے کہ یہہ محدثات بسبب رجحان
شرعی خالی از اجر و ثواب نہین ہین یہی وجہ ہے کہ مسلمانان دیندار روز ولادت
باسعادت حضرت رسول مختار جلسہ میلاد شریف بکمال زینت وتکلف کرتے ہین
اور اوسکو امور مباحہ ومستحسنہ سے جانتے ہین چنانچہ بوارق محمدیہ مین بحوالہ شیخ
ابو شامہ سے منقول ہے ومن الحسن ما ابتدع فی زماننا ما یفعل کل عام فی
الیوم الموافق لیوم مولدہ صلعم من الصدقات والمعروف واظہار الزینۃ
والسرور فان ذلک مع ما فیہ من الاحسان الی الفقراء مشعر بمحبتہ
صلعم وتعظیمہ وجلالتہ خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ ہمارے زمانہ مین جو یہہ امر احداث
ہوا ہے کہ ہر سال بروز مطابق روز مولد آن حضرت صلعم صدقات خیرات اور

اظہار زینت و سرور کرتے ہین یہہ سب حق اور درست ہے اسلئے کہ یہہ امر خیر باعث وجود
اسکے کہ اسمین فقرا و مساکین مسلمین کے نسبت احسان ہے مشعر بہ محبت و تعظیم و جلالت
آن حضرت صلعم ہے اسیطرح روز شہادت و یوم مصیبت آن حضرت و اہلبیت
آن حضرت اظہار غم و الم کرنا مشعر کمال اخلاص و محبت آن حضرت و اولاد آن حضرت
ہے خصوصًا مصیبت و شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام جنکی شہادت
بشہادت سر الشہادتین شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی و تحریر سر الشہادتین
شاہ سلامت اللہ صاحب قائم مقام شہادت آنحضرت صلعم اور جنکے غم مین
بموجب روایت حضرت ام سلمہ رضہ مرویہ شاہ صاحب سر انور و ریش مبارک
آن سرور خاک آلودہ ہوئے پس ایسے مظلوم کے غم مین جو فدیہ رسول خدا ہوا اور
آن حضرت کا عالم مثال مین اوسکے غم مین خود بیحال ہوا ہو انصاف سے کہو کہ
اوسکی مصیبت مین رونا رولانا اور بغرض اعلان سانحہ عظیمہ لوازم عزا درست کرنا
اور بنانا کسقدر مشعر محبت حضرت رسول مقبول و رضای آن حضرت کہ عین رضای
حضرت احدیت ہے ہوگا پس ہر مسلمان کو لازم ہے کہ مثل دیگر محدثات لوازم
عزای جگر گوشہ سید کائنات کو بھی اونہین قواعد پر منطبق کرے اور تدبیر و تامل
صحیح کو عمل مین لائے مثل حضرت مولف شدت بغض و عناد سے یزید و ابن
زیاد کا بہانہ نہ بنجاوے تا حقیقت حقیقت عزاداری امام مظلوم بخوبی اوسپر
منکشف ہو جاوے کہ وہ بھی مانند اقسام محدثات مذکورہ منقسم بچند اقسام ہے
اول ذکر فضائل و مصائب عظام حضرت امام و دیگر اہل بیت کرام تواریخ و
احادیث معتبرہ و مراثی معتبرہ سے اور رونا رولانا مصیبت عظیمہ اور واقعہ جسیمہ
ناموس آل عبا و دیگر شہدای کربلا اور نہب و غارت خیام مطہرہ و اسیری
حرم محترم سید دوسرا پر یہہ سب امور شرعًا جائز و مسنون بلکہ موجب اجر بیشمار

اور باعث رضای الٰہی اور حضرت ختمی پناہی ہین اسلیئے کہ خود آن حضرت صلعم نے
بنفس نفیس قبل از وقوع واقعہ شہادت دنیای پر اختلال ہین اور بعد از وقوع
عالم مثال مین اپنے فرزند قرۃ العین حضرت امام حسین کی مصیبت پر مع دیگر اہلبیت
غم والم اور حزن و ماتم کیا ہے اور قرآن مجید مین مابکت علیھم السماء آیا ہے
ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ فرمایا ہے پس تعجب ہے کہ حضرات انبیاء
اور اولیاء و ملائکہ و جن اس رونے رلانے مین آن حضرت کے پیروی کرین اور
اس مصیبت مین آپکا ساتھہ دین اور ہم جو خاص آپکی امت اور مخاطب بخطاب
پیروی حسنہ آن حضرت ہین ایسی سخت مصیبت مین آپکی پیروی سے ہاتھہ اوٹھا ڈالین
اور آپکا ساتھہ چھوڑکر الگ ہو جائین سو یہہ ستم ہے نہ ہوا ہے نہ کبھی ہوئیگا جو
مسلمان ہے وہ حضرت کیطرح روئیگا۔ اللہ اکبر جس مصیبت مین خود حضرت شارع
علیہ السلام صاحب عزا ہوکر اپنے اہلبیت مین رسم تعزیت برپا فرمائی
اوس عزاداری کی شرعی ہونیمین کیا کلام ہے بلکہ جملہ امور مین آن حضرت کی پیروی
کرنیکا نام اسلام ہے پس جو شخص اسکو بدعت محرمہ سمجھا اور اسپر استہزا کرے
اوسنے بالتبیہہ حضرت پیغمبر اور دین پیغمبر پر استہزا کیا واللہ یستھزئ بھم
ویمدھم فی طغیانھم یعمھون دوم وہ امور جو اصل شرع سے مباح
ہین جیسے مجلس عزا منعقد کرنا مومنین کو شریک عزا کرنا غربا و مساکین سے
باخلاق تمام و احسان و اطعام پیش آنا زیادتی مصیبت ولوازم عزا اور اسباب
گریہ و بکا کے واسطے ضریح و تعزیہ و تابوت و علم بنانا علی ہذا اور امور جو اصل امر
شرعی بکا و ابکا کے معین ہون جنکی اباحت اصل شرع سے بموجب ارشاد حضرت
شارع کل شیٔ مطلق ای مباح حتّٰی یرد فیہ النھی پائی جاتی ہے یعنی
ہر چیز مباح ہے تا اینکہ نہی اسمین وارد ہو اور ظاہر ہے کہ نہی شارع علیہ السلام

غرضکہ تصاویر غیر ذوی الارواح سے تصویر غیر ذیروح عند الفریقین نہی سے مستثنیٰ ہے چنانچہ اہل سنت سے فاضل ابن حجر نے ناقلاً عن شرح مسلم بیان کیا ہے واما تصویر صور الشجر ونحوها مما لیس فیہ حیوان فلیس بحرام یعنی صورتین شجر وغیرہ کی بنانا جو غیر ذیروح ہوں حرام نہیں ہین اسیطرح بخاری نے ابن عباس سے زجر و توبیخ ایک شخص کی جو تصویر جاندار بناتا تھا نقل کی ہے خلاصہ اوسکا یہہ ہے کہ ابن عباس نے اوس سے کہا کہ اگر تیری معیشت تصویر سازی ہی پر منحصر ہے تو تصویر درخت وغیرہ غیر ذیروح کی بنایا کر اور تصویر ذیروح کی بنانا چھوڑ دے کہ مین نے آنحضرت صلعم سے سنا ہے کہ جو شخص تصویر جاندار بناتا ہے خدا اوسکو عذاب کریگا کہ اسمین روح پھونکے اور وہ کبھی نہ پھونک سکیگا انتہی۔ اور امامیہ سے کلینی رح نے بواسطہ ابن عباس صادق آل محمد صلعم تفسیر کریمہ یعملون لہ ما یشاء من محاریب وتماثیل روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا واللہ ماھی تماثیل الرجال والنساء ولکنہا تماثیل الشجر وشبہہ یعنی بخدا یہہ تصویرین مردون اور عورتون کی نتہین بلکہ درخت وغیرہ غیر ذیروح کی تہین اسیطرح محمد بن مسلم سے روایت کی ہے کہ مین نے حضرت صادق علیہ السلام سے تصاویر شمس وقمر کو پوچھا آپنے فرمایا جبتک تصویر حیوان کی نہو کچھہ خوف نہین ہے انتہی پس ہرگاہ بنانا تصاویر غیر ذوی الارواح کا بموجب شرع عند الفریقین جائز ہوا تو تعزیہ اور ضریح اور تابوت وعلم وغیرہ بنانا سب بلا نکیر جائز ومباح ہین بلکہ اگر صورت کے معانی ذوات الارواح وغیرہ سے عام ہی لیے جائین جیسا کہ معرب مین ہے کہ الصورۃ عامۃ فی کل ما یصور مشبہا بخلق اللہ تعالی من ذوات الارواح وغیرہا جب بہی ضریح وتعزیہ وتابوت وعلم وغیرہ

مستثنی ہو گئے اسلیئے کہ شبیہ مخلوقات خدای تعالی نہین ہین بلکہ نقل روضۂ
منورہ اور ضریح مقدس خامس آل عبا و نقل نشان کرامت نشان حضرت
پیغمبر خدا ہین اور انمین کسیطرح ممانعت نہین بلکہ صریح اباحت ہے اور با وجود
اباحت چونکہ سعین قسم اول ہین تو بنانا انکا فورًا علی نور اور بنانیوالا اور تعظیم
کنندہ انکا لاریب مثاب و ماجور ہے قال اللہ تعالی ومن یعظم شعائر اللہ
فانہا من تقوی القلوب پس بمفاد آیۂ کریمہ جسطرح تعظیم نقل کعبۂ معظمہ
در روضۂ منورۂ آنحضرت صلعم و دیگر مشاہد مشرفہ و کوہ صفا و مروہ بلکہ نقل
نعلین مبارک حضرت سید کونین جمہور اہل اسلام اور تمامی امت خیر الانام پر
واجب و لازم ہے اسیطرح تعظیم ضرایح و اعلام وغیرہ منجملہ شعائر اسلام
ہے اور تعظیم انکی خاص و عام پر لازم بلکہ منجملہ حقوق امام علیہ السلام ہے اور
اہانت و استخفاف اسکا اہانت حضرات کرام اور بفحوای من اھان اولادی
فقد اھاننی اہانت سید انام ہے فتامل سوم وہ امور جو عزاداری مین بطور
رسم کیئے جاتے ہین وہ مباح محض ہین یعنے نہ اونکے واسطے شریعت مین بالخصوص
ممانعت ہے اور نکوئی رجحان شرعی اونمین پایا جاتا ہے جیسے ضریح و تعزیہ
کے آگے قرآن مجید وغیرہ رکھنا ترک زینت و لذات وغیرہ کرنا لباس ماتمی
پہننا مگر سیاہ مکروہ اور سبز وغیرہ محمود ہے علی ہذا اور امور بشرطیکہ تشریع کا
اونمین لگاو نہو و الا قسم اخیر محرم مین داخل ہو جائینگے چہارم وہ امور
جو خلاف شرع اور منجملہ منہیات ہین اور اکثر اونمین سے بطور خلطوا عملا صالحا
و آخر سیئا عوام سے سرزد ہوتے ہین جیسے تصاویر ذوات الارواح مثل تصویر
براق و ذو الجناح و ملک و جن و پری وغیرہ بنانا تاشا ڈہول بوق شہنا وغیرہ
بجانا ذوات مقدسہ حضرات کو حاجت روای مستقل جانکر خاص اونہین سے

حاجت طلب کرنا ہے اگر بواسطہ آن حضرات کے حاجت اپنی خدای عز وجل سے طلب کرے تو اسکا مضائقہ نہین اور سب سے بدتر سجود لغیر المعبود ہے پس تعزیہ و ضریح کو خاص سجدہ کرنا موجب شرک ہے اور چونکہ خواص شیعہ اس قسم اخیر سے محترز ہین اور اسکو بدعت و شرک جانتے ہین لہذا افعال جہلا و عوام پر انکے مواخذہ نہین ہوسکتا کہ ہر فرقہ کے عوام کچھہ نکچھہ ایجاد بندہ خالی نہین ہوتے بعد اس تفصیل کے ظاہر ہوگیا کہ اقسام عزاداری سے فقط قسم اخیر منہی عنہ اور حرام ہے اور اطلاق بدعت کا خاص اسی قسم اخیر پر کیا جائیگا نہ اور اقسام پر کما لا یخفی علے المتاملین فلا تکن من الغافلین ہر چند جو کچھہ اس مقدمہ مین بیان ہوا منصف غیر متعسف کیواسطے اسقدر کافی و وافی ہے اور جواب جملہ ایرادات ناصواب حضرت مولف اسی مختصر سے حاصل ہوسکتا ہے لیکن بمقتضای مثل مشہور جہوٹے کو گہر تک پہونچانا ضرور ہے لہذا حضرت مولف کی ہر قول کا رد بہی بقدر ضرورت لکہی دیتا ہون تاکہ مرد عاقل و منصف بعد ملاحظہ ہدایت المومنین اس رسالہ مسمی بہ **نصر المومنین** کو بہی دیکہے اور بشرط پسند انصاف اور در صورت لغزش و خطا معاف کرے فانتقمنا من الذین اجرموا وکان حقا علینا نصر المومنین۔

قال المولف الرسالہ قبل شروع کتاب کے بوجہنا مقدمہ کا ضرور ہے تا حقیقت حال بخوبی للتشبیر ہو

اقول لرفع الضلالہ وای بر فردی کہ سر دفتر بود۔ یہہ مقدمہ کیا ہے باد ریا کا وعظ اور سرے ہی سے دین بر حق پیغمبر پر اعتراض ہے چنانچہ تفصیل اسکی آتی ہے ساری قلعی کہلی جاتی ہے۔

قال اسکو سننا چاہیے کہ ہماری پیغمبر کے پہلے خلقت شرک و گمراہی مین گرفتار تہی اور جاہل لوگ اپنے باپ دادا کی بری راہ پر اڑے تہے حضرت نے تقریر زبانی اور تلوار کے زور سے اونکو مسلمان کیا اور دین حق کو سمجہایا اور رسومات جاہلیت کو اوٹہایا

اقول ماشاء اللہ کیا حسن تقریر اور طرز تحریر ہے منکران دین اسلام و نبوت
حضرت خیر الانام کا بعینہٖ یہی کلام ہے کہ معاذ اللہ آپکا دین حق نہتھا فقط تقریر زبانی
اور محاربہ سیفی و سنانی سے آپنے لوگونکو مسلمان کیا اور زبردستی بزور شمشیر اپنے
دین کو رواج دیا چنانچہ ایک روز لکھنؤ مین ایک پادری نے بیان کیا کہ اگر محمدؐ
صاحب کا دین سچا ہوتا تو فقط تقریر زبانی پر اکتفا نفرماتے مثل انبیای سابقین
کوئی معجزہ بین ایسا دکہلاتے جس سے لوگ گرویدہ ہوکر خود ہی ایمان لاتے برخلاف
اسکے حکم جہاد دیا تب بمجبوری لوگون نے آپکا دین جان کے خوف سے اختیار کیا
حالانکہ یہہ شبہہ انکا محض تعصب سے ہے ورنہ مورخین علیسا خوب جانتے ہین کہ ہر
پیغمبر کے وقت کے لوگ جس فن مین کمال رکہتے تھے خدا تعالے اوس پیغمبر کو اوسی قسم کا معجزہ
عطا فرماتا تہا اور اہل فن عاجز ہوکر سمجہہ لیتے تھے کہ یہہ امر فوق طوق بشر ہے چنانچہ
حضرت موسے کے زمانہ مین سحر کا بڑا چرچا تہا آپکو معجزہ عصا ملا حضرت عیسے کے وقت
مین فن طبابت اور امر علاج امراض صعبہ مین کمال تہا آپکو احیای اموات کا معجزہ
دیا گیا ہمارے حضرت کے عہد دولت مین فن فصاحت و بلاغت مین علو تہا آپکو
ایسا معجزہ بین یعنے قرآن مبین عطا کیا گیا کہ جس سے بڑے بڑے فصحا و بلغا و عربا
عرب کے مقابلہ مین فاتوا بسورۃ من مثلہ کا دعوی بالاعلان کیا گیا جسکے جواب مین
بڑے بڑے مدعیان فصاحت اور گردن کشان جاہلیت نے لیس ھذا من الکلام
البشر کہکر از راہ عجز اپنی گردنین جہکالین چنانچہ کتاب تنزیہہ الفرقان مین مذکور
ہے کہ کسی سے کچہہ جواب نہ آیا بلکہ اکثر اونمین لطف فصاحت سے بیخود ہوکر ایمان
لے آئے اور بعضون نے اگرچہ باغراض نفسانیہ ضبط کیا مگر نکر سکے اور غال غال جو دام
شیطان مین پہنس گئے وہ ایسے عاجز ہوے کہ اونہون نے تلوار سے لڑنا اختیار کیا جان و
مال کا تلف گوارا کیا مگر قرآن کے مقابلہ اور معارضہ مین اونسے ایک فقرہ بہی نہ لکہا گیا

اور نہ اوسکے فصاحت سے انکار کیا گیا انتہی پس جب باوجود عاجز ہونے کے بہی ایمان نہ لائے اور حجت الہی تمام ہوگئی اوسوقت حکم جہاد صادر ہوا نہ پہلے ہی سے جیساکہ منکرین نبوت آن حضرت باتین بناتے ہین اور ہمارے پادری صاحب اونکی ہان مین ہان ملاتے ہین

قال بعد انتقال حضرت کے خلیفون نے بہی خوب دین کو قائم فرمایا۔

اقول یہہ فقرہ تو شاید آپنے حضرات اہل سنت کے خوف سے لکہا ہے ورنہ جب محدثات مابعد النبی کو آپ عموماً بدعت منہی عنہا کہتے ہین تو خلافت خلفا جو مابعد آن حضرت منعقد ہوئی وہ بہی آپکے زعم ناقص مین ایسی ہی ہوگی اب ہمکو آپ سے بحث کرنی اور آپکو عاجز کرنے کا پورا موقع ملا بس اب میدان مین آئیے اور سوچ سمجہکر فرمائیے کہ حسب تصریح حضرات اہل سنت نہ خلافت کے بارہ مین کوئی نص آنحضرت تہی نہ استخلاف بلکہ اوسکا دار ومدار بعد آن حضرت صلعم اجماع اہل حل و عقد پر ہوا پس اگر بعد آن حضرت مطلق احداث علے ای وجہٍ کان بدعت محرمہ اور قبیح ہے تو پہر حضرت سلامت خلافت خلفای اربعہ کیونکر صحیح ہے پس خلافت خلفا از رخنہ نکالکر آپ شیعہ سنی دونون دین سے گئے نہ ادہر کے ہوئے نہ اودہر کے اور اگر خلافت خلفای راشدین اور اون حضرات کے اقامت دین کے آپ بہی معتقد ہین تو پہر یہ کی لکیر یعنے ہر محدث کو بدعت ضالہ کہنے سے ہاتہہ اوٹہائیے اور ارشاد حضرت خلیفہ ثانی دربارہ تراویح بنص صریح نعمت البدعة هي کو ملاحظہ فرمائیے علمای اسلام تو بدعت حسنہ کہتے ہین پس اگر آپ بہی تراویح پڑہتے ہین تو یقیناً اسکو حسنہ ہی جانتے ہونگے بدعت سیئہ جانتے تو کاہیکو پڑہتے اپنے مونہہ سے آپ ہی قائل ہوئے اور اگر اسکو بہی بدعت محرمہ سمجہکر نہین پڑہتے اور خلیفہ کا ارشاد نہین مانتے تو آپ مسلمانون کے کسی فرقہ مین نہ رہے بلکہ غیر ملت اسلام کی طرف مائل ہوئے چلے جاتے ہوئے اس سے بہتر کوئی آپکی

سکلو خلاصی کی سبیل نہین آپ مسلمانون کو کچھہ ایسے قال وقیل نہین سے اگر دریافتخ
بہر دانشت بوس ٭ وگر نشناختی افسوس افسوس۔

قال جب زمانہ خلافت کا آخر ہوا اور حکومت بنی امیہ کے ہاتھہ آئی تو عجب طرحکا
فساد اسلام مین برپا ہوا کہ اہل بیت پیغمبر کے قتل تک کہ مانع بدعت تھے نوبت پہونچکر
اقول گستاخی معاف آپ ایسے نامقید ہین کہ جو مونہہ مین آیا بلا قید بہر کے
کہہ بیٹھے ہین یہہ عموماً بنی امیہ کی حکومت پر کیون آپنے طعن کیا کچھہ امیر معاویہ
سے بہی خفا ہین صاحب سمجھہ بوجھہ کے بات کیا کیجیے کیا آپکو اسکی خبر نہین کہ
بعد صلح حضرت امام حسن اونکی خلافت بہی مان لی گئی ہے اہل سنت پر تو
مارے ڈر کے آپ کوی بات بصراحت مونہہ سے نہین نکالتے فقط اشارے
وکنایے پر ٹالتے ہین پہلے خلافت مین جہگڑا ڈالا اب امیر معاویہ کو زمرۂ خلفا
سے نکالا یک نہ شد دو شد مگر شیعون پر آپ بہت کہل کہیلے ہین کہ اونکی تعزیہ داری
کرنے تعزیہ وعلم بنانے رونے رولانے پر کوی دقیقہ ہجین وتوہین کا آپنے
اوٹہا نہین رکہا خیر یہہ بہی غنیمت ہے سو رتبہ دیکہو مبرے کینہ کا کہ اونکے
دل مین ہے۔ اور اہل بیت پیغمبر کیا واجب القتل ہی تہی جو شہید کا لفظ اونکی
نسبت آپکے مونہہ سے نہ نکلا جب آپ اپنے بعد تہیہ بہی کہتے ہین کہ وہ مانع بدعت تہے
پہر آپکو شہید کہنے مین کیا عذر تہا خیر بہول چوک معاف ہے اب فرمایے کہ حضرات
اہلبیت کونسی بدعت کے مانع تہے آیا خاص اوسی بدعت محرمہ کے یا مطلق محدثات
کے بر تقدیر اول آپ کیون اون حضرات کی پیروی نہین کرتے کہ ہر محدثہ کو
بدعت محرمہ مین شمار کیے جاتے ہین کیا وہ احد الثقلین نہین ہین یا اونکی پیروی
بہی آپکے نزدیک معاذ اللہ بدعت محرمہ ہے اور بر تقدیر ثانی یہہ آپکا اہلبیت پر
افترا ہے وہ حضرات کبہی محدثات حسنہ کو بدعت نہین جانتے تہے کیا وہ اپنے

جد امجد حضرت پیغمبر خدا کے روضہ منورہ کی زیارت نہین کیا کرتے تھے جس روضہ مقدسہ کی اہانت پر آپ لوگ مرتے ہین پناہ بخدا اوسکو تعبیر چھنم اکبر کرتے ہین کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم۔

قال اوسوقت مین بادشاہ اور لوگ قدیم رسومات جاہلیت اور کفر کی محبت رکھتے تھے فرصت غنیمت جانکر کہیل کہیلے اور اسلام مین رسومات جاہلیت اور عتیرہ نکالنے شروع کین

اقول یہہ صفت تو بعض سلاطین بنی امیہ مین خصوصًا آپکے پیر و مرشد یزید کی تھی وہ ان سب منہیات مین البتہ کہیل کہیلا تہا یا اب اوسکے بعض چیلے اپنی بدعت مین کہیل کہیلے ہین مگر حضرت امام حسین نے اپنی جان عزیز کا دینا قبول کیا اور اوسکی بیعت کرنا نہ قبول کیا تاکہ بدعتین اوسکی اسلام مین مستند نہو جائین اور دیندار لوگ سمجھہ لین کہ ایسے بدعتی فاسق ظالم کی بیعت جائز نہین ہے اور نہ اوسکی اطاعت جائز ہے

قال چند مدت مین وہ بدعتین اور رسمین ایک عالم مین پہیل گیئن اور پچہلون نے اگلون کی سنت سمجھکر اور مرغوب نفس پاکر او نکا کرنا اپنے اوپر فرض و واجب جانا

اقول جو لوگ ویندار تھے وہ خود یزید ہی کو اوسکی بدعتون پر سرزنش کرتے تھے اوسکی سنت کیا قبول کرتے چنانچہ جب یزید پلید نے چوب خیزران حضرت امام حسین کے لب و دندان مبارک پر رکہی تو بعض صحابی حضرت رسول جو اوسوقت یہہ سانحہ دیکہہ رہے تھے بیتاب ہوکر کہنے لگے کہ اے یزید اوٹھالے چہڑی لب و دندان حسین سے کہ مین نے بچشم خود دیکہا ہے کہ حضرت رسولخدا ان لبونکی بوسے لیتے تہے اور چوستے تہے ہان جو نامسلمان بطمع زخارف دنیا او س فاسق کی اطاعت کرتے تہے وہ البتہ اوسکی سنت پر چلتے تہے اور اب بہی مثل آپکے جنکو یزید پلید سے محبت اور حسین شہید سے عداوت ہے وہ اگر یزید کے وقت مین ہوتے تو ضرور اوسکا ساتہہ دیتے خون حسین مین شریک ہوکر جائزہ و انعام لیتے مگر چونکہ اوسوقت مین امام حسین

ہاتھین ہین بمجبوری یزید کی روح خوش کرنیکو حضرت کی مصیبت پر رونے رولانے اور آپکی عزاداری مٹانے پر جان دیئے دیتے ہین تاکہ واقعہ شہادت اور آپکے مصائب اور یزید کے معائب کا اعلان نہو کہ اسمین اونکی مرشد کی سخت رسوائی ہے پس یہہ آپکا کہنا آپ ہی پر صادق آتا ہے کہ پچھلون نے اگلونکی سنت سمجھکر اور مرغوب نفس پاکر ادا کرنا اپنے اوپر فرض واجب جانا۔

قال جو علماے دیندار ہوتے گئے جہانتک مقدور اور میسر ہوا دفع رسوم اور عقائد باطلہ کا کرتے رہے۔

اقول واقعی جو علماے دیندار ہین اونکا ہر زمانہ مین یہی شعار رہا ہے کہ بقدر امکان دفع رسوم فاسدہ اور عقائد باطلہ کا کرتے رہے ہین چنانچہ ہمنے اس رسالہ کے مقدمہ مین بیان کیا ہے کہ علماے دیندار فریقین نے معنی بدعت مین کسقدر توضیح و تفصیل کی ہے اور بدلائل ثابت کر دیا ہے کہ وہ احداث جو بطور تشریع کے ہو یا اوسکو اصل شرع سے کچہ لگاؤ نہو وہ البتہ بدعت ضلالہ و محرمہ ہے نہ مطلق محدثات جنہین بموجب انطباق قواعد شرع کوئی واجب کوئی سنت کوئی مباح کوئی مکروہ ہے اونکو بدعت ہی نہ کہنا چاہیئے مگر جب میان محمد فاضل ایسے کٹھ ملاسہ بدنام کنندہ نکونامی چند سہ نامین اور اپنی ہی کج فہمی کی پیروی واجب جانین تو اسمین کیا اختیار ہے خدا کا کلام برحق ہے وہ فرماتا ہے انا ھدینٰہ السبیل اما شاکرا و اما کفورا

قال قسمیہ بہت سارے ہزار ہا ون رسمین اور عقیدے کفر و جہالت کی جہان مین قائم ہو گئی

اقول کیونکر نہ قائم ہوتی کہ کٹھ ملاؤن نے عالمون کی ضد اور اپنی گرم بازاری کی غرض سے جاہلون کو ہموار کرنیکے جو چاہا سو ایجاد کر دیا اور اونہون نے ملا مقدم سمجھکر انکا کہنا مان لیا مناسب مقام ایک نقل ہمکو یاد آئی کسی قریہ مین ایک ناخواندہ ملا صاحب وارد ہوے سمجھے یہہ لوگ جاہل ہین خوب گذریگی اتفاقاً اونکو تھوڑے ہی

دلونمین خوب رام کیا جناب مولانا صاحب کہلاے اخذ وجبر کا قرار واقعی موقع جما یا تو سب
چہکے بیچہ اوڑائے اتفاقا ایک عالم ہی اوس قریہ مین وارد ہوئے اونہون نے جو
اون بیچارے جاہلونکا حال دیکہا تو بمقتضائے درد دین والشفقۃ علی المسلمین
چاہا کہ اونکو عقائد اسلام اور شریعت کے احکام بقدر ضرورت تعلیم کرین یہہ
دیکہکر پہلے کٹہہ ملا صاحب گہبرائے پہر سوچکر اپنی تقریر سراپا تزویر اہل
قریہ کو فریب مین لائے کہ یہہ عالم نہین بلکہ جاہل ہین لفظ مار تک نہین لکہہ جانتے
اگر تمکو یقین نہو تو اونکا اور میرا دونون کا امتحان لو یہہ سنکر وہ عالم کے خدمت مین
حاضر ہوئے اور مار کے لکہنے کا اصرار کیا مرد عالم نے پہلے تو یہہ سوال مہمل سمجہکر
تامل کیا بالآخر اونکی خاطر سے مار لکہدیا پہر پہلے ملا کی نوبت آئی اونسے سانپ
کی شکل بنائی اور اون جاہلونکو دکہا کر کہا کہ صاحبو انصاف کرو مار کی یہہ صورت
ہے جو مین نے لکہی ہے یا وہ ہے جو ان صاحب نے لکہی ہے یہہ دیکہکر سب اپنے
ملا کی قابلیت کا ایمان لائے اور بیچارے مرد عالم چلتے پہرتے نظر آئے۔

قال اور ضعف اسلام اور موقوف ہونے جہاد کے اور مصاحبت کفار کی ہر ملک
مین ہر فرقہ نے اپنی خواہش کے موافق جو چاہا سو تراش لیا۔

اقول سچ ہے اگر ضعف اسلام ہوتا اور علماے اسلام کو احکام اسلام کی اشاعت
مین اقتدار تام ہوتا تو دین اسلام مین رخنہ ڈالنے والے اور بہ پامردی جنکے رونق
اسلام زیادہ ہوتی ہے بدعت محرمہ جاننے والے کب کی سزا پاگئے اور راہ راست پر
آگئے ہوتے ہر ملک مین ہر فرقہ نے فرقہاے اسلام سے تو کچہہ بہی نہین تراشا
مگر قنوج کے بعضے بہمنون نے اپنی خواہش کے موافق معاذ اللہ ایک صنم اکبر تراشا
ہے جو دینداروں کے نزدیک لائق عبرت وحاشا اور ناسمجہون کے نزدیک
کہیل اور تماشا ہے اور موقوفی جہاد کا فقرہ شاید ترغیب مسلمانون کے لیے اونکو

تراشا ہوا ہے جب سکہون کے ساتھہ قصد جہاد تہا پہر کاش غازی نہین ہوتے تہو
تو شہید ہی ہو جاتے جان بچا کر گہر تو نہ بہاگ آتے جہاد سے بہاگنا علاوہ
ارتکاب کبیرہ سبب قوی ضعف اسلام ہے اب بہت نازہ نہ کیجیے کہ آپکی
قلعی کی تمام ہے۔

قال اور اسلام و کفر کہچڑی ہو گیا۔

اقول سچ اسلام و کفر مین تو نسبت تضاد ہے وہ تو کفر کے ساتھہ کہچڑی
ہو نہین سکتا ہان اسلام برائے نام اگر کفر سے ملکر کہچڑی ہو جائے تو کچھہ
عجب نہین جیسے پہلے آپ شیعہ تہے پہر سنی ہوئے پہر وہابی ہو گئے اب
وہابیت مین بہی بٹہ لگا یا کہ ہر بابی ہو گئے پس آپ ہی کا اسلام اجزاء
مختلفہ سے ملکر کہچڑی نہین بلکہ کہچڑا ہو گیا چلئے مبارک ہو۔

قال خصوصًا ہندوستان مین یہانتک نوبت پہونچی کہ ادہر کلمہ بہی کہتے
ہین ادہر بت بہی پوجتے ہین اور جو اونمین ذرا قابل ہوئے اونہون نے
بعینہ جب رسوم ہنود کے کرنا مناسب نہ دیکہا اور مطلق چہوڑنا بہی خواہش
نفس کے خلاف پایا سو اسواسطے ویسی رسمین اپنے گہر صورت و نام بدلکر مقرر کر لیں

اقول ہندوستان مین اون لوگونکی البتہ یہانتک نوبت پہونچی جو محض دیہاتی
گنوار جہالت کے پتلے ہین اور اونکی معاشرت ہمیشہ کفار سے رہی اور آنکہہ کہولکر
اونہین کے رسوم اور عادات کو دیکہا اور ابتدا ہی سے اوسی کے خوگر ہوئے
پس اون گنوار ونمین یہہ قابلیت کہان کہ وہ رسوم ہنود سے تفرقہ
اور تمیز کر نیمین یہہ تراش و خراش کرین آپ ایسے قابل البتہ ایجاد بندہ
کر سکتے ہین چنانچہ اپنی قابلیت سے جس مطلب کیواسطے آپنے یہہ تمہید
اوٹہائی ہے وہ آپکی تانت بولتی ہی ہم یہہ راگ سمجہہ گئے اور اسکا دفع دخل ہم اوسی

قاعدہ کلیہ مذکورہ بالا سے یہان ہی کیئے دیتے ہین کہ جن امور مین اجازت شارع علیہ السلام کی ہو یا اونمین ولو بالعموم کچھہ شرع کا لگاؤ ہو وہ بلا دغدغہ جائز ہین گو نظر ظاہری مین وہ مشابہ بعض رسوم مذموم کفار معلوم ہوتے ہون اور جن امور مین اجازت شارع یا شرع کا لگاؤ نہو وہ بلاشبہہ ناجائز ہین خواہ اونمین مشابہت کفار کی ہو یا نہو اس قاعدہ کو یاد رکہیئے کام آگی اعتراضو مین بہت کام آئیگا۔

قال مثلاً ہنود جو بیاہ مین مور باندہتے ہین یہہ لوگ سہرا اور مقنع باندہتے ہین

اقول ان جزئیات کا تعرض سنت مین ہماری نظر سے نہین گذرا ایسا اگر شارع کیطرف سے اسمین بہی نہی وارد ہوئی ہے تو مباح و جائز ورنہ ناجائز ہین

قال اور جو وہ اپنے مُردون کے دن کرتے ہین یہہ بہی تیجا اور دسوان اور چالیسوان اور برسی مثل فرض و واجب کے کرنے لگے۔

اقول چونکہ ماحصل حدیث شریف کا یہہ ہے کہ اپنے موتے کے امور خیر اور صدقات سے اعانت کرو چونکہ ایام مذکورہ مین تلاوت قرآن مبین اور صدقہ و خیرات و اطعام غربا و مساکین کیا جاتا ہے اور ثواب اسکا روح میت کو بخشدیا جاتا ہے اور اصل شرع سے اوسکو لگاؤ ہے بدین وجہ خالی از رجحان شرعی نہین ہے مگر آپکے عقیدہ غیر سدیدہ مین اموات کو اعمال غیر سے کچھہ نفع نہین پہونچتا اسی بنا پر آپنے اسکا تعرض کیا حالانکہ یہہ آپکا خیال خام اور منجملہ وساوس و اوہام ہے جسکی رد مین علماء فریقین کی کتب و رسائل بہت و دلائل موجود ہین افسوس کہ آپکے واسطے یہہ ثواب مفقود ہے بنا بر مثل مشہور فاتحہ ندرد

قال اور جو وہ بتونکے اوپر مٹہہ بناکر پوری کچوری پانی وغیرہ چڑہاتے ہین یہہ بہی اپنی قبر وغیرہ گنبد بناکر ملیدہ ریوڑی اور گٹہ اور چادر وغیرہ چڑہانے لگے اور جو اونکے مشہور مہنت اور گسائین اور رہتے ہین انکے یہان بہی گنبد وغیرہ مین خادم اور مجاور اور پیرزادے مقرر ہوئے۔

اقول جملہ اہل اسلام تو اپنی قبرون پر گنبد نہین بناتے یہہ آپکا محض دعوی بے برہان
جو لوگ اہل سلوک اور ریاضت اور صاحبان کشف و معرفت است آن حضرت
سے ہین اور نفوس قدسیہ اونکی علائق دنیویہ سے پاک اور استغراق جلال سرمدی مین
فانی اور خاک ہو رہے ہین یہہ خاک بچشم صاحب ادراک بہتر از اکسیر ہے اور سے
طلا بنتا ہے اسمین بمضمون آیہ کریمہ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ولا کی تاثیر
ہے ایسے اکابر کے قبور متبرکہ پر البتہ گنبد بنلاتے ہین خادم اور مجاور بٹھلاتے ہین
اونکی فیضان روحانی کے واسطے سے دعائین اہل غرض کی جناب احدیت
مین مستجاب ہوتی ہین خدا سے مرادین پاتے ہین غرض نکلنے کے بعد نذر و
نیاز چڑھاتے ہین یہہ بھی بعد انتقال اون بزرگون کا تصرف اور فیض ہے
کہ سبب سے بعض بندگان خدا مانند خدام و مجاورین وغیرہ مستفید ہوتے ہین
علاوہ اسکے گنبد بنانے اور خدام وغیرہ رکھنے سا ان ظاہری سے ایک
شوکت اسلام ظاہر ہوتی ہے کفار کے دلونمین رعب چہاتا ہے جنکی امت
کے لوگ ایسے ہین وہ برگزیدہ پیغمبر کس عظمت و جلالت اور کسقدر خدا کے
محبوب اور مقرب بندہ ہونگے اسمین تو سراپا اونکی تذلیل اور اونکی مذہب
فاسد کے بطلان کی دلیل ہے آپ اپنی خوش فہمی سے اسکو اونکی بدعات کی
مشابہت سمجہتے ہین سہ برین عقل و دانش بباید گریست۔

قال اور جو وے گنگا جی کی جے اور بم مہادیو بولتے ہین تو یہہ بھی
نعرہ یا حسین اور دم مدار کہنے لگے۔

اقول اب آپکا وسوسہ شیطانیہ منجر بجنون ہونے لگا یزیدیون کی تیغ و سنان
اور آپکے جراحات زبان سے اہل بیت کا خون ہونے لگا پس جسطرح حسین
مظلوم نے یزیدیون کے مظالم پر صبر کیا اوسیطرح ہم بہی اس زمانہ کے یزید

کی بدزبانی پر صبر کرتے ہین یہہ کہان توفیق ہوئی ہوگی کہ کبھی بھولے سے مقاتل حسین جو مصنفات فریقین سے ہین ہاتہہ مین لیکر ایک نظر دیکھتے تو آنکھین کہلجاتین کہ مخدرات عصمت وطہارت بعد شہادت امام مظلوم اپنی بیکسی اور بے بسی اور کربت وغربت پر روتین اور رولاتین اور یہہ واَمُحَمَّدَاہ وَاعَلِیَّاہُ وَاحَسَنَاہُ وَاحُسَیْنَاہُ فرماتی تہین پس جنکے گہر سے اسلام جاری ہوا شرع نے رواج پایا اونکی کلام پاک کو ہذیانات کفرہ سے تشبیہہ دینا شیطان کا کام ہے یا مسلمان کا تم آجتک ہوئے نہ اس سے آگاہ ہو لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

قال اور جیسے وہ ہر ہر کہتے ہین یہہ بہی علی علی پکارنے لگے۔

اقول اب پورے سڑی ہوگئے اگر بیہودہ بکنے کی یہی صورت ہے تو جو ہندی کہولنے کی ضرورت ہے اگر جنون سے افاقہ ہو اور اہلبیت نبوت خصوصاً نفس نفیس حضرت رسالت سے کچھہ علاقہ ہو تو حدیث شریف مین دیکھو ذکر علی عبادت ہے اور سچے مسلمانونکو ہر عبادت کی عادت ہے پس علی کہنا ثواب سے خالی نہین مگر اوسکی نزدیک جو مثل آپکے لاأبالی نہین۔ دوسری حدیث مین آیا ہے آنحضرت صلعم نے وانا وعلی من نور واحد فرمایا ہے پس بلحاظ ان خصوصیات کے علی کہنا ویسا ہے جیسے رسول اللہ یا محمد صلعم کہنا اگر آپ اس نام مقدس کے ذکر کو بہی ایسا ہی سمجہتے ہونگے گو مسلمانونکی خوف یا اپنی بے ہابیت چہپانیکو اسکا اظہار نہ کرین مگر یہہ ممکن نہین کہ کوئی یا رسول اللہ آپکے سامنے کہے اور آپ حجت وتکرار نہ کرین ارے بندہ خدا مسلمان کہلا کر کیون طریق جہالت وضلالت پر اڑے ہو اور کیون حضرت رسول اور خاندان رسول کے پیچہے پڑے ہو ارے میان اب تو یزید بہی نہین جو تمہاری ان باتون

خوش ہو کر تمکو جائزہ و انعام دیگا کہ بلا سے دین بگڑا تھا تو دنیا ہی کچھہ بنتی البتہ بجز
خسران دنیا و آخرت اور کچھہ حاصل نہین آیندہ پچھتا تم جانو اور تمہارا کام واللہ عزیز
ذو انتقام

قال اور اگر اونکے یہان گیا اور متہرا اور کاشی جاتی ہین یہان بھی مکن پور و بہرائچ
واجمیر کو تیار ہو گئے اور جو وے وہان سے پرشاد لاتے ہین تو یہہ بھی ریگ اور صندل
لانے لگے اور جو وے جگنناتھہ کا بہات دور دور لیجاتے ہین یہہ بھی مکن پور سے
چانول سنر لون بہو پنچانے لگے اور جو وے مہادیو اور ہردیو کی جہنڈیان بناتے
ہین یہان بھی مدار سالار کے نام کی چہڑیان اور نیزے چڑہانے لگے اور جو اونکے
یہان ہردیو وغیرہ کے چبوترے ہین یہان بھی امام کے نام کے سینکڑون چبوترے
بن گئے اور جو اونکے یہان سال بہر پیچھے رت کاند دہوم دہام سے نکالنا
ضرور ہے تو یہان بھی ہر سوین دن تعزیہ بنانا واجب اور فرض ہو گیا اور جو
وہ لنکا بناتے ہین تو یہہ بھی اپنے یہان کربلا بنانے لگے اور جو اونکا ٹہاکر دوارہ ہے
تو انکا امام باڑہ ہے

اقول آپ سودے کا اسقدر زور ہوا کہ سواد و بیاض روز روشن و شب
دیجور ظلمت و نور مین کچھہ فرق نرہا خوب گہال میل کیا آیہ کریمہ خلطوا عملا صالحا
و اخر سیئا کا مفہوم اچھی طرح ظاہر کر دیا میان مگر بے بخاری آپکے خرافات کا
جواب بہر بخارا ایسے خوب دیتے وہ بخار نکالتے کہ آپکی دماغ کے ابخرہ سوداوی
سب دور ہو جاتے بالکل ہوش مین آجاتے اور علماء کی یہہ شان نہین ہے
کہ آپکو طرف مقابل بنائین اور آپکے مہملات کا جواب لکہین لیکن بنظر حفظ
عقائد مسلمین کچھہ دفع دخل کرنا ضروری تہا بدینوجہ بقدر ضرورت کچھہ لکہنا
پڑا پہلے تو یہہ فرمایئے کہ اگر کوی قابل اہل ہنود مین آپ پر یہہ طعن کرین کہ آپکا اسلام

نبابسی نام ہے جیسے ہماری مذہب کی رسمیں ہیں ویسی رسمیں آپنے بہی اپنی یہان
صورت و نام بدل کر مقرر کرلی ہین ہم شاستر پر چلتے ہین تمنے شرع نکالی ہم
بیونہری کرتے ہین تم نکاح ہم سنکلپ جاتے ہین تم اذان کہتے ہو ہم پوجا پاٹ
کرتے ہین تم نماز پڑہتے ہو ہم مالا جپتے ہین تم تسبیح پہیرتے ہو ہم ہر سال
تیرت کرتے ہین تم ہر سال حج کو جاتے ہو ہم تیرت مین سر منڈاتے ہین
تم حج مین حلق و تقصیر کرتے ہو ہم تیرت سے پرشاد لاتے ہین تم مکہ سے
آب زمزم کی کپیان خانہ کعبہ کا کپڑا مکہ کی کہجورین عقیق البحر کی تسبیحین لاتے
ہو ہم پکرما کرتے ہین تم صفا و مروہ مین سعی کرتے ہو ہم مندر و نکو گرد
پہرتے ہین تم خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہو ہم بتون کی ڈنڈوت کرتے ہین
تم حجر اسود کو چومتے ہو ہم بتون پر بکرا چڑہاتے ہین تم منی مین قربانی
کرتے ہو ہمارے ملنگ مٹہون مین ایک ٹانگ سے کودتے چلتے ہین
تم ہرولہ کرتے ہو ہم ہر ہر پکارتے ہین تم لبیک اللہم لبیک کا غل مچاتے
ہو ہمارے بتخانے ہین آپکی مسجدین اب انصاف سے کہیئے اس فلسفہ
لسانی قائل اور اوسکی تقریر لاطائل کا آپکے پاس کیا جواب ہے
ہم تو جانتے ہین کہ آپ سے کچھہ جواب دیتے نہ بنیگا وہ آپ ہی کی اولٹی تقریر ہے
آپکے موہنہ مین پتہر دیگا پس کافرونکی ملامت سے تو مسلمانونکی راہ سلامت
بہتر ہے آپ بہی راہ راست پر آجائیے اور ضد و جہالت کو چہوڑ کر علمای محققین
کی تحقیق و تنقیح کا یقین لائیے کہ جو احکام تعبدیہ منجانب خدا شارع علیہ السلام پہنچے
ہوئے ہین یا جن امور مین رجحان شرعی یا کچھہ لگاؤ اصل شرع سے پایا جاتا ہو وہ سب ایسے
ہین کہ جنکا کرنا واجب یا سنت یا جائز و مباح ہے اور جو اصل شرع سے قطعًا خارج یا
بخواہش نفسانی و اغوای شیطانی محض بطور مثل مشہور ایجاد بندہ اگرچہ گندہ ہین وہ

قطعاً ناجائز و حرام ہین پس ہنود کے رسوم و عادات محض قسم ثانی اور آپکے شبہات بہی ویسے ہی پوچ و لایعنی ہین لیجیے ہمنے ایک مختصر بات سے آپکا اور آپکے ہم خیال لوگون ہنود کا دونون کا جواب دیدیا اب دونون قسمون مین غلط ملط کیجیے نہ زیادہ تشابہ نہ نکالیئے بلکہ قسم اول کے متعلقات کو قسم ثانی کے خرافات سے علیحدہ کر لیجیئے اور چہانٹ ڈالیئے پہر دیکہیے کہ اس تفریق و تفصیل مین کتنی بڑی آسانی ہے دودہ کا دودہ اور پانی کا پانی ہے۔

قال علی ہذا القیاس اور ہزارون رسمین کفار کے مقابلہ مین ان لوگون نے بہی مقرر کر لین اور خوش ہوئے کہ ہم انسے کم نہین ہین۔

اقول یہہ قیاس آپکا بطور اول من قاس قیاس مع الفارق ہے ہم تفریق کی صورت بتا چکے ہین اوسی قاعدہ سے ہر قسم کو الگ کر لیجیے کفار سے مقابلہ کیجیے کہ وہ ایکے تبعہ آپکو پہکا چکے اور خوش ہوئے کہ ہم انسے کم نہین بلکہ بڑہے ہوئے اور رنگ پہر چڑہے ہوئے ہین جو سچے دل سے حمایت اسلام کرتے ہین خدا اونکی تائید کرتا ہے اور جو طلب دنیا کیواسطے یہہ حیلہ اور وسیلہ کرتے ہین وہ ایسی ہی زک اوٹہاتے اور موہنہ کی کہاتے ہین۔

قال اور انیبار سب رسمین جہانتک نہین نکلین مگر جو آتا گیا وہ نئی ایک اپچ نکالتا گیا اور ڈہون کی لیتا رہا۔

اقول یہہ آپنے بہت سچ کہا کہ جو آتا گیا وہ نئی ایک اپچ نکالتا گیا اور ڈہونگی لیتا رہا چنانچہ پہلے آپکے بڑے پیر و مرشد خانہ خراب شیخ عبدالوہاب نے عقائد مسلمین مین خلل اندازی کی بنا ڈالی نجد سے یہہ اپچ نکالی وہ نجد جسکی نسبت آنحضرت صلعم نے ھناك الزلازل والفتن فرمایا ہے اسکے بعد وبہا یطلع قرن الشیطان بہی آیا ہے پہر اس شیخ نجدی کی بعد اوسکے پوتے مرد و خارجی سعود نامسعود نے اور ڈہون کی لی کہ معظمہ اور طائف اور کربلائے معلے مین قتل عام علماء و

صلیحا بعزیزین اہل اسلام کے بعد خوب لوٹ مار کے بالآخر مجاہدین اسلام کے ہاتھ سے اپنے مقر اصلی کو پہونچا بقیۃ السیوف ایسے گم ہوئے کہ مثل سعود مردود وہ بھی نیست و نابود معلوم ہوتے تھے لیکن ایکمدت دراز کے بعد اب یہہ خبر ہوئی کہ اوسی سعود نامسعود کی روح کثیف آپکی قالب شریف مین جلوہ گر ہوئی اب ثالث بالخیر آپکا ظہور اہے مسلمانونکو بدعتی ٹھہرائیے کافر بنائیے عقائد اہل اسلام استہزا کیجیے جو چاہیئے اوچ نکالیئے دون کی لیجیے کہ آپکی زبان اوسی سعود بدبخت کا طنبورا ہے۔

قال اور سبب اسکا یہہ ہے کہ مسلمانین جتنے کام خواہ دین کے ہون خواہ دنیا کے کفار کے طریقہ اور مشابہت سے نہایت بعید ہین۔

اقول پھر آپنے کیون مسلمانی کی رعایت کی اور کفر و اسلام مین فقط مشابہت ہی نہین بلکہ کھچڑی کر دیا سبب اسکا یہہ ہے کہ مسلمانونکے جتنے کام ہین وہ ایسے اصول و قواعد پر مشتمل ہین کہ جنسے شرع کا لگاؤ نہین چھوٹتا اور اون اصول و قواعد سے آپ بالکل ناواقف ہین بے سوچے آپ دہوکے مین اگر کبھی مشابہت پکارتے ہین کبھی کھچڑی بگھارتے ہین حضرت سلامت پھر ہم کہتے ہین کہ اس اپنی کھچڑی سے چانول الگ کر لیجیے تب بلاٹلے گی اور آپکی دال گلنی ہے ہرگز نہ گلے گی سبحان اللہ یزید پلید کی حمایت اور امام شہید کی سعایت مین آپ ایسے از خود رفتہ ہین کہ یہہ بھی نہین سوچتا کہ وہ کیسا مسلمان تھا جسنے فرزند رسول کو شہید کیا خاندان رسالت کو تباہ و برباد کر دیا جسکے اسلام پر غیر ملت اسلام کے منصف لوگ بھی ہنستے ہین چنانچہ کسی شاعر نے خوب کہا ہے ؎ مین اک نصاری سے یون اندراہ نادانی ٭ پوچھا کہ مسلمان ہے یون بولا وہ نصرانی ٭ عیسیٰ کے نواسے کو گر عید کی قربانی ٭ کرتے تو نہین پہتا دعوائے مسلمانی ؎ پس

یزید کی مسلمانی تو ایسی نہین کہ کفار کے طریقہ کی مشابہت سے لعینی ہو لیس آپ
اوسی کی مسلمانی پر اس طعن و تشنیع سے ہاتھ صاف کرتے اور مسلمانونکو معاف کرتے
قال اور عبادت خدا مین کفار کیطرح صورت اور شکل اور شرک و وہم اور لذات
دنیا کا نام و نشان نہین اور خدا نماز روزہ مین نظر نہین آتا ہے۔
اقول یہہ کیا مجذوب کی بڑ آپنے ہانکی خدا کی عبادت مین صورت شکل لذت
و وہم و شرک کو کیا دخل ہے اور کون کہتا ہے کہ خدا نماز و روزہ مین نظر آتا
ہے یہہ تو کسی مسلمان کا عقیدہ نہین وہ وحدہ لاشریک لہ ہے اوسکی عبادت
مین کوئی شریک نہین پہر مسلمانون کے مقابلہ مین اسکا ذکر ہی فضول ہے مگر
خیر یہہ بہی ایک دخل در معقول ہے۔
قال بخلاف کفار کے کہ ہر وقت اپنے معبود کی صورت کے سامنے منت
اور پوجا کرتے ہین۔
اقول جب کافر و مشرک ہین تو اونسے کیا بحث ہے صورت مورت جسکے سامنے
جو چاہین کرین اہل اسلام تو ایسا نہین کرتے ہمارا معبود تو واجب الوجود ہے
جسکے واسطے نہ صورت نہ شکل ہے وہ اپنے مخلوقات کا صورتگر ہے جسکی صفت
هو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء ہے اسی سے اسلام و کفر کے طریقہ مین مباینت
ظاہر ہو گئی مگر پہر آپ گہال میل کرین گے حالانکہ بموجب اصل قاعدہ کچہہ اس سے
فائدہ نہین لیکن اپنی عادت سے مجبور ہین۔
قال مسلمان جاہلون نے بہی اس بات کو دیکہہ اور پسند کر نفس اور
شیطان کی مشورت سے ویسی باتین اپنے یہان بہی بے دغدغہ خلاف
شرع مقرر کر لین۔
اقول افسوس گوسالہ ما پیر شد و گاؤ نہ شد ہمنے بہت سمجہایا مگر

قواعد شریعت تعلیم کیے مگر بطرز اخفش کیطرح بجز سرہلا دینے کے آپکو کچھ بھی نہ آیا جن باتون کو خلاف شرع آپ کہتے ہین اونمین بہت سی باتین تو حسب قواعد مقررہ علمائے دین و قانون شریعت حضرت ختم المرسلین صلعم خلاف شرع نہین ہین فقط آپکی سمجھہ کا پہیر ہے پہر دوسرے کی سنتے ہی نہین اپنی ہی ضد پہ اڑے ہو کیا اندہیر ہے

قال سچ ہے قدیم سے یہہ قاعدہ شیطان کا ہے کہ جب کسی قوم کو دیکھتا ہے کہ بعینہٖ رسوم کفر اور خیانت کو اللہ و رسول کی منع کہنا سگے خوف اور دہشت سے نہ کرین گے تو صورت بدل کر اوسی کام کو اور لباس مین اونسے کرواتا ہے تا اصل مطلب اوسکا فوت نہو

اقول واقعی شیاطین آپکی طرح بڑا ضدی ہے جسنے خدا تعالی سے فبعزتک لاغوینہم اجمعین کہا اپنی ہٹ اور ضد سے باز نہ رہا حضرت آدم سے بغض اور زیادہ ہوا بنی آدم کے اغوی پر بدل آمادہ ہوا مگر جب آپکو دیکھا کہ یہہ پڑہے جن فن و فریب مین میرے بہی اوستاد ہین اونے چیلون سے کام نہ چلیگا انکو انہین کے مذاق مین پہندا لگانا اور دقیق پخنیان کرا دیکر اپنے راہ پر لانا چاہیئے چنانچہ حالت تشیع مین پہلے آپکے دل مین وسوسہ ڈالا کہ اس مذہب مین تعزیہ داری ایک نئی ایجاد ہے پس جب بدعت یہہ مذہب پر از فساد ہے پس مذہب اہل بدعت سے مذہب اہل سنت خوب ہے سنی ہونا چاہیئے کہ یہی پسندیدہ و مرغوب ہے پس آپ مذہب اہل سنت مین آئے تو شیطان نے اس او کہاڑ پچہاڑ سے اپنا مطلب حاصل پاکر خوشی خوشی اور خیالات جمائے کہ اصل مین احکام کتاب خدا و سنت رسول واجب التعمیل اور قابل قبول ہین یہہ ائمہ اربع مذہب اہل سنت کے بہی کیا خدا

کے بہیجے ہوے رسول ہین جو ہم انکے فتاوی کی تعمیل مقابلہ کتاب و سنت کے
انکی تقلید واجب جانین اور خدا و رسول کا کہنا نہ مانین اس سبب سے بڑہکر اس مذہب
پیری مریدی اور پیر کی تعظیم و توقیر مین زیادتی و افراط اور روش خلاف
احتیاط ہے کہ حد شرع سے گذر کر مرتکب انواع بدعات ہوتے ہین اور یہ
طرہ یہہ ہے کہ فرقہ شیعہ کیطرح اون بدعتون مین اقسام واجب و سنت
مباح مکروہ حرام نکالتے ہین بدعتی ہوکر اہل سنت کہلاتے ہین یہہ مذہب
بہی کچہہ ٹہیک نہین ٹہیک مذہب اسلام وہ ہے جسمین بجز کتاب و سنت
دوسرے حکم کو نہ مانین تقلید کو حرام جانین محدثات مابعد انبیا صلعم عموماً
بدعت محرمہ سمجہو حنفی شافعی مالکی حنبلی شیعی کچہہ نہ کہلائے غیر مقلد ہو کر
اپنے تئین خدا سے ملا دے یعنے وہابی ہو جاے اور آمین بالجہر کے نعرون سے
خانہ خدا ہلا دے یہہ پٹی تو شیطان نے ایسی پڑہائی کہ آپ چٹ پٹ
ہوکر جہٹ پٹ وہابی ہوگئے کچہہ بن نہ آئی واہ رے شیطان جب اوسنے
دیکہا کہ اللہ و رسول کے خوف سے آپ ملت اسلام مین یہہ اولٹ پہیر
نہ کرینگے تو فریب کی راہ چلکر اور کئی صورتین بدلکر اوسی کام کو اور لباس
مین آپ سے کروایا اور بنا بر اخفا و التباس رنگ برنگ کا لباس آپکو
پنہایا تا اصل مطلب اوسکا فوت نہو ہر چند کئی لباس رنگین آپنے بدلے
آخرکو نیچری کہلائے اب خواہ وہابی ہو خواہ نیچری ہم خوب میان ہر یاکو
پہچانتے ہوی ہین سے بہر رنگی کہ خواہی جامہ می پوش ٭ من انداز قدت را می شناسم
قال الغرض جب سلمانونکو اس بلا مین گرفتار دیکہا تو بندہ خیر خواہ اولاد حسن قنوجی
نے کہ اللہ اوسکو حسن و حسین کے طریقہ اور محبت مین رکہے چاہا کہ اپنے ملنے والونکو
اور جسکو خدا توفیق دے برائی ان رسمونکی سمجہا دیوے۔

اقول مسلمان خدا لگر ہو اس بلا مین گرفتار ہون آپکو شیطان کے فریبون نے اس بلا مین پہنسایا آپ سب مسلمانون کے لیئے مرتے ہین اپنا بیٹہنہ دیکہتے ہی نہین اورون کی بہتی پر نظر کرتے ہین اوسپر یہہ نرالی اوپج نکالی کہ حسنین علیہما السلام کے طریقہ و محبت کا جہوٹا دعوی کر دیا کیون جناب کیا حضرات حسنین کا یہی طریقہ تہا کہ وہ یہہ محدث پر ایک طرح ناک بہون چڑہاتے تہے اپنے جدامجد حضرت پیغمبر صلعم کے مزار منور کو معاذ اللہ صنم اکبر کہتے تہے اوسکی زیارت کو بجاتے تہے پناہ بخدا ہرگز یہہ اونکا طریقہ تہا اور نہ آپکو اونسے کچہ بہی محبت ہے کیا محبت کا یہی نشان ہے کہ محبوب کی مصیبت پر خوشی کرے سامان غم محبوب کو مٹائے محبوب کے دشمن سے بیزاری درکنار اوسکا دوست اور طرفدار بنجاے جب ایسی باتون کی برائیان آپ خود نہین سمجہتے اورونکو کیا سمجہائیگا ہان اسلام مین مباح رسمونکی برائی جیسے شیطان نے آپکو سمجہادی ہے آپ اورون کو بتایئے گا خدا آپکو سمجہاوے اور سب مسلمانون کو اس بلا سے بچاوے۔

قال مگر دیکہا تو انکا عجب حال ہے کہ بے خون نکالے انکے انکی مزاج کے فساد کا پورا اورہونا ممکن ہی نہین۔

اقول اسمین کچہ شک نہین کہ آپ محبان رسول مقبول اور خاندان رسول کے خون کے پیاسے ہین ہرحیلہ و بہانہ سے اونکا خون بہانا آپ پر فرض ہے پہر فساد مزاج کی تہمت نہ کیجیئے اپنے فساد مزاج اور خون سوداوی کے اخراج کی جلد فصد لیجیئے

قال لیکن بعضے لوگ کہ دوچار مہینو کے نصیحتو نسے انکا اچہا ہونا معلوم ہوا تو اون لوگونکو سمجہانا شروع کیا

اقول لیجیے یہہ بیچارے بہی آپکی طرح گئے گذرے یہہ وہی نصیحتین ہین جنکو معلم الملکوت نے آپکو سمجہایا ہے انہین نصیحتون کا ذکر قرآن مبین مین آیا ہے ناصح ثانی سنیئے کہ ناصح اول کی زبانی انی لکما لمن الناصحین فرمایا ہے۔

قال پھر جب دیکھا کہ زبانی کہنے سے فائدہ عام نہین ہوتا اور ہر شخص کو ہر بات یاد
نہین رہتی تو اسلیئے اسوقت مین کہ ۱۳۰۶ ہجری مین یہہ رسالہ ہندی زبان مین
لکہا تا کہ ہر کوئی اسکو اپنی بولی مین سمجھ کر بے تکلف بوجھ لے اور سوجھ بوجھ پکڑے۔

اقول واقعی آپنے مسلمانونکو بہکانیمین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکہا پہلے تو زبانی بہکایا
کہنے پھر اپنے پیر بریلوی کی سنت پر چلے امام چوک کہد وانے اور تعزیہ پر ہاتھ چلانیکا
ڈہنگ ڈالا پہلے تو مسلمانون نے سمجہایا اور ٹالا پھر جب آپکی خدمت کی اور دل کا
بخار نکالا جب آپنے زبانی تقریر لایعنی کا کچھہ مزا چکہا تب اسکو چھوڑ کر یہہ رسالہ
لکہا مگر اسکو بہی لوگ ہیچ د لچر سمجہے اور بجز چند جولاہون اور دھنیون کے اور کوئی
آپکی جال مین نہ پھنسا اب یہہ جال آپکے واسطے زیادہ جنجال ہوگا ہمارے جواب سے
اسکی قلعی کہلے گی آپکو رنج و ملال ہوگا کہ بہت دنون کے بعد ہمارے ہی بعض اقربا
نے ہمسے انتقام لیا ۱۳۰۷ کا رد ۱۳۱۵ ہجری مین تحریر کیا ہے کیونکر نہ دل
جلیگا بہلا ایسے داغ سے ؎ آخر کو آگ لگ گئی گہر کے چراغ سے۔

قال پھر دریافت کیا تو سب رسمونمین دو رسمون کا چھوڑنا لوگون پر بہت مشکل
ہے اور شاق ایک سنت پوجا اولیا وغیرہ کے دوسرے تعزیہ کا بنانا کیونکہ یہ
چہاتی پہ گر پہاڑ بہی ہووے تو ٹل سکے ؎ مشکل ہے جیمین بیٹھ وہ جی سے نکل سکے۔

اقول تعزیہ کا بنانا کیونکر چھوڑین کہ تعزیہ معین گریہ و بکا ہے اور امام مظلوم کی
مصیبت پر رونا رولانا خاص سنت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم ہے پس جو مسلمان اپنے پیغمبر کے پیرو ہین وہ اس مصیبت مین ضرور
روئینگے رولائینگے جو چیز موجب زیادتی عزا اور معین گریہ
بکا ہو اور قواعد شریعت کے خلاف نہو مثل تعزیہ وغیرہ
بنائینگے آپکے جی مین جو بدعت محترمہ بیٹھی ہے وہ کسی طرح

نہ نکل سکیگی اور نہ یہہ بدعت آپکی ہر جگہہ چل سکیگی ناحق اسکا خیال ہی پس شعر مذکور آپ ہی کے حسب حال ہی

قال اور منت و پوجا کی بیان مین رسالہ نصیحۃ المومنین لکہا پایا اسواسطے اس رسالہ مین فقط برائی تعزیہ کی صاف صاف بیان کی کیونکہ سمجہانا عوام کا منظور ہے۔

اقول رسالہ نصیحۃ المومنین تو آپنے لکہا پایا مگر اوسکا جواب فضیحۃ الشیاطین شاید آپکو نظر نہین آیا جواب الجواب سے عاجز ہوکر مصلحتًا چہپا یا خیر اب اپنا بہلا چاہتی ہو تو تعزیہ کی برائی سے باز آؤ ورنہ پچہتاؤ گے آگے چلکر اپنے پیر کی تقریر سے سونہہ کی کہاؤگے لطف تو یہہ ہے کہ خود آپ ہی کے نزدیک برائی تعزیہ کی ثابت کرنا ایسی مہمل بات ہے کہ اوسکو خواص کے مقابلہ مین بیان نکر سکے عوام کے اغوا کرنے کا ارادہ کیا قدرت خدا سے اثنای کلام مین لفظ عوام کو زیادہ کیا لہذا ہمکو اپنے عوام کی حمایت اور مُس الانعام کی ہدایت کرنا ضرور اور آپکو سمجہانا منظور ہے۔

قال اور حکم ہے بات کرو ہر آدمی سے اوسکی عقل کے موافق۔

اقول یہہ حکم اوسکے نسبت ہے جسکو کچہہ بہی عقل ہو اور جسکو ذرا بہی عقل نہو جیسے آپ ہین اوس سے ہزار ہندی کی چندی کرو وہ نہ کچہہ سنتا ہی نہ سمجہتا ہے ~~س~~ پیش نادان خواندن تفسیر ہیچ * مردہ دل را صور اسرافیل ہیچ۔

قال اور یہی سبب ہے کہ نبی پر کتاب اوسکے قوم زبا نمین اوتری پس مناسب ہی کہ اسکو حقیر نہ سمجہین اور اوسکے مطلب کو سونچین بوجہین۔

اقول یہی سبب ہے کہ حضرت پیغمبر پر جو کتاب اونکی قوم کی زبانمین نازل ہوئی بعض ضدی جاہل اوسکو اساطیر الاولین کہتے تہے جیسے آپ اپنے کلام لایعنی کو بمنزلہ وحی ربانی اور ہمارے نصیحت کو قصہ و کہانی سمجہتے ہین اب ہی جو ہم عرض کرتے ہین اوسکو حقیر نہ سمجہیں اور اسکے مطلب کو سونچیں بوجہیں

قال اور نام اس رسالہ کا ہدایت المومنین رکہا۔

اقول یہہ بہی اولٹی سمجہہ کا اولٹا نام سبحان اللہ جسمین جمہور اہل اسلام سے مخالفت بغایت ہے اوسکا نام ہدایت ہے یہہ فقط سمجہہ کا پہیر ہے اور عقل کا

صورت برعکس نہند نام زنگی کافور۔

قال اور مطلب اسکے ایک مقدمہ اور تین فصلوں مین بیان کیئے۔

اقول مقدمہ خبط فصلین بے ربط مطلب وہی تعزیہ کی برائی جو دلمین آئی سو آئی۔

قال اول مقدمہ مین بدعتونکی ظاہر ہونیکا سبب مذکور ہو چکا۔

اقول چونکہ آپ معنی بدعت اور اوسکے اقسام نہ سمجھے تھے ایک ہی ہانک بدعت محرمہ کی یاد رکھی تھی لہذا ہمنے اپنے رسالہ کے مقدمہ مین معنی بدعت اور اقسام بدعت بتفصیل وتفریق بیان کردیئے جس سے آپکا مقدمہ بالکل خراب بلکہ نقش برآب ہوگیا۔

قال اب پہلی فصل مین برائی تعزیہ کی دلیل عقلی و شرعی سے مذکور ہے دوسری فصل مین جاہلون کے سوال کا جواب ہے تیسری فصل مین آیہ وحدیث کی رو سے تعزیہ کی برائی کا بیان ہے۔

اقول یہہ فصول ثلثہ کے اعتراض مصداق ظلمات بعضہا فوق بعض ہین کوئی دعوی آپکا صادق نہین کوئی دلیل اس دعوی بے بنیاد کی مطابق نہین چنانچہ انشاء اللہ ہر فصل کے جواب سے ظاہر ہو جائیگا آپکا کذب و افترا آپکے آگے آئیگا

قال فصل پہلی اب اے مسلمانون خدا کے واسطے دل سے سنو کہ تم دین مین آپ مختار نہین ہو کہ جو تمہارے جی مین آوے سو کرو آخر خدا کے بندے ہو پیغمبر کی امت ہو بھلا ہم تمسے پوچھتے ہین کہ خدا نے یا پیغمبر نے کہان کہا ہے کہ حضرت امام حسین شہید ہون تب اونکا ہر سال تعزیہ بناؤ اور اوسکا ثواب پاؤ۔

اقول اب اے مسلمانون خدا کیواسطے اس بگڑے مسلمان کی تم کچھہ نہ سنو یہہ دین مین خود مختار ہے جو اسکے جیمین آتا ہے سو کرتا ہے نہ اپنے تئین خدا کا بندہ سمجھتا ہے نہ پیغمبر کی امت نہ شعائر خدا کی تعظیم لازم جانتا ہے نہ پیغمبر کے

حکم کو مانتا ہے بس اسپر خوش ہین کہ خدا و رسول نے خاص تعزیہ بنانیکا کہان حکم
دیا ہے میان بڑے قابل ہہلا ہم تمسے پوچھتے ہین کہ خدا نے کہان کہا ہے کہ تم
صبح کی دو رکعت ظہر و عصر و عشا کی چار چار رکعت مغرب کی تین رکعت
فرض پڑہا کرو پہر کیون پڑھتے ہو رسول صلعم نے کہان کہا ہے کہ حضرت امام
حسین جب شہید ہون تو تم میرے رونے اور رنج و غم کرنے کا خیال نکرو
بلکہ مثل روز عید خوشی کرو اچہے کپڑے پہنو عید م و شاد فتح یزید کی مبارکباد دو
کچہہ رنج و ملال نکرو پہر کیون یہہ بدعتین کرتے ہو پس معلوم ہوا کہ قابل تو نہین
جاہل ہو نہین جانتے کہ بہت سی باتین خدا و رسول نے نہین کہین لیکن اونکا کرنا
شرعًا درست ہے کہ شعائر خدا مین داخل اور اباحت شرعی اونکو شامل ہے لہذا
ہم پہلے خدا و رسول کے فرمانے سے تعزیہ بنانے کی حقیقت آپکو سمجہاتے ہین پہر
آپکے پیر کی ایک تقریر بے نظیر ایسی سُناتے ہین کہ آپکے مونہہ مین پتہر دیدے
اور اگر صاحب غیرت ہین تو حیرت مین آکر کہو جائین بلکہ صمٌ بکمٌ عمیٌ کے مصداق
ہو جائین اب سُنیئے خدا فرماتا ہے ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب
اس سے ظاہر ہے کہ جو چیز علامت عبادت الٰہی ہو اوسکی تعظیم و تکریم واجب
ہے سنگ و خشت حیوان و غیر حیوان قرطاس و بانس وغیرہ کا اسمین لحاظ نہین
کیا جاتا بلکہ اصل انتساب لیا جاتا ہے اسیواسطے دوسری جگہہ فرماتا ہے
ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ امام رازی اس آیہ کریمہ کی تفسیر مین فرماتے ہین کہ
شعائر اللہ نام ہے نشانی طاعت خدا کا اور جو چیز کہ واسطے طاعت الٰہی کے بنائی
جاوے وہ شعائر خدا سے ہے اس تقریر سے بہی تخصیص شے مین دون شے
اور تعمیم مقصود ہے دیکہئے تیسری جگہہ قرآن مین موجود ہے والبدن جعلنٰہا لکم من
شعائر اللہ اور چونکہ بموجب آیہ کریمہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم

اطاعت خدا و رسول و ائمہ ایک ہے اور شعائر امام بعینہ مثل شعائر خدای منعام ہے اس دلیل متین اور برہان مبین سے واضح ہوگیا کہ جسطرح صفا و مروہ اور شتران قربانی نشان دین خدا اور علامت ایمانی ہین اسیطرح تعزیہ و ضریح اور تابوت و علم وغیرہ جملہ لوازم عزاداری باعتبار اصل انتساب بسوی حضرت سید الشہدا شعائر خدا اور تمغہ مسلمانی ہین اور جیسے سعی مابین صفا و مروہ ہرسال حج مین مورث اجر و ثواب ہے ویسے ہی تعزیہ بنانا امام کے غم مین رونا رولانا ہرسال موجب حسنات بیحساب ہے پس تعزیہ بنانے کو خلاف حکم خدا و رسول اور بدعت کہنا ویسا ہی ہے جیسے سعی مابین صفا و مروہ کو بقول بعض مفسرین بعضے جاہل اصحاب مشرکین اور بدعت کہتے ہین اور حضرت کا ارشاد ہے کل شئ مطلق اذا مباح حتے یرد فیہ النہی اور نہی مخصوص بتصاویر ذوی الارواح ہے پس تعزیہ تصویر ذی روح نہین اوسکا بنانا حسب ارشاد پیغمبر جائز و مباح ہے پہلے خدا و رسول کا حکم تو آپ سن چکے اب آپکی ہدایت کی دوسری تدبیر ہے بچشم عبرت کتاب صراط المستقیم مولوی اسمعیل کو دیکھیے جسمین آپکے پیر کی یہ مطلب خیز حیرت انگیز تقریر ہے کہ از فروع حب منعم تعظیم شعائر اوست یعنے امور یکہ بان مناسبت خاص دارد بحیثیتے کہ ذہن کسی کہ واقف بآن مناسبت باشد از ان امور بآن منعم انتقال می کند مثل تعظیم نام و لباس او و سلاح او حتی کہ مرکب او چنانچہ ہرکسی کہ ممارست باین امور کردہ مجالست با حقوق شناسان از وزرای عظام بلکہ جمیع مصاحبان کرام نمودہ و تعظیم ایشان مر فرمان بادشاہی و تخت شاہی را دیدہ پوشیدہ نخواہد ماند انتہی اب خدا کے واسطے ذرا خواب غفلت سے چونکیے آنکھین کھولیے اپنے پیر کی تقریر دلپذیر سنکر آپ ہی پیر کی خاطر سے سیدھی ہانک بولیے کہ جب دنیا کی بادشاہون کی شعائر اور اون کے نام و

لباس اور سلاح و قربان حتی کہ مرکب و تخت بادشاہی کی تعظیم اون کی محبت
و اطاعت بعینہ اونکی تعظیم ہو تو دین کے بادشاہون کی شعائر کی تعظیم بطریق
اولی اونکی محبت و تعظیم ہے پس حضرت امام حسین کے شعائر یعنے وہ امور جو
آپ سے مناسبت خاص رکھتے ہین جیسے آپکا نام لینا یعنے حسین حسین کہکر
ماتم کرنا اونکے نام کے چبوترے امام باڑے تعزیہ ضریح تابوت علم بنانا اسلحہ کپڑا
لباس ماتم رنگانا حتے کہ تخت اور ردلدل اور دیگر لوازمات عزا جزو کل کی تعظیم
و تکریم صراط مستقیم آپکے پیر اسمعیل اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی دوستی
و محبت کی خاص دلیل ہے پس وائے آپکی بیہودہ سراہی پر کہ کسقدر صراط مستقیم
سے پھرے ہو بغض و عداوت امام مظلوم مین گھرے ہو یزید پلید کی محبت
و تقلید کا پہلو لیئے ہو کفار عنید کا ساتھہ دیئے ہوئے اساس اسلام کو ہلاتے
ہو اور اپنی گنگا دہار لو کے ساتھہ بیہم نام مقدس ملاتے اور ہر ہر طرح نام علی
و اولاد علی سہو و محو کرنے کو اپنے ہر ہر کے ساتھہ تعریضاً علی علی کا غل مچاتے ہو
امام چوک کو ہردیو کے چبوترے کی طرح تعزیہ کو بلا تشبیہ و کاند و کربلا و امام
باڑے کو مانند لنگا و ٹھاکر دوارہ بناتے ہو کفر بکتے ہو مثل صورت منکر و منحوس
یا صدائی ناقوس ہے تکان غل مچاتے ہو احکام اسلام اور شعائر ایمانیہ بہت بنچاتے
ہو غور کر کر یہہ کیسی خدای پاک کی قدرت اور حضرت امام علیہ السلام کا معجزہ ہے
کہ ایسے سخت اور متعصب وہابی کی زبان و قلم پر خدانے وہ باتین جاری کر دین
کہ جنسے گویا خود اوسنے جملہ لوازم و متعلقات تعزیہ داری امام مظلوم کی صحت اور جواز کا
اقرار کر لیا اور آپکے طول و فضول کلام مہمل کا مختصر قول و دل جواب دیدیا
لیکن آپ ایسے باغیرت معلوم نہین ہوتے کہ اپنے پیر و مرشد کے کلام
سے شرمیں پانی پانی ہو کر اپنی اور اونکی آبرو بچائین پھر بکلام لا یعنے و فضول

نادین دہول بنا اوڑائین۔

قال آخر کہوگے کہ خدا ورسول نے کہین نہین کہا۔

اقول اگر یہی کہتے تو بہی کچہہ مضائقہ نتہا کہ اوسکا جواز عموم شرع سے مستفاد ہوتا ہے کما مر مرارًا لیکن جب تعزیہ وغیرہ کا منتسبات اور شعائر امام سے ہونا اور شعائر امام کے مثل شعائر خدا التعظیم کرنا ہم خدا ورسول کے کلام سے بخوبی ثابت کر چکے تو کبہی نہ کہین گے کہ خدا ورسول نے کہین نہین کہا بلکہ آپکے پیر کا ارشاد اور او سپر استنزاد رہا۔

قال پہر کیون جان بوجہکر جہک مارتے ہو۔

اقول یہہ تو آپ اپنی بیتی کہرہے ہین جب ہمنے آپکو صحیح معنی بدعت محرمہ کے بتلا دیئے اور دیگر اقسام بدعت حسنہ حسب تصریح جمہور علماء اسلام سمجہا دیے مزید برآن آخر مین آپکے پیر کی تقریر سے جملہ لوازم تعزیہ داری کا بنانا اور اونکی تعظیم وتکریم کرنا ثابت کردیا پہر کیون کہسیانے ہوکر باتین بناتے اور جان بوجہکر جہک مارتے ہو۔

قال اور ہمسے پوچہتے ہو تعزیہ بنانا کس کتاب مین منع ہے۔

اقول جب کتاب وسنت وادلہ شرعیہ سے تعزیہ وغیرہ بنانے کی اباحت باتفاق اہل اسلام بلا کلام ثابت ہوئی اور تم اوسکا اپنی ضد اور ممانعت پر اکڑکر اور وہی ہریل کی لکڑی پکڑے جاتے ہو پہر تمسے کیون نہ پوچہین کہ تعزیہ بنانا کس کتاب مین منع ہے اچہا آپ کتاب خدا وسنت رسول کو جانے دیجیے اپنے شیخ ہی کی کتاب لیجیے کتاب خدا چاہے نہو مگر یہہ کتاب تو ضرور آپکے پاس ہوگی اسی مین دیکہیے کہ تعزیہ علم تخت دلدل وغیرہ بنانے کی اباحت نکلتی ہے یا قباحت اگر ابہی تک یہہ عبارت نہین دیکہی ہے تو شاید دیکہہ کر

حواس سنبہال کر صراط مستقیم پر آجائیے اور اگر دیکہکر اور سنکر بہی ہٹ دہرمی ہے تو فضول زق زق بق بق نہ کیجئے سر نہ کہائیے۔

قال اولٹے چور کوتوالی ڈانڈے۔

اقول آپ تو نہ مسلمانون کا کہنا سنتے ہین نہ وہابیون کا ازین سو راندہ و ازان سو درماندہ دونون دین سے گئے پانڈے نہ ادہر جلوا نہ ادہر مانڈے

قال یہہ ویسی ہی بات ہے کہ کوئی شخص اپنے قلانچ مین اونگلی کرے اور پوچہے کہ کس کتاب مین اونگلی کرنی منع لکہی ہے۔

اقول خدا جانتا ہے کہ ہمنے بازاری شہدون سے بہی یہہ پہکڑ اور ایسے تہذیبی کی گفتگو آجتک کبہی نہین سنی اب صاحبان تہذیب ہمارے اوس کلام کی قدر کرین گے جو ہمنے قبل اسکے کہا ہے کہ انکا جواب کچہہ پہر بیچارے ہی والے خوب دیتے خصوصًا اس فحش بکنے پہر تو خدا جانے کسقدر اونگلیون پر نچاتے اور بیچارا کیا مگر خیر گذری کہ اونسے سابقہ نہین پڑا غنیمت ہے۔

قال تمتو تعزیہ کا بنانا ثواب جانتے ہو اور اوسکی بہتری کا دعوی کرتے ہو یہہ تمکو بتانا چاہیئے کہ کس کتاب مین تمکو تعزیہ کا حکم ہے قرآن مین یا حدیث مین فرض واجب سنت مستحب کسمین ہے۔

اقول بیشک ہم تعزیہ کا بنانا قرآن و حدیث و اجماع اہل اسلام بلکہ خود آپکے پیر کے کلام سے جائز و مباح ہے مگر آپ نہ سمجہین یا سمجہہ بوجہکر ہٹ دہرمی کرین تو یہہ آپکا قصور ہے سمجہانیوالے مجبور ہے۔

قال کہ جیسے ایسی چہالی کوٹتے اور سر پیٹتے ہو۔

اقول اللہ اکبر یہہ بظاہر تعزیہ دارون پر اور بباطن خاندان نبوت کے بزرگوارون پر طعن ہو رہی ہے ذکر مصیبت و حزن اہل بیت مین بعض کلمات

ولخراش مثل لاطمات الخد و ناشرات الشعور آئے ہین اونہین دیکھکر یہہ رنگ لائے ہین کچہہ سوجتا ہے یہہ کس بزرگوار کا غم ہے جس غم مین خاص مخدرات عصمت ہی کا یہہ حال نہین بلکہ سردار اہلبیت حضرت رسول خدا صلعم کو اس سے بڑہکر بعد انتقال صدمہ و ملال ہوا کہ بنا بر خواب ابن عباس بروز شہادت امام مظلوم دوپہر کو آنحضرت صلعم کو بال بکہرے گرد آلودہ شیشہ خون حسین ہاتہہ مین لیئے ہوے اور حضرت سلمیٰ رض آپکو سر مطہر اور ریش مبارک پہ خاک ڈالے ہوے اور حال پریشان کیئے ہوئے دیکہا پس اگر ہم بہی بتاسی حضرت پیغمبر و اہلبیت پیغمبر اس غم مین روئین رولائین تعزیہ بنائین چہاتی کوٹین سر پیٹین تو ہماری کمال ولا و ارادت اور نہایت پیروی و سعادت ہے اگر امام حسین علیہ السلام کی مصیبت پر غم کرنا آپ پر شاق اور احیائے سنت یزید کا اشتیاق ہے تو آپ ہی تقلید یزید پلید کیجیئے امام مظلوم کیطرح اونکے عزادار ونکو شہید کیجئے واللہ آپ ایسا ہی کرتے مگر خدا آپ ایسے لوگون کو ناخن نہین دیتا بلکہ پہلے سے خبر لے لیتا ہے۔

قال ذرا غصہ کو تہام کر اور ضد کو چہوڑ کر تعزیہ کی برائی پونہچو کہ کیطرح کی برائی ہے

اقول حضرت سلامت مظلوم کے عزاداروں مین غصہ کہان ضد کیسی یہہ دونون عادتین خاص آپ ہی کی ہین آپ ہی کو مبارک رہین ہمکو اگر غصہ ہوتا تو حضرت امام اور جناب امیر المومنین کا نام جس بے ادبی سے قبل اسکے پہلے لے لیا اور جس بیہودہ عنوان سے ان اسما متبرکہ کا ذکر کیا تو ہم سن سکتے واللہ جسطرح حضرات اہلبیت بازار شام اور اوس چبلس اور اژدحام مین یزیدیون کی زبان سے سر مقدس حسین مظلوم کی نسبت کلمہ سخت ہذا راس خارجی خرج علے الامیر سنتے تہے اور صبر و تحمل کرتے تہے ویسا ہی ہمنے بہی صبر و تحمل کیا جب حسین مظلوم کے

نام سے بانسد یزید یون لگے آپکو یہہ عداوت ہے تو تعزیہ کی برائیان نکالنا کتنی بڑی
بات ہے بلکہ اسمین یہہ گہات ہے کہ چونکہ تعزیہ امام کے نام کا ہے اور اسکے ذریعہ
سے خاص و عام حضرت امام کا نام لیتے ہین لہذا اسمین خیالی برائیان اپنے ذہن سے
نکالکر یہہ موقوف کرانا چاہیے کہ پہر کوی امام کی مصیبتون کا ذکر نکرے امام کا نام نہ لے
آپکے یزید پلید کو ایسے سخت ظلمون کا الزام نہ دے سو یہہ نہیجے اسکی امید نکیجیے
اوس حکومت چندروزہ پر یزید نے جو ظلم شدید کیئے وہ گذر گئے اوسکا سخت
مواخذہ اپنے ساتہہ لے گیا مرگیا مردود نہ فاتحہ نہ درود اور حضرت امام نے جو
مصیبتون پر صبر کیا اپنے تئین مع فرزندان و انصار راہ خدا مین وقف کردیا
اوسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ آجتک مثل دیگر شعائر اسلام عزای امام علیہ السلام دنیا میز
جاری ہے اور ہمیشہ یہہ عزاداری اسیطرح جاری رہیگی سے آپکا وہ قدح نہ ساقی
ہے ؎ پر یہہ غم تا بحشر باقی ہے۔

قال اول برائی یہہ کہ تعزیہ بنانا شرع کے خلاف ہے۔

اقول پہلے ہی بسم اللہ غلط دعوی تو اس زور و شور کا کہ تعزیہ بنانا شرع کے
خلاف ہے اور دلیل کچہہ ہی نہین مطلع صاف ہے ارے صاحب بتلائیے تو کیون
شرع کے خلاف ہے اگر محدثات مابعد النبی کے ہونے سے آپ اسکو بدعت محرمہ
سمجہتے ہین تو یہہ آپکی سمجہہ کا قصور ہے کہ جملہ محدثات ہرگز بدعت ضالہ نہین ہین ہمنے اپنے
رسالہ کے مقدمہ مین اسکی تفریق کردی ہے پہر بغور اوسکا ملاحظہ فرمانا ضرور ہے تصویر ذیروح
بنانا البتہ شرع کے خلاف ہے وہ بہی اگر سر بریدہ ہو تو معاف ہے چنانچہ اسکی توضیح آگے آویگی
اور تعزیہ شریف اول تو تصویر ذیروح نہین دوسرے بسبب باعث گریہ و بکا رجحان
شرعی اوسکے بنانیمین پایا جاتا ہے اور علمای کرام ہر فرقہ کہا سمجہی اوسکو واجب الاحترام
اور منجملہ شعائر اسلام جانتے ہین پہر بمقابلہ علمای اسلام آپکی ضد اور ہٹہ دہرمی ہرگز پیش نجاے گی

قال یہہ کہین نہین آیا ہے کہ غم اور مصیبت کیواسطے کوئی چیز بنانی چاہیے کسیکی نام کی ہو پیر ہون یا پیغمبر امام ہون یا شہید ۔

اقول ابتو آپنے کلہ بکلہ حکام وقت کا ایسا حکم ماشاءاللہ جاری کردیا بتقاضاے عصبیت جاہلیت سلسلہ اسلام اور رشتہ حیا و حمیت کو بالکل توڑا اور پیر شہید کیسے پیغمبر تک کو بہی نہ چہوڑا نہ چہوڑا ایسے از خود رفتہ نہو جائیے ذرا ہوش مین آئیے بسا امور ایسے ہین کہ غم اور مصیبت اور نیز اظہار شوکت و عظمت کیواسطے اونکا بنانا شرعًا جائز بلکہ بعض وجوہ و مصالح سے بمنزلہ واجب کے ہے کہ وہ منجملہ شعائر صاحب مصیبت اور مشعر بکمال تعظیم و تکریم صاحب مصیبت ہے مثلًا اگر قبر مطہر حضرت پیغمبر پر قبہ و روضہ وغیرہ نہ بنلتے اور اوسکا تزک و احتشام اور تعظیم و احترام جیسے کہ ہوتی آئی ہے حامیان اسلام نفرماتے تو اس تیرہ سو برس کی مدت مین قبر شریف کا نشان ہی باقی نرہتا مسلمان زیارت سے محروم رہتے اور چند روز کے بعد سیہ کوئی ہی نکہتا کہ یہہ مقام مزار آنحضرت ہے بلکہ اس زمانہ کے کفار نبوت ہی سے انکار کرجاتے اور کہتے کہ وہ کیسے نبی تہے جنکے اور آثار اور اغبار ایکطرف اہل اسلام اونکی قبر تک کا ہی پتہ و نشان نہین بتاتے اور یہی آپکا اصل مطلب ہے کہ اہل اسلام آپکے دہوکے مین آکر جو امور کہ موجب رونق اسلام ہین اونکو سہو بلکہ آثار رسالت بالکل محو کردین استغفراللہ یہہ کہان ہوسکتا ہے مسلمانون نے تو آثار نبوت آنحضرت ظاہر کرنے اور اسلام کی شان و شوکت بڑہانے کی غرض سے اصل مزار شریف کا کیا ذکر صد ہا نقلین اور نقشے مزار سید کونین اور قبور حضرات شیخین جیسے کہ آنحضرت صلعم کے نعلین کی بنلئے اور ہر سال بنلتے ہین اور خواص علما اوسمین تاثیرات عجیبہ اور غریبہ مشاہدہ فرماتے ہین اور ان سب چیزون کی تعظیم و توقیر کرتے ہین ایک آپ ہین کہ ان منتسبات واجب التعظیم کے بنانے کی جگہہ انکے مٹانے پر مرتے ہین پس جسطرح ان اشیا کا انتساب آن حضرات کی طرف ہے اوسیطرح

تعزیہ وغیرہ کا انتساب امام حسین کیطرف ہے پس باعتبار انتساب جو بزرگی ان
چیزون مین ہے وہی بزرگی تعزیہ شریف مین بہی ہے بلکہ نعلین ایک چمڑے کی یا لکڑی
کہڑاؤن کے ٹکڑے تہے جنہین پاے مبارک کی برکت اور فیض سے خدا نے یہہ بزرگی عطا
فرمائی اور امام حسین تو حضرت پیغمبر کے دل وجگر کے ٹکڑے تہے جنکے حق مین حسین منی
وانا من حسین فرمایا ہے پہر وہ کون مسلمان ہے جو امام کے منتسبات یعنی تعزیہ
ضریح وتابوت وعلم وغیرہ کی تعظیم وتوقیر نہ کریگا اور ہر سال یہہ چیزین نہ بنائیگا اور نہ روئیگا
قال بدعت وبت پرستی شرع مین اسی کا نام ہے کہ جس چیز کی دین مین کچہہ اصل
نہو اوسکو اپنی طرف سے بنا چنانکے تعظیم کرین اور ثواب ٹہرائین

اقول بڑے افسوس کی بات ہے کہ اپنے موہنہ سے کہتے جاتے ہو کہ بدعت اوسکا
نام ہے کہ جس چیز کی دین مین کچہہ اصل نہو اور ہم مقدمہ جواب مین بخوبی سمجہا آئے
علاوہ اسکے متواتر بتلا آئے ہین کہ تعزیہ شریف کی دین مین اصل ہے یہہ شعائر و
منتسبات امام مین سے ہے اسکی تعظیم لازم ہے قطع نظر اسکے نہی شرعی مخصوص
بتصاویر ذوی الارواح ہے تعزیہ شریف تصویر ذیروح نہین غیر ذیروح کی
تصویر بنانا باتفاق علمائے اسلام شرعًا مباح ہے پہر کیون تعزیہ کا بنانا بدعت
کہی جاتی ہے بلکہ اور اوس پر طرہ یہہ ہے کہ معاذ اللہ بت پرستی بتلاتے ہو ہمکو تو
آپہی کے کلام سے تعجب تہا لیکن آپکے ہم مشرب خورم علی بلہوری کا کلام دیکہکر اور بہی
حیرت ہوگئی کہ تحفۃ الانبیاء مین پہلے تو معنے بدعت کے بیان کرنے مین آپ سے بڑہکر
تصریح کی پہر اوس سے زیادہ آپنے خلل دماغ کی توضیح کی بدعت کے معنی یہہ کہے یعنے
جو دین مین وہ نئی چیز نکالے جسکی شرع مین کچہہ اصل نہین نہ کہلی نہ چہپی سو وہ نہایت
گمراہی ہے اور اوسی کا نام بدعت ہے انتہی اب اس سے ظاہر ہوگیا کہ تعزیہ شریف
اور گنبد روضات مقدسہ وغیرہ بنانا انکی شرع مین کہلی اصل اور اکابر کے مقابہ

گچ اور روشنی وغیرہ کرنا انکی بہی اصل ہے پس انکو بدعت ضالہ سے بمفاد معنی مذکور مستثنی کرنا چاہیے تہا برخلاف اسکے بعد بیان معنی بدعت یہہ بگڑ ہائی ہے مثلاً قبر پر گچ کرنا گنبد بنانا قبر پر روشنی کرنا تعزیہ بنانا بزرگون کا میلہ کرنا اولیا کی منت ماننا جہنڈی نشان کہڑی کرنا سراسر دین کے خلاف ہین انتہی بہلا اس یا الٰہی اولیا کا کچہہ ٹہکانا ہے الٰہی توبہ یہہ زبان کیا ہے کسی ڈفالی کا پہوٹا رہا ہے آفرین بر نباش اول انسے تو پہر ہمارے چچا ہی غنیمت نکلے اب ہم پہر خالق باری سناتے ہین انکو اور روشنی کے چچا دونون کو سمجہاتے ہین کہ صاحبو جب تصویر غیر ذی روح کے بنانے کی شرع مین اجازت عام ہے پہر کیون نہین آپ مانتے اور تعزیہ کا بنانا بدعت محرمہ جانتے ہین بالفرض اگر بدعت محرمہ شریف نہوتا بلکہ نقل نعش مبارک امام مظلوم ہوتا توبہی حسب فتوای بعض علمای کرام اوسکا بنانا کچہہ مضائقہ نہ تہا چنانچہ صاحب مالابد منہ جو اکابر علمای اہل سنت اور قاضی شریعت ہین کتاب مذکور مین فرماتے ہین مکروہ است پوشیدن پارچہ کہ در آن تصویر آدمی یا جانور باشد یا آنکہ تصویر بالای سر یا در مقابلہ رو یا بدست راست یا چپ باشد اگر زیر قدم یا پس پشت باشد مضائقہ ندارد و تصویر درخت و مانند آن مضائقہ ندارد و ہمچنین تصویر سر بریدہ انتہی پس تعزیہ شریف اور ضریح مقدس کا بت کہنا ایسا ہی جیسے کوئی دشمن اسلام حجر الاسود کو معاذ اللہ بت کہے لہذا جسکو اپنا حفظ اسلام منظور ہو وہ ایسی بیہودہ باتین کرنے سے چپ رہے اب رہے اور امور مذکور اگرچہ اکثر اونمین سے زمان سلف مین داخل بدعت تہے لیکن بعد اسکے بسبب اختلاف ازمنہ و اوقات و مصالحہ و عادات مستحسنات بلکہ مستحبات مین داخل ہو گئے چنانچہ محدث دہلوی کتاب سفر السعادات مین فرماتے ہین کہ احادیث صحیحہ در نہی از این امور یعنی بنا کردن بر قبر و یا چیزے بر آن نشستن و چراغ بر گور افروختن وارد شدہ

واصل سنت در زمان نبوت وخلفای راشدین وصحابہ ہمین بود ولیکن بعد ازان این تکلفات در مقابر پیدا شدہ ومفاخرت ومباہات بران باضافت وآخر زمان بجہت اقتصار نظر عوام بر ظاہر مصلحت در تعمیر وترویج مشاہد ومقابر مشائخ وعظما دیدہ چیزہا افزودند تا از انجا ابہت وشوکت اہل اسلام وارباب صلاح پیدا آید خصوصًا در دیار ہند وستان کہ اعدای دین از کفار وہنود بسیار اند وترویج واعلائے این مقامات باعث رعب وانقیاد ایشان است وبسا اعمال وافعال واوضاع کہ در زمان سلف از مکروہات بود ودر آخر زمان از مستحبات ومستحسنات گشتہ انتہی ما افادہ پس ہرگاہ حسب افادہ حضرت محدث بسا اعمال وافعال مکروہ بنابر مصالح مذکورہ آخر زمان مین منجملہ مستحبات ومستحسنات ہوگئے اسیطرح تعزیہ کو بھی سمجھنا چاہیے ہرچند اصل سنت سے اوسکے بنانے کی اباحت ہے نہ کراہت لیکن آپ مثل انہین اعمال مکروہہ کے اس آخر زمانہ مین موجب ابہت وشوکت اسلام سمجھکر اوسکو مستحبات ہی مین شمار کیجیے بدعت محرمہ تو نہ کہیئے بلکہ او رحد سے نہ گذر جائیے پناہ بخدا بت پرستی تو نہ ٹھہرائیے۔

قال دوسری برائی یہہ کہ تعزیہ بنانا عقل صحیح مین بھی عیب رکھتا ہے۔

اقول کیا خوب یک نہ شد دو شد یہہ تو عین فساد عقل کی دلیل ہے کہ آدمی اپنی عقل کو دنیا بھر کی عقل سے صحیح سمجھے اور ایسی تیشہ ہی عقل سے حکم سے تعزیہ بنانیکو رجمًا بالغیب عیب جانے اور بعد اسکے عیب بھی اپنی سمجھ ہی سے ایسا بیان کرے کہ جسمین سوجہ کی کہائی اور ہر شخص کو اوسکی فساد عقل بلکہ مجنون ہونے کا یقین ہوجائے۔

قال کہ ایک چیز کی نقل بنانا اور اوسکے ساتھہ وہی باتین کرنی جو اصل کے ساتھ چاہیے محض حماقت ہے

اقول حضرت یہہ وہی قول بیہودہ ہے جسکے بدولت آپ مونہہ کی کہائیگا
اور پہیر یقمہ پاکر بہت پچتائیے گا اب سنئے کہ ہر چیز کی نقل بنانا اور اوسکی ساتہہ
وہی باتین کرنی جو اصل کے چاہیئے عموماً حماقت نہین ہے بلکہ کسی جاندار دنیا کی
نقل بنانا اور اوسکے ساتہہ وہی باتین کرنی جو اصل کے ساتہہ چاہیئے البتہ حماقت
ہے جسمین افسوس کہ آگے چلکر آپ ہی مبتلا ہوگئے اب ہم نہین کہہ سکتے کہ کیا
تہی اور کیا ہوگئی باقی بعضی چیزین ایسی ہین کہ جنکی نقل بنانا اور اونکے ساتہہ
وہی باتین کرنی جو اصل کے ساتہہ چاہیئے عقلاً بہت چست اور خدا و رسول
کے حکم سے صحیح و درست ہین دیکہو حقتعالے پارہ ۲۳ مین حضرت ایوب سے خطاب
کرکے حکایتاً فرماتا ہے وخذ بیدک ضغثا فاضرب بہ ولا تحنث یعنے لے تو
اپنے ہاتہہ مین ایک دستہ گہانس خشک کی ہوئی یا باریک تیلیون کا (موافق
عدد سو لکڑیون کے) پس مار تو اپنی زوجہ کو اوس دستہ سے (ایکبار) اور ست
جہوٹی کر قسم اپنی انتہی اسکا قصہ ابن عباس رضہ سے منقول ہے جسکا خلاصہ یہہ
ہے کہ حضرت ایوب کے قسم کہانیکا سبب یہہ تہا کہ اونکی زوجہ اولیا بنت یعقوب
ایکبار شیطان رجیم نے بشکل و وضع حکیم اپنے تئین دکہایا اونہون نے ایوب کے
کے واسطے دوا مانگی شیطان نے کہا مین اس شرط سے دوا دونگا کہ جب وہ اچہے ہو
جائین تو کہین کہ مین نے اونکو شفا دی زمیرے بغیر نے زوجہ ایوب نے اس بات کو
قبول کرکے ایوب سے کہا حضرت ایوب غضبناک ہوئے اور قسم کہائی کہ سو لکڑیان
اپنی زوجہ کو مارین انتہی پس چونکہ وہ بتصور تمہین طبیب کے دہوکے سے شیطانکو
نہین پہچانا تہا بدینوجہ خدائے تعالے نے حضرت ایوب کو یہہ ترکیب بتلائی
کہ تم بجائے سو لکڑیون کے سو تنکے کا دستہ بناکر ایکمرتبہ مار دو تمہاری قسم سچی ہوجائیگی
اب دیکہئیے سو لکڑیون کی نقل سو تنکے کا دستہ بنایا گیا اور اوسکی وہی بات بیگئی

جو اصل کے ساتھہ چاہیئے تہی یعنے جسطرح سو لکڑیون کے مارنے سے ایوب کی قسم سچی ہوجاتی ویسی ہی اس دستہ گیاہ کے ایکبار بدن پر لگا دینے سے اونکی قسم سچی ہوگئی اور وہ حانث نہوے اسی طرح حدیث مین آیا ہے آن حضرت صلعم نے نقل قبر والدین بلکہ قبر کے خط اور نشان کی تقبیل و تعظیم کا حکم فرمایا ہے چنانچہ یہہ روایت مشہور اور کتاب فقہہ احمدی مین اسطرح مذکور ہے مسئلہ مان باپ کے قدم چومنا مباح ہے حدیث مین آیا ہے کہ ایک شخص نے جناب رسالتمآب صلعم کے پاس آکے عرض کی یا رسول اللہ مین نے قسم کہائی تہی کہ آستانہ جنت اور حور العین کے رخساروں پر بوسہ دونگا آپنے فرمایا کہ باپ کے پانون اور مان کی پیشانی پر بوسہ دی اوسنے پوچہا کہ اگر ما باپ نہون حضرت نے فرمایا اونکی قبر چوم اوسنے کہا کہ اگر اونکی قبر نہ معلوم ہو ارشاد فرمایا کہ دو خط کہینچکر ایک کو باپ کی قبر اور دوسرے کو مان کی قبر قرار دیکر بوسہ دے تاکہ حانث نہو کذا فی جامع المتفرقات انتہی اللہ اکبر آستانہ جنت اور حور العین کے رخساروں کا حکم باپ کے پانون اور مان کی پیشانی پر آیا پہر اونکی قبروں تک پہر قبروں سے اون قبروں کے خطوط و نشانات تک پہونچ گیا باوجود اس نقل در نقل کے ان چیزون کے ساتھہ وہی بات کی گئی جو اصل کے ساتھہ چاہئے تہی یعنے جسطرح آستانہ جنت اور حور العین کے رخساروں پر بوسہ دینے سے اوسکی قسم سچی ہوتی ویسے ہی باپ کے پانون اور مان کی پیشانی پر بوسہ دینے سے پہر ویسے ہی اونکے قبروں پر بوسہ دینے سے پہر ویسے ہی اونکی قبروں کے خطوط پر بوسہ دینے سے بموجب ہدایت وارشاد آن حضرت صلعم اوسکی قسم سچی ہوی اب آپکی آنکہین کہلین اور سمجہہ مین آیا کہ بعض چیزون کی نقل بنانا اور اونکے ساتھہ وہی باتین کرنی جو

اصل کے ساتھہ چاہیے حسب ارشاد خدا و رسول عین حکم شریعت اور محسنات اور منہیات سبکو ایک ہی لکڑی سے ہانک دینا جیسے آپ ہر امر نیک و بد پر اپنی ضد و ہٹ کا ایک بڑا بہاری لٹھہ گہمارہے ہیں محض عقل کی تباہی اور حماقت ہی پس آج ز یا د بکبک نکیجیے اس حماقت کی خبر لیجیے ہوش مین آئیے عقل درست کیجیے سمجھ جائیے کہ جسطرح عظمت وجلالت مین آستانہ جنت اور حورالعین کی جگہہ والدین اور والدین کی جگہہ اونکی قبرین اور قبر نبی کی جگہہ اونکے خطوط قائم مقام ہین اسیطرح تعزیہ شریعت کو بھی خیال کرنا چاہیے کہ یہہ نقل روضہ امام مثل روضہ امام و دیگر شعائر اسلام واجب التعظیم ولائق احترام ہے اور اسکے ساتھہ بہی وہی باتین کرنی چاہییں جو اصل روضہ کے ساتھہ کیجاتی ہین ۔

قال مثلاً گہوڑے کی تصویر بنا دی اور اوسکے آگے دانہ گہانس ڈالے اور کہریرہ کرے تو لوگ اوسکو سڑی بتلادینگے ۔

اقول اسی تصور باطل اور خیال فاسد سے تو آپنے دہوکا کہایا جاندار کا قیاس غیر جاندار پر جمایا نہ سمجھے کہ ذی روح کی نقل اول تو بنانا ہی منع ہے دوسرے اگر بناو بہی تو ذی روح روح اوسمین نہین کر سکتا کہ نقل مطابق اصل کے ہو اور جو باتین اصل کے ساتھہ کیجاتی ہین وہی اسکے ساتھہ بہی کیجاوین پس بیکار آپنے اسپ سماحت کو میدان وقاحت مین جولان کیا بیان نقل بازی سے بدین غرض اطفال کی بازی کو یاد دلایا ہے تاکہ مشہور ہو بنا ہزارون مین یہہ بہی ہین پانچوین سوارونمین ۔ پس جو غازی مرد ایسے بات بالکی کہین گے بے ڈہنگی مثال لاوینگے بے شبہہ عاقل لوگ اونکو اگر گہوڑیکی ضد نہین تو سڑی بتلاوینگے ۔

قال اسیطرح وہ لوگ بہی سڑی ہین کہ حضرت امام کی قبر کی نقل بناکر فاتحہ و درود اوسپر پڑہتے ہین

اقول ہم سڑی کے کہنے کا برا نہین مانتے گر اتنا جانتے ہین کہ خیالی گہوڑی نے آپکو سیدہی راہ سے ہٹا اولٹی راہ پر لگا دیا کہ چکر کہانے لگے اور ہر چیز کی نقل کو گہوڑی کی نقل پر بتانے لگے ہم اوپر بتا آئے ہین کہ بعضی چیزونکی نقل کے ساتھ معاملہ اصل کرنا بموجب حکم خدا و رسول خدا ہے تو بہ کیجئے کہ اسکو حماقت کہنا اور نقل بنانیوالونکو سڑی بنانا خدا و رسول کے حکم پر مسخرہ و استہزا ہے کیا نقل قبر امام حسین نقل قبر والدین کے بہی برابر نہین کہ اوسپر بوسہ دینا جائز اور تعزیہ پر فاتحہ و درود پڑہنا ناجائز ہو آپکا حال تو خدا جانے مگر مسلمانون کے اعتقاد مین تو حضرت امام حسین بہ نسبت والدین بمراتب افضل ہین پس ہرگاہ نقل قبر والدین بنانا اور تقبیل و تعظیم اونکی حسب ارشاد سید کونین کرنا جائز اور ماذون فیہ ہے تو نقل مزار فائض الانوار جگر گوشہ رسول مختار اور فاتحہ اور درود اور زیارت اور تقبیل اور تعظیم اور تبجیل اوسکی بطریق اولی جائز اور صحیح ہے اور جملہ اہل اسلام کیا خواص و کیا عوام اور علمای کرام اسکی تعظیم و تکریم کرتے اور فاتحہ و درود اسپر پڑہتے آئے ہین چنانچہ منجملہ علمای کرام صاحب ازالۃ الاوہام کتاب مذکور مین فرماتے ہین اینجانب از ثقات شنیدہ کہ حضرت مولانا نظام الدین محمد قدس سرہ و بچشم خود دیدہ کہ حضرت مولانا عبد العلی محمد قدس سرہ و مولوی مجید الدین محمد عرف مولوی مدن مرحوم و مولوی انوار الحق و مولوی نور الحق قدس سرہما و دیگر علمای فرنگی محل و کلکتہ و مندراج وغیرہ از بلاد ہرگاہ تعزیہ شریف امام مظلوم علیہ السلام میدیدند ایستادہ می شدند و ہر دو دست بطرف تعزیہ شریف دراز کردہ از بسیار خضوع و خشوع و عجز و انکسار فاتحہ می خواندند و عند الاستفسار می فرمودند کہ تعظیم و فاتحہ امام مظلوم است زیرا کہ تعزیہ شریف موسوم بنام نامی امام مظلوم است انتہی سبحان اللہ علمائے اسلام رتبہ شناس اہل بیت کرام علی جدہم

وعلیہم السلام یہہ ہین کہ ہرگاہ تعزیہ شریف کو موسوم بنام نامی امام مظلوم جانا کسر ادب سے
پیش آئے کہ بدون اضافہ لفظ تعظیم تنہا نام تعزیہ بمقدور زبان پر نہ لائے جب دیکھ لیا باادب استادہ
ہو کر زیارت کی فاتحہ و درود ادا کیا اب اہل انصاف غور کرین کہ شری کون ہے اور کون اپنی
حماقت مین مبتلا ہیچ ہیچ ضد اور جہالت بد بلا ہے **قال تیسری شرارتی** یہہ ہے کہ تم عرض
تعزیہ بنانیکو یہہ کہوگے کہ شرع اور عقل کی مخالف ہے کہ اوسکی دیکھنے سے غم والم پیدا ہو سو وہ یہی تو حاصل نہین ہوتا

اقول تیسری حماقت یہہ ہے کہ اوپر تو تعزیہ سے غم والم پیدا ہونے کا اس
صراحت سے اقرار کیا کہ اوسپر ایسی جہالت کو شنیع اور سر پیٹنے کا الزام دیا اب یہان
آکر ایسے بہولے کہ بیان کی الٹی بات بولے کہ غم والم اسمین حاصل نہین اور پہلے
کم سمجھا کہ تعزیہ بنانا شرع وعقل کے مخالف نہین بلکہ موافق ہے اسکو بدعت
نجاست شیطنت سمجھے مگر آپکو اپنی کہی تو یاد ہے نہین رہتی ہماری کہی کب یاد ہوگی لہذا پہر تنبیہا
عرض ہے کہ اب ہمارا کہنا ہیچ مانئے سہو نکو بہی غلط ہے نہ قصور ہے جب حافظہ ہی
نہو تو انسان مجبور ہے ۔

قال ہم تمسے پوچہتے ہین کہ غم والم کن چیزون کے دیکہنے اور ہونے سے آتا ہے
آیا فاقہ اور روکہی روٹی اور پرانے پہٹے کپڑے اور تنہائی اور اندہیری اور معشوقکی
جدائی اور شکستہ جھونپڑے مین درد و غم پیدا ہوتا ہے یا اوسکی ضد مین ۔

اقول اب معلوم ہوا کہ آپکی نزدیک غم والم اسیکا نام ہے جو سامان ظاہری
اور مرادات دنیوی کے نہ ملنے سے دنیا طلبون کو ہوتا ہے شاید آپکو اسی غم والم
کی عادت ہے اسکو چھوڑ دیئے اور دینداروں کا غم والم دیکہیے جو مایۂ فخر و سعادت
ہے پس ہم آپسے کہتے ہین کہ غم ایک امر نفسانی اور کیفیت وجدانی اور علامت
ایمانی ہے دنیاوی امور پر غم کرنا مذموم و مردود اور دینی جتنے غم ہین وہ سب
ماجور و محمود ہین ایسے غمون مین خصوصاً غم امام علیہ السلام مین کچھ دنیا کے رنج و

راحت و عزت و امارت فقر و فاقہ مرض و افاقہ کہین سگے و فرسودگی لباس البسہ فاخرہ و دیگر نفیس و فاس غربا داخل دل جہو ہیں سے و محل کو دخل نہین ہے اس قسم کا غم اون مومنون کے دلون سے متعلق ہے جو مصداق انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم ہین اور اس غم کو مثل غم فقدان مرادات دنیویہ سے سمجہنا اور اوسپر تمسخر و استہزا کرنا اون لوگون کا کام ہے جنکے قلوب سخت مصداق ثم قست قلوبکم من بعد ذلک فہی کالحجارۃ او اشد قسوۃ ہین سو ہمارے اور اونکے دل کی صورت ایک ہے لیکن وہ جو فرق ظاہری پوچہو شیشہ ہے وہ پتہر ہے۔

قال اب سوچو کہ فاقہ کی عوض تعزیہ کے دنون مین شیر مال حلوا ہر جا موجود ہے

اقول یہہ حضرت امام علیہ السلام کی نذر و نیاز کی برکت اور فیض ہے کہ جو غربا و مساکین بیچارے فقر و فاقہ کے مارے سال بہر طعام لذیذ نہین پاتے وہ تعزیہ کے دنون مین امام کے بدولت شیرمال و حلوا کہاتے ہین اور آپ اس اطعام مومنین و مساکین اور فیض عام امام مبین دل ہی دل مین کڑہتے اور للچاتے ہین بلکہ پانی موہنہ مین بہر لاتے ہین پہر جناب مجبوری ہی سے حلوا خوردن را روی باید

قال اور دنون مین چاہے فاقہ ہو مگر اس دن کا اناج پانی ہر کوئی جمع کر رکہتا ہے

اقول یہہ رسم تو عام نہین ہے کہ ہر کوئی ایسا کرتا ہو اور جو مومنین ایسا کرتے ہین وہ شاید اس غرض سے کرتے ہونگے کہ دس دن تو علائق دنیا سے مطمئن ہوکر اپنے امام کا غم کرین اور ہر چند یہہ اناج و پانی کی ترکیب بنا بر اصطلاح عام آپنے فرمائی لیکن اس سے سبیل نذر امام تشنہ کام کی بہی سبیل نکل آئی۔

قال اور پرانے پہٹے کپڑون کی جگہہ خاصی خاصی قبائین اور گوٹے پٹھے ان دنون مین پہنکر نکلتے ہین۔

اقول مسلمانون کا تو یہہ طریقہ ہمنے ان بلادین کہین نہین دیکہا ہان یزید پلید کے ہواخواہون اوسکی فتح کی خوشی منانے والون آپکی تعلیم پانیوالون کا اگر یہہ معمول ودستور ہو تو کچہہ بعید نہین پہر آپسے نفرت کیجئے اونہین کو سمجہائیے۔

قال اور تنہائی کی عوض ہزار یار آشنا بہائی بند ہم نوالہ ہم پیالہ۔

اقول پہر آپ مسلمانون کی جماعت سے کیون الگ ہوگئے تنہائی کیون پسند آئی من فارق الجماعۃ کی لعنت کیون اوٹہائی مسلمانونکی جماعت مین آئیے محفل میلاد سید کونین ومجلس عزای امام حسین مین شرکت فرمائیے مثل دیگر مسلمانان پاکباز تبرک نذر ونیاز کہائیے جہان بقول آپکے ہزار یار آشنا بہائی بند جمع ہوتے ہین ہم نوالہ وہم پیالہ کما قال صلعم لا یجتمع امتی علی الضلالۃ

قال اور شستہ لکا تو کیا نشان جہان عمدہ امام باڑہ فرش فروش تیار

اقول یہہ وہی سامان ہے جس سے کفار کے دلون مین ابہت وشوکت اسلام ورعب اہل اسلام زیادہ اور ہر کافر اسی رعب وداب سے نذر ونیاز چڑہاتے اور انقیاد وآداب عزاخانہ بجالانے پر آمادہ ہوتا ہے۔

قال اور سینکڑون تعزیہ جہلملاتے پنا اور کرکریکے موجود۔

اقول اللھم زد پہر اسمین آپکی آنکہون مین کیون چکا چوند اور خیرگی اور طبیعت مائل بہ تیرگی ہوتی ہے ہان سچ ہے یکاد البرق یخطف ابصارھم

قال اور اندہیرا کا کیا مذکور جہان ہزارون فانوس وچراغ سی آگ لگ رہی ہے

اقول اسکا آپکو ناحق حسد اور داغ ہے یہہ قدرتی چراغ ہے پہر نور نبوت کی شعاعین اور اسرار شہادت کے جلوی ہین انکا بجہانا مشکل اور بجہانیکا ارادہ سعی لاطائل ہے یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ الآیۃ الحق

سہ چراغے راکہ ایزد برفروزد ٭ ہر آنکو پف زند ریشش بسوزد۔

قال اور معشوق کی جدائی کا کیا ذکر۔
اقول ہان محبوب الٰہی کے محبوب کی جدائی کے ذکر مین بیہودہ اہیات کو ذکر کرنا تو مناسب نہین ہے۔
قال جہان ہزارون بہوین بیٹیان ایک سے ایک خوبصورت مانند ماہ تمام کے جو دیکہے چہاتی کو سلے اور برس برس دن تک رو تا رہے زیارت کے واسطے موجود۔
اقول نعوذ باللہ من ہذا الافترا زنان صاحب عصمت و عفت کا مجمع رجال مین شریک ہونا نہ کبہی دستور تہا اور نہ اب ہے اور زنان اراذل کو چہ گرد کا جو دن دہاڑے پہرتی پہراتی رہتی ہین اونکا کیا اعتبار ہے بہلی بیبیان اس تہمت سے بری ہین اونپر یہہ غیظ و غضب اور شور و شغب بیکار ہے یہہ شرفا و نجبا و امرا و غربا کی بہو بیٹیون پر تہمت کرنیکا نتیجہ ہے کہ بعضی بہوین خود مختار بلا حجاب و نقاب رات کیسی دن دہاڑے محو سیر و شکار ہین اور موجود دربار فاعتبروا یا اولی الابصار۔
قال اور علاوہ اسکے نقارون اور تاشون سے اور بہی رونق حاصل ہے۔
اقول ایسی رونق عوام کو مرغوب اور خواص کے نزدیک معیوب ہے لیکن آپ چونکہ نقارون اور تاشون سے رونق سمجہتے ہین اور عزاداری کی رونق سمجہے ہوئے ہین لہذا عوام آپکی ضد سے رونق بڑہانے کو نقارے اور تاشے بجاتے ہین جب آپ اپنی ضد کو چہوڑین گے تو شاید وہ بہی چہوڑ دین۔
قال اب خدا کیواسطے انصاف سے کہو کہ یہہ سب اسباب غم کا ہے یا خوشی کا
اقول انما الاعمال بالنیات ہم انصاف سے کہتے ہین کہ غم اور خوشی اسباب پر نہین بلکہ نیت پر موقوف ہے عزاے امام مظلوم مین چونکہ نیت ہماری خاص رونے اور رولانے اور غم کرنے کی ہوتی ہے بدین وجہ یہہ سب سامان

باعث ہماری غم والم کی زیادتی کا ہوتا ہے ہر مومن اس سامان سے بے اختیار ہو ہو کر
روتا ہے بلکہ اس سامان کا اتنا بڑا اثر ہے کہ ہندؤن کو روتے دیکھا ہے مگر آپکو کیا خبر
ہے آپکے دل مین جو فتح یزید کی خوشی جمی ہوئی ہے تو جوش مسرت سے دل لہرا آتا ہے
سانون کے پہوٹتے کہرا ہرا سو جہتا ہے یہہ سب سامان غم اسباب خوشی کا نظر آتا
ہے کیون نہو سے فکر ہر کس بقدر ہمت اوست۔

قال چوتہی برائی یہہ کہ ایک عالم کو اس تعزیہ کے سبب سے کہیل اور تماشا ہوا چنانچہ سب
ظاہر ہے آنکہ یہہ کہول کر دیکہو اور سمجہو تو صاف یقین ہووے ہرگز شبہہ نرہے۔

اقول تعزیہ شریف کو دیکہکر تو بے اختیار رقت آتی ہے امام کے تصور تام سے
دل غمزدہ کی وہ کیفیت ہوتی ہے کہ کہی نہین جاتی ہے آپنے اپنے تعصب سے یہہ نیا فقرہ
تراشا ہے کہ تعزیہ کے سبب سے کہیل اور تماشہ ہے ہمکو سخت تعجب تہا کہ یہہ کیا کلمہ
کہا آپنے فرمایا آخر بڑے غور و تامل کے بعد آپکا مطلب سمجہہ مین آیا آہ آہ انا للہ یہہ وہی
تماشہ ہے جو شام کے اژدحام مین اہلبیت امام و مخدرات کرام کی نسبت ہوا کہ جب
شامیان شوم اور آپکے پیشوایان معلوم نے بعد شہادت امام مظلوم عترت بشیر و نذیر اور
صاحبان تطہیر کو اسیر و دستگیر کیا اور دشت مصیبت و بلا یعنی مقام کربلا سے شام بانجام کا رستہ
لیا تمام اہل شہر یہہ خبر سنکر نزدیک و دور سے خندان و مسرور جمع ہوئی شہر مین آئینہ بندی
ہونے لگی بازارین مصفا دکانین آراستہ ہوئین خلق کی وہ کثرت ہوئی تہی کہ لوگ
اوپنچے سیدہے گرتے تہے باہم معانقہ و مصافحہ کرتے مبارکباد دیتے پہرتے تہے آہ آہ جس وقت
اہل بیت رسالت پناہ کربلا کے مصائب جانکاہ اور صعوبت و مصیبت کی راہ
کے علاوہ بے مقنع و چادر شتران بے کجاوہ پہ سوار گرد و پیش ہزارون
نابکار بایں حال زار داخل شہر ہوئی تو جم غفیر ملکہ جلہ بڑنا و پیر اسیران دلگیر و ثابت
اندر بانہ نجیب کے تماشے کو آئے مخدرات عصمت و طہارت کو دیکہکر از راہ

شرارت یہہ کلمات حقارت زبان پر لائے کہ یہہ پابندان غم والم مانند بندیان
ترک و دیلم کہانکے اسیر ہین جو مبتلای مصیبت و بلا و مکاره لاتعد ولاتحصی ہین
ہائے افسوس ہماری جان اون اصوات نحیف و صداہای ضعیف پر قربان جن
آوازون سے اون پردگیان عصمت و کرامت نے بصد حسرت و ندامت فرمایا
کہ ہم اسارای آل محمد ہین پس جب مدعیان اسلام یعنی آپکے پیشوایان بدانجام نے حاکم
شام کی خوشی کے واسطے اپنے پیغمبر سے کچھ حیا نکی اور اونکی عترت اطہار کا ایسے حال
زار مین بکمال مسرت و استبشار تماشا کیا پھر یہہ کتنی بڑی بات ہے جو آپنے تعزیہ کو
کھیل و تماشا قرار دیا ذرا کان کہولکر سنو اور سمجھو تو صاف یقین ہوگا ہرگز شبہہ
نرہیگا کہ جب روز محشر آ نہین یزید یونکے ساتھ بحضور حضرت پیغمبر جاؤگے تو اون
ظالمون کیطرح تم بہی کیا عذر کروگے اور آن حضرت کو کیا منہ دکہاؤگے اور
انشاء اللہ اس کلمہ ناصواب کا پورا جواب اوسی روز پاؤگے۔

قال اور اگر بالفرض دو چار آنسو نکو اس تکلف سے رونا آیا تو اوسکا اعتبار نہین
کہ اکثر کو حکم کل کا ہے۔

اقول جنکے دلونمین محبت امام کی ہے اونسے کب رہا جاتا ہے تکلف بے تکلف
سب طرح رونا آتا ہے ہان بعضے سخت دل کہ آپ ایسے بہی ہوتے ہین جو کسیطرح
نہین روتے ہین پس اولٹی سمجھ والے ایسے ہی باتکو یون کہتے کہ اگر بالفرض دو چار
اولٹو نکو اس تکلف سے بہی رونا نہ آیا تو اوسکا اعتبار نہین کہ اکثر کو حکم کل کا ہے مگر کیا کیجئے
یہہ نتیجہ آپکی اولٹی سمجھ اور بیجا شور و غل کا ہے۔

پانچوین برائی یہہ کہ سوای نقصان دین کے دنیا مین ناحق مال ضائع ہوا اور
اوسکے سبب نبیرہ باری ہولی پڑی۔

اقول تعظیم و ترویج شعائر عترت آل ہین دین کمال ہے نقصان فقط آپکی عقل کا ہے

وہ دیندار کیسے تھے جنہون نے امام کی حمایت اور اہل بیت کرام کی رعایت مین اپنی جانین دیدین ہمارا اہل کیا مال ہے ہمکو آل کا غم اور آپکو مال کا غم ہے اب دیکہین کسکے لیئے جنت اور کسکے لیئے جہنم ہے

قال غرض اونکی وہ مثل ہوی نہ دین کے نہ دنیا کے ازین سو ماندہ وازان سو راندہ

اقول یہہ مثل تو آپ اپنی ہی کہتے ہین وہابی بنکر مسلمانونکے عقائد کو خراب کیا دنیا مین رہنے والے اسلام کو نقش بر آب کیا غرض جو دین کے رہزن دنیا مین مسلمانون کے دشمن اولاد حسن کہلا کر یزید کے پسر خواندہ ہین اونکی وہ مثل ہے نہ دین کے نہ دنیا کے ازین سو ماندہ وازان سو راندہ ہین۔

قال اور جو جاہل کہتے ہین یہہ امام کی تربتین ہین یہہ محض وہم اور غلط ہی حضرت امام کی ایک قبر ہے۔

اقول اور جو میان محمد فاضل تربتون سے قبرین سمجہتی ہین یہہ محض وہم اور غلط ہے ہر عاقل وجاہل تعزیہ اور تربتون کو نقل قبر امام سمجہتا ہے نہ اصل قبر جسمین جسم کا ہونا بالذات اور دیگر وہمیات جو بعد اسکے آپنے متفرع کیئے ہین لازم آئے بیشک فہم وفراست مین آپ ہنبقہ کے پیرا اور اس اولٹی سمجہہ مین آپ خود ہی اپنے نظیر ہین بہلا یہہ کون کہتا ہے کہ حضرت امام کی متعدد قبرین ہین جو آپ فرماتے ہین کہ حضرت امام کی ایک قبر ہے پہر اسپر بہی نہین صبر ہے اور زیادہ باتین بناتے ہین گے گذری عقل پہ اور آفت لاتے ہین۔

قال کسی کتاب مین ایک شخص کی دو قبرین بنانا نہین آیا ہے بہلا یہہ ہزارون قبرین ایک شخص کی کہان درست ہوسکین۔

اقول بے شک ایکی باتون پر شکلے ہنستے ہنبقہ رو تا اگر آپکے ساتھہ ان باتونکا اجماع ہوتا صاحب نقل قبر کو اصل ٹہرانا اور اوسپر یہہ باتین بنانا آپ ہی کا کام ہے

اگر اپنی بات کو ہی او رکہتا تو آپ ہی کہتے کہ اسکو مالیخولیا یا سرسام ہے خیر پہر ہم یاد
دلاتے ہین کہ یہہ ہزار ون تعبرین نہین بلکہ ایک مزار مقدس کی ہزار ون نقلین ہین
جو خاص ہمین نے نہین بنائی ہین بلکہ سلف سے یونہین بنتی چلی آئی ہین منظومہ جامی
دلائل الخیرات روضۃ الاحباب جذب القلوب وغیرہ تصانیف اکابر و ثقات ملاحظہ
ہون کہ مزار فائض الانوار حضرت سید کونین و حضرات شیخین کی کتنی تعلیمین بنتی چلی جاتی
ہین اور خلفا عن سلف وہ باعتبار انتساب الی الاصل واجب التعظیم شمار کیجاتی ہین
آپ کسی ایک ہی کتاب کو جسکے تہے ہمنے اتنی کتابونکا پتا بتایا اب مانئے یا نہ مانئے آپ جانئے

قال اس مقام مین سنا ہے کہ بعض احمق یون کہتے ہین کہ امام کی ایسی مثال ہے
جیسے آفتاب کہ باوجود رہنے ایک مقام کے سب جگہہ اوسکی روشنی موجود ہے۔

اقول یہہ کہنے والا احمق نہین بلکہ اولٹا سمجھنے والا احمق ہے قائل کے کلام سے مثل
سپیدہ صبح روشن ہے کہ تشبیہہ آفتاب سے اوسکا صرف یہہ مقصود ہے کہ جیسے
آفتاب کا جرم ایک جگہہ اور روشنی اوسکی ہر جگہہ ہے اسی طرح وجود ذیجود امام کو
ایک ہی مقام پہ ہو لیکن اونکے نور کا ہر جا ظہور اور روشنی اونکی ہر جگہہ موجود ہے
اور جس چیز کو امام سے انتساب زیادہ ہے اوسیقدر اونکے نور کا انعکاس بہی
اوسمین زیادہ ہے اسیوجہ سے تعزیہ تربت ضریح تابوت علم امام باڑہ وغیرہ
جتنے منتسبات امام ہین اون سبکی تعظیم موررث اجر عظیم ہے۔

قال کیا بات بڑی قابلیت خرچ کے سوال وجواب مین زمین وآسمان
رات دن کا فرق ہے۔

اقول حضرت خفا نہو جیئے آپکا سوال ہی بے تکا ہے آپ اپنی دانشمندی سے
تعزیونکو قبرین سمجہیئے اور اوسپر تو یہہ تودہ طوفان اوٹہایا آگ جبکہ قبر ہونیکو جسد
لازم بتایا اوسپر کسی قائل نے اس کلام لاطائل پر آفتاب کی تشبیہ سے آپکی تنبیہہ کی

کہ یہہ تو ہر نہین نقل تبر ہے اور چونکہ نقل کو بہی آپکے ساتھہ انتساب ہو اور حسبہ مظہر الامر گو مثال آفتاب ایک ہے مقام پر ہو لیکن اوسکی روشنی ہر جگہہ موجود خصوصًا منتسبات مین اونکو نور کا زیادہ تر ظہور ہے واہ کیا بات بڑی قابلیت کی خرچ کے سوال و جواب مین زمین آسمان رات دن کا فرق بتایا لیکن سوال کی غلطی رفع کرنے کا کچہہ خیال نہ آیا۔

قال اول قیاس غائب کا شاہد پہ درست نہین۔

اقول امثلہ اور تشبیہات مین قیاس غائب کا شاہد پر بہت آیا ہے مگر افسوس کہ آپنے علم بلاغت کو ملاحظہ ہی نہین فرمایا۔

قال دوسرے حضرت امام بشر کا وجود رکہتے تہے جو ہر شمسی نہتا۔

اقول آپکے قیاس تک تو ہمکو خاموشی تہی لیکن اب حمیت اسلام کی گرجوشی ہے یہہ آپنے امام پر نہین بلکہ حضرت پیغمبر علیہ السلام پر طعن کیا حضرت پیغمبر بہی بمقابلہ کریمہ قل انما انا بشر مثلکم بشر کا وجود رکہتے تہے پہر جیسا سامنے ویسا ہی پشت جسطرح روشنی مین اوسیطرح تاریکی مین کیون دیکہتے تہے نرمین سخت بلکہ سنگ سخت پر نشان قدم اور مقام نرم مین اوس نشان کا عدم کیون ہوتا تہا اسکے بعد بلکہ معراج مین جسم شریف افلاک مین کیونکر در آیا سطح خاک نے اوس جسم پاک کا سایہ کیون نہ پایا اب فرمایئے پیغمبر کے وجود بشری سے ان خوارق امور کا ظہور ہوا یا نہین اگر ہوا تو پہر امام کے وجود بشری سے جو بمضمون حسینٌ منی مانند وجود بشری پیغمبر ہے کیون ایسے امور کی نفی پر اصرار ہے اور اگر معاذ اللہ وجود بشری آنحضرت صلعم سے ظہور ان خوارق امور کا نہین ہوا تو حضرت کی معراج شریف بلکہ نبوت ہی سے انکار ہے پہر جب پیغمبر ہی کو نہین مانتے تو امام کو کب مانو گے غرض ان خرابیون

یہہ معلوم ہوا کہ آپ امام و پیغمبر کے مرتبہ ہی کو نہین پہچانتے وجود بشری کے دہوکے سے اونکو مثل سائر ناس جانتے ہین یہہ محض غلبۂ وہم اور سوء فہم ہے حضرت پیغمبر اور آل پیغمبر کو اور لوگون پر قیاس نہ کیجیے اتنا سمجہ لیجیے کہ تمام و بحر شمس و قمر جن و بشر بلکہ از کرہ خاک تا عالم ملکوت و کنگرہ افلاک سبکے سب صاحب لولاک اور اونکی آل کے طفیلی ہین وہ حضرات علت غائی کائنات ہین جو شمسی و دیگر جمادات کو اونکے وجود ذیجود سے کیا نسبت وہ اشرف مخلوقات ہین اگر ذوات مقدسہ حضرت پیغمبر و اہلبیت پیغمبر کا ظہور نہوتا دنیا تاریک رہتی شمس و قمر مین نور نہوتا اونکے وجودات مقدسہ کے کمالات اور خرق عادات اونکے ذوجہتین ہونے سے نامتناہی ہین وہ اسی وجود بشری مین متخلق باخلاق الٰہی ہین پس اونکے وجودات بشری سے جو تکیف بکیفیات صنایع و بدایع الٰہیہ ہین جسقدر امور غریبہ اور خوارق عجیبہ ظہور مین آئین وہ پیش اہل تحقیق قابل اذعان و تصدیق ہین اونسے انکار نہ کیجیے لانسلم کی نہ لیجیے ورنہ نہ اسلام ہی باقی رہیگا نہ دین۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

قال قبر ہونیکو جسد لازم ہے ایک جسد لاکہہ جگہہ تقسیم نہین ہوسکتا۔

اقول قبر ہونے کو جسد لازم ہے تو ہو نقل قبر کے واسطے تو کچھہ بہی لازم نہین پہر ایک جسد کی لاکہہ جگہہ تقسیم کیونکر ہوئی سہ عبث عبث تمہین اس اضطراب نے ڈالا۔ سمجہ کے پہیر نے کیا کیا عذاب مین ڈالا۔

قال اور جب امام مثل آفتاب کے اس جہان مین طلوع و ظاہر ہے تب تو جسم با روح ہر ایک جگہہ موجود ہوتا تہا اب بعد فوت کے کہ حکم غروب آفتاب کا پکڑا خوب راتکو دہوپ نکلی۔

اقول ہم کہہ چکے کہ اجسام مقدسہ حضرت پیغمبر و امام کا قیاس اور اجسام پر

باوجود خارق قیاس مع الفارق ہے یہہ محض انوار الٰہی ہین وجود بشری مین
انکا نور مجسم اور بعد انفکاک قالب عنصری علاقہ جسمانیہ سے مجرد ہے انکے
اجسام طاہرہ کے خواص مافوق اجسام بشریہ ہین ان شموس سماء نبوت
کے واسطے صعود و نزول طلوع و افول مین ایک حالت ہے انکی موت و حیات
زندگی و وفات کی ایک کیفیت ہے حضرت امیر آن حضرت صلعم کو غسل
دیتے تھے تو آپ اودہر سے اودہر خود کروٹ لیتے تھے اور شہدا تو بحکم خدا بعد
شہادت بہی زندہ ہین اور سید الشہدا کو اونکے جد بزرگوار کی برکت سے
خدا نے مثل دیگر حضرات یہہ قدرت عطا فرمائی ہے کہ جسطرح وہ حالت حیات
مین ہر ایک جگہہ موجود ہوسکتے تھے بعد شہادت و وفات بہی ویسی قدرت
ہے آپکو بسبب فقدان عرفان اہل بیت اونکی حالات و کمالات علیہ دیکہکر
حیرت ہے ناحق وہم نے گہیرا ہے وہان اگر اونکو معجزہ سے سمجہو تو یہہ
نکلی تو مثل معجزہ رد شمس کچہہ تعجب نہین مگر آپکی آنکہون مین وہم کا اندہیرا ہے
قال اور ہم تمسے پوچہتے ہین کہ امام کی یہہ سچی قبرین ہین یا جہوٹی اگر تم سچے
ہو تو کہدو کہ جہوٹے پر لعنت کہ ہم ہیش یا وہ کہین۔
اقول ہم تمسے ہزار بار کہہ چکے ہین کہ یہہ قبرین نہین اصل مزار کی نقلین ہین
اگر ہم انکو قبرین کہتے تو البتہ آپکا سوال لائق جواب ہوتا اور اب تو یہہ سوال بالکل
مہمل ہے بیشک اگر لوگ دیکہین گے تو کہین گے کہ سائل کے دماغ مین کچہہ خلل ہے
اب اگر آپ نقل قبر کو قبر ہی کہے جاتے ہین تو ہم آپ سے پوچہتے ہین کہ خط
قبر والدین در حقیقت قبرین ہین یا فقط خط آپ تو قبرین کہین گے یہہ صحیح قبرین
ہین یا غلط یا جہوٹی قبرین ہین یا سچی پکی ہین یا کچی اگر تم سچے ہو تو کہدو کہ
جہوٹے پر لعنت کہ ہم ہیش یا وہ کہین بلکہ یہہ اور مستزاد کہین کہ بزرگ آپکے

نزدیک مستحق اس کلمہ کا ہے یا نہیں چونکہ شیعون مین صاف صاف اور اہل سنت مین
کچھ اقل قلیل کا اسمین اختلاف ہے اور آپکا مسلک دونون کے خلاف ہے تو غالبا
آپ بجماعت یزید حضور اسکی نفی فرما دینگے اور خود ملا یزید بنجا دینگے جنہون
نے عدم جواز لعن یزید کا فتوی دیا اور بعض علما نے اس لطیف فقرہ مین اونکو بیان
کیا کہ صد بیر یزید و صد دیگر بیر مزید افسوس آپ تو خود ہی ملا سے بڑہ گئے
اب بیش یاد کون کہے

قال اتنے کہنے سے کہ یہہ امام کی قبر ہین ایسا کیا آگیا کہ انپر سلام و تعظیم اور
فاتحہ اور درود ہونے لگا۔

اقول اس مسئلہ کو پہلے تو خدا سے پوچھیے کہ اوس دستۂ گیاہ مین ایسا کیا آگیا
کہ حضرت ایوب کی قسم سچی ہو گئی پہر جناب رسول خدا سے پوچھیے کہ کیون حضرت
اتنا کہنے سے کہ یہہ خط قبر والدین ہے ایسا کیا آگیا کہ اوسپر بوسہ دینے اور تعظیم
کرنے کا حکم ہونے لگا اور سائل نے یہہ مزا لوٹا کہ قسم کے جہوٹے ہونے سے سستا
چہوٹا پہر اون علمائے کرام سے جو تعزیہ شریف کی تعظیم و تسلیم کا حکم دیتے تہے
اوسکے سامنے ادب سے استادہ ہوکر تسلیم و تعظیم اور فاتحہ و درود ادا کرتے تہے
پہر اپنے مولوی اسمعیل سے پوچھیے کہ ان سب بزرگوارون کے بدلے وہی آپکو
اسکا جواب اسطرح باصواب دینگے - کہ از فروع حب منعم تعظیم شعائر
اوست یعنی اموریکہ بآن مناسبت خاص دارد الخ چونکہ تعزیہ و ضریح و تخت
و تابوت و علم وغیرہ یہہ سب حضرت امام سے خاص نسبت رکہتے ہین اور آپکے
شعائر سے ہین اور حسب ارشاد علمائے کرام تعزیہ شریف موسوم بنام نامی امام
اور اوسکی تعظیم و فاتحہ تعظیم و فاتحہ امام علیہ السلام ہے پس اتنے کہنے سے ایسا
شرف آگیا کہ انپر سلام اور تعظیم اور فاتحہ اور درود ہونے لگا اب اگر سمجہو تو زہے

کہیئے گا کہ ایسا کیا آگیا تو ہم بے شک سمجھینگے کہ آپکے پیٹ مین شیطان یا یہودی بے ایمان سما گیا۔

قال اس وہم کو شیعہ عقل مین کہین اعتبار ہے کہ جو ہم کہدین کہ یہہ تیغا حضرت مرتضے علی کا ہے اور یہہ سیڑہی حضرت فاطمہ کی اور یہہ دروازہ کی چوکہٹ حضرت رسولخدا کی تو ہمارے کہنے سے سچ مچ انہین کے ہوگئے

اقول شعائر اور منتسبات وہ ہوتے ہین جنکو ایک مناسبت وخصوصیت خاص منتسب الیہ کے ساتھ ہوتی ہے اور شرع اور عقل بہی اونپر دلالت کرتی ہے پہلا سیڑہی اور حضرت فاطمہ اور دروازہ کی چوکہٹ اور حضرت رسول سے کیا مناسبت ہے جو آپکے کہنے سے سچ مچ انہین کی ہوجائیگی غرض جو آپ کہتے ہین ایسی ہی بے ڈہنگی کہتے ہین۔

قال غرض یہہ وہم ویسا ہے کہ جیسے چہوٹی لڑکیان گڈا گڑی بناکر دولہا دولہن ٹہرا کر آپسمین اونکا بیاہ کرادیتی ہین اور جانتی ہین کہ حقیقت مین یہہ بیاہ ہے۔

اقول دختران نابالغہ سے چونکہ تکالیف شرعیہ ساقط ہین اور جبلی نقصان عقل کے علاوہ وہ بہہ سن بہی بے تمیزی کا ہوتا ہے بدین وجہہ یہہ حرکت اور کہیل اونکا نہ لائق مواخذہ ہے نہ قابل اعتبار مگر افسوس ہے اون پر نابالغ کی عقل پر جو چہوٹی لڑکیون سے زیادہ نافہم اور شعائر اسلام کو لڑکیون کے کہیل سے میل کہتے ہین اسقدر مغلوب وہم ہین فاعتبروا یا اولی الابصار۔

قال اور لڑکی اور لڑکے کی گہوڑے پہ گہانس کا کوڑا بناکر سوار ہوتے ہین اور دوڑاتے ہین اور سمجہتے ہین کہ ہمارا گہوڑا ہے۔

اقول لڑکونکی اس لکڑی کے گہوڑے پر کیون آپ رشک کرتے ہین آپنے ہی تو قبل اسکے ایک گہوڑے کی تصویر بنائی ہے اور اوسپر آپ بہی سوار ہی کیجیے یا انہین لڑکونکی

طرح بانس کا گھوڑا بنایئے گھانس کا کوڑا ہاتھہ مین لیجیئے خوب دوڑایئے لڑکون کی طرح ہمارا گھوڑا ہی پوجتے جایئے گو اسمین ہنسی ہے مگر تہوڑی ہے اتنے دیکہنے والے فقط اتنا کہین گے کہ اپنی گھوڑی ہے۔

قال اور پوچھو تو اصل اس وہم کی ہندؤن سے ہے کہ وے لوگ ٹھاکر کی مورتین اپنے ہاتھہ سے بناکر خوش ہوتے ہین اور بجاے اصل کے پوجتے ہین۔

اقول شعائر اسلام اور کافرون کے اوہام مین زمین و آسمان حق و باطل کا فرق ہے قبل اسکے یہہ مرحلہ بخوبی طی ہو چکا ہے اور آپکی غلطی ان تشبیہات مین قرار واقعی ثابت کرادی گئی ہے اب پھر اوسکو مکرر ملاحظہ فرمایئے اور اس غلطی فاحش اور اپنی جان و ایمان کی کاہش سے باز آیئے۔

قال سو تعزیہ دار اونسے بہی زیادہ احمق ہین مورتین در کنار یہہ قبرونکی صورتین نقل کرتے قبر کا مرتبہ صورت سے کمتر ہے۔

اقول عجب عقلمند سے سابقہ ہے کہ جسکے دل کا غبار نکلتا ہی نہین ٹیڑہی راہ چھوڑکر سیدہی راہ چلتا ہی نہین شیطان جسقدر وسوسہ دلاتا ہے اوسیقدر بہکتا جاتا ہے اجی حضرت تعزیہ دار احمق نہین بلکہ احمقون کو عقل سکہاتے ہین دین کے طریقے خدا اور رسول کے احکام بدون شبہات و اوہام جیسے خود سمجھے ہین اورون کو سمجہاتے ہین دیکھیئے تعزیہ دار تو تعظیم نقل قبر مطہر حضرت امام حسین حسب اجازت سید کونین بہ تقبیل قبر فرضی بلکہ خط قبر والدین سورث اجر و ثواب جانتے ہین اپنے پیغمبر کا فرمانا سر آنکھون سے مانتے ہین آپکے زعم باطل مین قبر کا مرتبہ صورت سے کمتر ہے حضرت فرماتے ہین کہ حکم تقبیل مین خط قبر قبر کے برابر ہے پس ہم رسول کے حکم پہ چلتے ہین اور آپ دین مین نئے رنگ بدلتے ہین کچھہ مضائقہ نہین لکہہ دینگے رولی دین۔

قال غرض ایسی باتون ہین یہہ ہندؤن کے بڑے بھائی ہین۔

اقول ہندؤن کے بڑے بھائی آپ ایسے ہرجائی اور سوفسطائی ہین۔

قال طرفہ تماشا ہے ہندون کو ہنستے ہین کہ دیکہو اپنے ہاتہہ سے صورت بناتے ہین اور تعظیم کرتے ہین اور آپکو نہین دیکہتے کہ ہم انسے کیا کم ہین۔

اقول حضرت سلامت جو ہندؤن کا راگ آپنے ابتدا مین بے تال و سرگا گایا تہا یہہ سب اوسکے بہارجی ہین چونکہ وہین آپکا طنبورا خراب یعنے اوسکا پول اچہا ہو چکا ہے لہذا اب پہر وہی تان نہ چہیڑیے اور بار بار گزشتہ [illegible] مسلمانون کے اعمال بحکم شارع و رجحان شرعی والقای ربانی کافرون کے افعال بخواہش نفسانی واغوای شیطانی ہین اونمین انمین بہتے کڑوے سے مرد آدمی اور ہہڑویکا فرق ہے آپ مرد آدمی ہوکر تو ہہڑدون کا راگ نہ گائیے مسلمان کہلاکر تو اسلام و کفر کی باتین نہ ملائیے۔

قال یہہ ویسی بات ہوئی کہ آپکو ہپ اور دونکو اخ تہو۔

اقول میٹہا ہپ اور کڑوا اخ تہو ہوتا ہے یہہ نئی بات کیا ہوئی۔

قال الغرض وہ اندہے ہین یہہ ہیئے کے پہوٹے۔

اقول الغرض وہ بہردم خیالی ہین اور آپ جہوٹے وہ اندہے ہین اور آپ ہیئے کے پہوٹے

قال اور کہتے ہین کہ ہم تعزیہ کو حضرت امام حسین کی محبت سے بناتے ہین اور اونکے دوست ہین

اقول اسمین کیا شک ہے بہت سچ کہتے ہین یہہ حضرت امام ہی کی محبت کا ولولہ اور جوش ہے کہ دشمنون کے طعنے سنتے جاتے ہین مگر امام کی یادگاری کو تعزیہ ضرور بناتے ہین حضرت محبت و عداوت ایسی چیز نہین جو چہپانے سے چہپ سکے ہمارے حضرات اپنے دوستون کی علامت مین فرماتے ہین یحزنون لحزننا ویفرحون لفرحنا یعنے ہمارا غم اونکو محزون و مغموم اور ہمارا سرور اونکو

مسرور کرتا ہے دیکھو پہلے علامت محبت کی اپنے غم مین مغموم ہونیکی فرمائی کہ محبت
مین اسکا اثر زیادہ ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہر مومن محب اہلبیت ان حضرات کی
مصیبتون پر دل سے کڑہتا اور روتا ہے پس امام مظلوم کی مصیبت مین رونا رولانا
اعانت بکا اور ابکا کیواسطے تعزیہ بنانا امر ایمانی اور محبت خاص بلکہ کمال اخلاص کی
نشانی ہے اوسکی تعظیم عین محبت و تعظیم امام ہے (چنانچہ از فروع حب است تعظیم
شعائر اوست) آپکے پیر کا ہی کلام ہے۔

قال بڑے جھوٹے احمق ہین کبھی دوست نہین ایسے لوگ امام کے دشمن ہین۔

اقول جھوٹے احمق امام کے دشمن وہ لوگ ہین جو امام کے شعائر مٹاتے ہین حضرت امام
کی سعایت یزید پلید کی رعایت کفار عنید کی حمایت کرتے ہین سبحان اللہ جو امام کے نام کا
تعزیہ بناوین اونکی مصیبت پر روئین رولائین دیگر شعائر امام سے اپکی محبت و غم اونکا
اعلان کرین یزید پلید کے مظالم سے اوس فاسق و فاجر پر طعن کرین وہ جھوٹے احمق
اور امام کے دشمن قرار پاوین اور جو بنیاد اسلام کو ہلائین اور امام کے نام کے ساتھ نقل
کفر کفر نباشد مٹا دیوے کو ہلائین تعزیہ شریف کو معاذ اللہ بت تعزیہ دار کو بت پرست
ٹہرائین امام کی مصیبت پر نہ روئین نہ رولائین بلکہ رونیوالون کا سو نہہ چڑہائین وہ سچے
مطلق اور امام کے دوست بنجائین یہہ امام کے دشمن دوستون سے جلے اپنے تعصب
کیا اولٹی چال چلے ہین خیر چلین اسکا کچھہ غم نہین کہ یہہ انقلاب ہی حضرت امام کیطرف
نسبت بغاوت اور یزید کی طرف انتساب خلافت کے انقلاب سے کچھہ کم نہین۔

قال اگر آپ امام کی محبت مین سچے ہوتے تو اونکی وضع اور اطاعت اختیار کرتے۔

اقول واقعی محبت کا مقتضی یہی ہے کہ ہر امر مین رضا جوئی محبوب منظور رہے محبوب
کے غم مین مجبوب اور اوسکی خوشی مین مسرور رہے حضرت امام خود فرماتے ہین انا
قتیل العبرۃ لا یذکرنی مومن الا بکے سو مینہ رونے رولانے تعزیہ وغیرہ جو امور

با باحت شرعیہ معین گریہ و بکا ہین اونکے بنا نہین حضرت امام کی اطاعت اختیار کی یزیدیون
سکے طعنے سہے گر اپنے امام کی محبت و اطاعت سے غافل نرہے مگر آپنے اولٹی جہای امام کے
ارشاد کی تعمیل تعزیہ شریف کی تعظیم و تبجیل خلاف اطاعت ٹہرای خیر اگر بفرض محال
یہہ خلاف اطاعت بہی ہوتا تو بہی محبت مین کچہہ نقصان نہ تہا کہ محبت و اطاعت مین
لزوم نہین ہے آپکو معلوم نہین ہے محبت تو ایسی چیز ہے کہ اطاعت کیسی باوجود ارتکاب
اکبر کبائر بہی نہین جاتی اور بڑے وقت مین بڑی کام آتی ہے اپنے رہے سہے اسلام کا
پتہ نہ لگا ئیے مدارج النبوۃ مین عبد اللہ ابن عامر کی کیفیت ملاحظہ فرمائیے جنکو ہمیشہ شغل
شراب وکباب رہتا تہا لیکن بلحاظ صحابیت کوی اونکو کچہہ نہ کہتا تہا جب قلعہ خیبر فتح ہوا
تب غازیون نے غنیمت بہت پائی ازانجملہ شراب کثیر بہی ہاتہہ آئی ابن عامر مفت کی شراب
غنیمت سمجہکر خوب نوش فرمای بعض صحابہ نے بحضور آن حضرت اونکو لعنت و ملامت کی
آن حضرت نے صحابی زاجر سے فرمایا کہ ابن عامر کو زجر و ملامت مت کرو کہ وہ خدا و رسول کو
دوست رکہتا ہے انتہی دیکہیئے باوجود شرب خمر حضرت پیغمبر نے عامر کی نسبت خدا و رسول
کے محبت کی تصدیق فرمائی اور صحابی زاجر نے سکوت کیا ابن عامر کو یہہ الزام نہ دیا کہ اگر رسول
کی محبت مین سچے ہوتے تو اونکی وضع اور اطاعت اختیار کرتے اس سے معلوم ہوا کہ
حضرت رسول کے نزدیک ابن عامر خدا و رسول کی محبت مین سچے تہے اور آپ اپنے
دعوی میں جہوٹے چلیئے ستے چہوٹے۔

قال یہان جو کوئی ایک مالزادی کو چاہتا ہے تو کیسے بڑے بڑے پٹے رکہا کر مستی و ہٹری
جما کر داڑہی گہٹا کر یعنہ آپکو ہجڑا بناتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اوس مالزادی کو یہہ
ہی وضع بہاتی ہے۔

اقول آہا اب ہم سمجہے کہ یہہ دنیا کی ناپاک محبت کا آپ ذکر رہے ہیں شاید آپکو ابن
نجیم ہجڑوی اور قطامہ مالزادی کا قصہ یاد آگیا ارے صاحب اوسنے تو وضع کیسی اوس

نالزادی کی ناپاک محبت مین اپنا دین و ایمان ہی تج دیا جیسے آپ یزید کی ناپاک محبت مین اپنا دین و ایمان سمجھے بیٹھے ہین پس بمقابلہ پاک محبت خدا و رسول و آل رسول ایسی ناپاک محبت کا ذکر نہ کیجیئے اسکو اپنے اور ابن ملجم ہی تک رہنے دیجیئے۔

قال یہہ اجب بیچیا نالزادی کو خلاف وضع اپنی نہ بہا دی تو حضرت امام اپنے مخالف وضع کو کسطرح دوست جانین گے۔

اقول استغفر اللہ چہ نسبت خاک را بعالم پاک۔ آپنے دنیاوی ناپاک محبت اور دینی پاک محبت مین کچھہ فرق نکیا دونون کو خلط کر دیا صاحب دنیاوی محبت کا ثمر اور دینی محبت کا اثر اور ہے حضرت امام اپنے مخالف وضع کو بفرض تسلیم اوسیطرح دوست جانین گے جسطرح حضرت رسول صلعم ابن عامر کو باوجود شرب خمر خدا و رسول کا دوست جانتے تہے ان نفوس قدسیہ مین فقط دوستون کی حمایت نہین بلکہ دشمنون کی بہی رعایت تہی منافقین اشرار کی ایسی پردہ پوشی کی بجز دو واقفین اسرار حذیفہ و حضرت عمار اور کسی سے اونکا حال زار بیان نہ فرمایا یہہ مرتبہ بجز رحمۃ للعالمین اور اونکی آل طاہرین کے اور کسے باشد دوستان را کجا کنی محروم * تو کہ با دشمنان نظر داری۔

قال امام کی محبت تو تب ہی صحیح ہوگی جب کوئی حکم شرع کا تابعدار بنے۔

اقول امام کی سچی محبت تو ہر حال مین صحیح ہے ہان یہہ بات ضرور ہے کہ اگر اس محبت کے ساتھہ حکم شرع کا بہی تابعدار بنے تو نور علی نور ہے۔

قال کفر و بدعت کو چہوڑ دے۔

اقول اگر بدعت کے معنی اپنی طرف سے نہ بنائے جملہ محدثات کو اپنی اولٹی سمجہہ سے بدعت محض نہ ٹہرائے۔

قال کسی امیر فقیر مخالف شرع کی پیروی اختیار نکرے۔

اقول جیسے آپنے اپنے امیر یزید شرابی فاسق سکیر کی پیروی اختیار کی۔

قال حکم خدا و رسول صاف صاف بیان کرے۔

اقول جیسے تمنے صاف صاف بیان کر دیا۔

قال آپکے اولاد کی تعظیم سب سے زیادہ بجا لاوے۔

اقول پھر آپنے واقعہ جانکاہ اہلبیت یاد دلایا پھر ہمارے قلب مجروح پر ایک نشتر لگا دیا ہم نہین جانتے کہ آپکے نزدیک اولاد رسول کا کیا احترام ہے اور آپکی اصطلاح مین تعظیم کس چیز کا نام ہے اگر وہ تعظیم مراد ہے کہ جو شمر نطفۂ حرام نے وقت ذبح سینۂ معرفت گنجینہ امام علیہ السلام کی کی اور خولی بدانجام نے نیزہ پر سر مقدس سردار اہلبیت کرام کی کی یا جمال شتر بے نے بطمع کمربند زر یا انگشتر دست حق پرست دستگیر ہر نا و پیر کی کی یا آپکے امیر معلوم یزید شوم نے بتقاضای کینہ آبای طشت طلای مین لب و دندان حسین مظلوم کی کی یا خود آپنے بنفاق خفی و بغض جلی اسمای متبرکہ حسین حسین اور علی علی کی کی تو آپ ہی اس تعظیم سے خوش ہوجیئے اور اسکی داد دیجیئے ہمکو اور سب مسلمانونکو اس سے معاف کیجیئے انشاء اللہ جو صلہ اس تعظیم کا ہے وہ محاسبان روز جزا آپکو اور آپکے ان پیرون شیرون کو دینگے اور آپ پیچ و تاب کہا کہا اور پچتا پچتا کر لین گے اور اگر مراد تعظیم و تکریم واقعی ہے وہ تو ہم کیا سبہی دیندار کرتے ہین مگر آپکو اس زبانی بات بنانے سے کیا فائدہ کہ آپ تو اپنی اوسی تعظیم اصطلاحی اور اوسی ضلالت و گمراہی پر مرتے ہین۔

قال یہہ عجب محبت ہے ہزارون روپیے بے حکم خدا و رسول کے اینٹ مٹی یعنی امام باڑہ اور ابرک بانس یعنے تعزیہ مین چوپٹ کرتے ہین۔

اقول اگر کوی کافر ایسی طعن اسلام پر کرے کہ مسلمانون کے خدا و رسول سے یہہ عجب محبت ہے کہ ہزارون روپیے اینٹ مٹی یعنے مسجدون اور روضۂ رسول کے بنانے اور شیشہ و ابرک یعنے جہاڑ و کنول و قندیلین منگا نیمین چوپٹ کرتے مین تو آپ اس

لعن کو تسلیم کیجیئے گا یا کچھہ جواب دیجیئے گا وہی ہمارا بھی جواب ہے۔

قال اور سید انکو دیکھتے ہین کہ بہوٹے ٹوٹے مکان مین پڑے ہوئے فاقے کھینچتے ہین کیون نہو دوست ایسے ہی چاہئین خاک مین ملا دین اور ابرک و بانس مین لگا دین پر فرزند حسین کو ندین نہ کہلا دین۔

اقول اب ہم سمجھے یہہ اپنے مرید ون چھپے جولاہون پر آپکا غیظ و غضب ہے انعقاد تعزیہ داری کے پردے مین یہہ اپنے واسطے حسن طلب ہے تاکہ ایک پیسہ تعزیہ یا علم نہ لگا دین اوہی دمڑی ٹکہ پیسا جو ہمت ہو وہ پیر کو اولاد حسن حسین سمجھکر چندہ کرکے آپ ہی کی خدمت مین پہونچا دین سو یہہ بجز اس حرکت مین کچھہ برکت نہو گی باقی جن اہل دول کو خدای عز و جل نے توفیق دی ہے وہ خیرات و مبرات عزاداری و خدمت سادات سب کچھہ کرتے ہین اور جنکو خیر کی توفیق ہے نہین وہ کچھہ بھی نہین کرتے

قال اور اس باتکو سمجھو کہ اگر دین مین کسی سنت و مباح کے کرنے سے کچھہ قباحت شرعی لازم آوے تو اوس سنت و مباح کا چھوڑنا لازم ہوتا ہے۔

اقول اسی طرح اس بات کو سمجھو کہ اگر دین مین کسی ایسے امر کے کرنے سے جس سے رونق دین اور شوکت اسلام کی بڑھ جاوے تو اوسکا کرنا لازم ہوتا ہے۔

قال چہ جائے اوس چیز کے کہ جسکی شرع مین کچھہ اصل نہو۔

اقول چہ جائے اوس چیز کے کہ جسکی اصلیت شرع مین با قرار فریقین پائی جائے اور وہ ہزار جگہہ بعنوان مختلف سمجھائی جائی مگر آپ نہ سمجھین تو اوسکا کیا علاج ہے

قال بالفرض اگر تعزیہ بنانا اصل شرع مین مباح ہوتا تو بھی اب حرام ہوتا کسواسطے کہ تعزیہ کے سبب بڑے بڑے گناہ ہونے لگے اور شیطان کا بازار گرم ہوا۔

اقول تعزیہ بنانا تو سب مسلمان کے نزدیک اصل شرع سے مباح اور اوسکی تعظیم و تکریم موجب صلاح و فلاح ہے بالفرض اگر اصل شرع کے خلاف بھی ہوتا تو بھی اب

جائز ہو جاتا کسواسطے کہ تعزیہ کے سبب بڑے بڑے گناہوں سے وہ ذوات الاعلام جنکا پیشہ یکسب حرام ہے باز رہتے ہین اور شیطان اور مریدان شیطان کا بازار بالکل سرد ہو جاتا ہے ہان اسی کے ساتھہ یزید نافرجام اور جملہ اہل شام کے مظالم بھی ظاہر ہو کر جملہ خاص و عام اونکی ظلم وجور سے ماہر ہوئے نا واقفون سے یزید و تابعین یزید کی محبت کا علاقہ چھوٹا رونق اسلام بڑہی بڑا کفر ٹوٹا شاید اسی سے آپنے برا مانا او حرام کرنا واجب جانا

قال ذرا آنکھہ کھولو ہوش سنبھالو کہ بڑا گناہ زنا ہے جسکا یہہ حال ہے کہ جتنے حرام کار سال بھر مین اپنی مرادین پاتے ہین تعزیہ کے بدولت اسقدر دس رات دن مین کماتی ہین

اقول ہم نہین جانتے کہ یہہ کون حرام کار یزید پلید کے رشتہ دار ہین ہمنے تو بہت سی مسلمان رنڈیونکو دیکھا اور سنا ہی کہ محرم الحرام مین بدولت تعزیہ داری فرزند خیر الانام زنا و غنا کا نام ہی نہین لیتین دس رات دن او باشون کو اپنے گہر آنے نہین دیتین ہان فواحش بازاری یزید کی غمخواری ماتمیان امام شہید کی دل آزاری مین اگر سال بھر کے بعد انہین دنون مین اپنی مرادین پاتی ہون اور خاص اس دس رات دن مین کماتی ہون تو کیا بعید ہے پھر غم کیسا اونکو خوشی اور محرم کیسا اونکی عید ہے

قال بیگانے جوان مرد و عورت کا ایکجا جمع ہونا کہین عقل شرع مین درست ہے اور یہان جب کثرت سے ہجوم ہوا تو مرد و عورت کا بدن سے بدن ملنا ضرور ہوا۔

اقول یہہ آپکا وہی اگلا افترا ہے زنان اشراف کا مردونکے مجمع مین آنا بالکل جھوٹ اور تہمت ہے اوپر اسکا بیان ہو چکا ہے گستاخی معاف یہہ مجلس امام ابرار ہے بلاشبہہ دہلی کا دربار نہین جسمین نقاب و حجاب یکقلم دور ہو ملاقات حکام کے بہانے کیلیے غیرانہ مردانے مین آنا ضرور ہو زیادہ سو نہہ نہ کھلوائیے دل ہی دل مین سمجھہ جائیے یہہ اس تہمت وافترا کی سزا ہے کہ ہر دی خویش آمدنی پیش۔

قال قبول کیا کہ تمہاری عورتین نیک بخت ہین گر جب کم بخت سمجھین اور چھوڑین۔

اقول اونہین نیکبختون کا یہہ صبر بعضی بدبختون پر پڑا شرمایئے اور اب بہی اس تہمت و تہذیب سے باز آیئے گر آپکی حیا تو الولد سر لابیہ سے ظاہر ہے۔ صاحبزادونکی غیرت سراپا حیرت سے خلق خدا بخوبی ماہر ہے۔

قال اب یہان سوچو کہ اگر تمسے کوئی کہے کہ اپنی عورتون کو جو بڑہیان ہون نماز جماعت مین عشا کے وقت بہیجو اور وہ سبکے پیچہے مسجد مین نماز جماعت پڑہ کر سلام پہیرتے ہی چلی جاوین کسی کو معلوم نہو کہ کون آیا اور کون گیا تو تم کہوگے ایسی باتین ناک کٹہاتی ہے اور اشرافون کی بی بیان مرو وغیرہ باہر نہین آتی ہین۔

اقول اگر مستورات ضعیفہ شریفہ وقت شب بغرض تحصیل ثواب جماعت امام متقی و عادل کے پیچہے کہڑی ہوکر اقتدا کرین اور سلام پہیرتے ہی چلی جاوین تو اسمین ناک کٹنے کی کیا بات ہے ہان آپکی ناک شاید اس غیرت سے کٹجاے کہ اینٹ مٹی مین جو روپیہ چوپٹ کرکے مسجد بنائی اوس مسجد مین کیون گئین۔

قال سووے تعزیہ کے دنون مین دس رات بہر ہزارون آدمیون کے روبرو جہان چار طرف روشنی ہورہی ہے اور سب لوگ اچہے برے کافر مسلمان موجود مین تمہاری بہو بیٹیان ہاتہہ سے ہاتہہ ملائے کندہے سے کندہا رگڑتی کہلے خزانے زیارت کے بہانے پڑی پہرتی ہین۔

اقول لعنۃ اللہ علی الکاذبین کسقدر جہوٹ اور افترا اور بہتان ہے کہ جسکا کچہہ حساب ہی نہین سچ تو یہہ ہے کہ اگر جہوٹ بولے تو اتنا تو بولے۔ جہوٹ بولنے مین آپکی طرح بڑا پکا ہو کچا نہو ایسا مبالغہ کذب مین کرے کہ ساری تقریر مین ایک حرف بہی بہولے سے سچا نہو کیا کہتا آفرین صد آفرین ع این کار از تو آید و کاذب چنین کنند۔

قال اور بعضے قرمساق اپنے ساتہہ لیکر نکلتے ہین۔

اقول خصوصًا دربار مین تو ضرور ساتھی چلتی ہین۔

قال بھلا ہم تمسے پوچھتے ہین کہ یہان وہ ناک اژدہات کی ہوجاتی ہے کہ کاٹے نہین کٹتی یا وہ سد سکندر ہے کہ قیامت تک کوی یاجوج وماجوج نہین گراسکتا

اقول ہمسے کیا پوچھتے ہو اونہین میان سابق الالقاب سے تخلیہ مین نہین بلکہ عین دربار مین پوچھو کہ یہان وہ ناک اژدہات کی ہوجاتی ہے کہ کاٹی نہین کٹتی یا وہ سد سکندر ثانی ہے کہ قیامت تک کوی یاجوج وماجوج نہین گراسکتا بلکہ اگر قافیہ تنگ نہو بلکہ تثبیت اور درست ہو تو اتنا فقرہ اور بڑہا دیجیے کہ یا وہ بھوپال کا تال ہے کہ جسکی کوئی تہاہ پا نہین سکتا۔

قال کیون نہو خداوندا جو تیری غیرت نکرے اوسکی ایسی ہی بیغیرتی چاہیئے۔

اقول آمین بلکہ آمین بالجہر

قال جو تیرے در سے آشنا نہوا مثل سگ اوسکو دربدر دیکہا۔

اقول چونکہ وہ آپکے سگ نہین ہین مثل سگ آپ ہی کہئے ہم بجز اسکے اور کچھ نہین کہہ سکتے کہ آپکو اور اونکو دونون کو سبنے حوآب کی راہ پر دیکہا۔

قال اور بڑا گناہ خانہ جنگی ہے وہ بہی تعزیہ کے سبب اکثر ہوتی ہے محرم کے سپاہی مشہور ہین۔

اقول خانہ جنگی تو جاہلون کا کام ہے کچھ محرم پر موقوف نہین جب آپسمین پہلے ہوئی ذراسی بات پر شجاعت دکہلانے اور جہالت جتلانے کو لٹہ بیٹہہ یا کسی پیرو یزید نے کچھ تعزیہ امام شہید کی بے ادبی کا ارادہ کیا اور اس فساد وعناد پر اپنے ساتھہ اور ونکو آمادہ کیا اور تعزیہ دار اسکے مانع ومزاحم ہوئے اور اس دورنگی مین خانہ جنگی ہوی جیسا کہ آپنے کیا اور اوسکا پورا خمیازہ اوٹہایا شاید اس جگہہ دہی خیال آیا تعزیہ شریف کے ساتھہ تو کچھ بے ادبی نکرسکے اب اوسکا یہہ قصہ

لیا کہ تعزیہ مقدسہ سبب گناہ ہون اور خانہ جنگی وغیرہ کا سبب قرار دیا سبحان اللہ یہہ تو وہی بات ہوئی کہ جنگ صفین مین جب حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے شامیونکے ہاتہہ سے شہادت پائی اور صحابہ طرفین کو حدیث عمار جلد ہو ما بین عینی تقتلہ الفئۃ الباغیۃ یاد آئی تو وہ لوگ متشکک ہوئے اور اونمین اسکا چرچا ہوا شامیون نے اپنی بغاوت چہپانیکو یہہ بات بنائی کہ قاتل عمار علی ہین جو اونکو لڑنے بہیجا اپنے ساتہہ اس معرکہ مین لائے بعضے بزرگون سے نرہا گیا بیساختہ بول اوٹہے کہ سبحان اللہ اس اولٹی سمجہہ کی راہ سے تو قاتل حضرت امیر حمزہ خود حضرت پیغمبر قرار پائے ویسی ہی اولٹی سمجہہ آپکی بہی ہے ہم نہین جانتے کہ یہہ کج فہمی آپ مین کہان سے آگئی اور شامیونکی روح خبیث آپکے قالب نحس مین کیونکر سمائی

قال اور محرم کے بد ولت جسقدر قتل شہر لکہنو مین ہوتا ہے سب جانتے ہین ہر روز کے قصے قضیئے انہین دونون محرم پہ اوٹہا رکہتے ہین۔

اقول یہہ خام خیالی بہی بالکل جہوٹ اور لاابالی ہے لکہنو مین تو ان دونون کبہی کسیکی نکسیر بہی نہین پہوٹی ہماری عمر لکہنو ہی مین گذری ہمنے کبہی محرم مین کچہہ جہگڑا فساد بہی نہین سنا قتل کیسا لکہنو آپ محرم مین نہ کبہی گئے نہ آئے مگر گہر بیٹہے خوب ڈینگین اوڑاتے ہین واہ حضرت واہ ماشاء اللہ۔

قال اور قطع نظر گناہ کے کفر و شرک کیا کم ہوتا ہے کہ ہزارون خلقت تعزیہ کو سجدہ کرتی پہرتی ہے۔

اقول اسکو تو ہم مقدمہ رسالہ مین ذکر کر چکے ہین کہ سجود بغیر المسبود منہی عنہ ہے پس تعزیہ شریف کو سجدہ کرنا تو کسی مسلمان کا دستور نہین ہان کفرہ وارازل وغیرہ کا مذکور نہین وہ شاید ایسا کرتے ہون پہر اونکے شرک پر تعزیہ شریف سے کیون مواخذہ کیا جاتا ہے اونکے گناہ کا الزام نقل روضہ امام کو کیون دیا جاتا ہے یہہ بفرض تسلیم ممانعت سجدہ غیر علی الاطلاق ہے والا علماء نے سجدہ تحیت

غیر اللہ کیواسطے جائز جانا ہے پھر آپ پر سجدۂ تعظیمی تعزیہ شریف جو عوام کالانعام
کرین کیون شاق ہے چنانچہ لطائف اشرفی سے اس سرّ خفی کا زیادہ ظہور ہے
دیکھیئے اوسمین سیہ طرفہ تقسیم و تعظیم مذکور ہے قال ابن عباس سجدۃ التحیۃ
بمنزلۃ السلام ولا باس بوضع الخدین بین یدی الشیوخ والسجدۃ
اثنتان سجدۃ العبادۃ وسجدۃ التحیۃ فالاول خاصۃ للہ تعالی والثانی
بوجہ التکریم فی خمس محل جائز القوم للنبی والمرید للشیخ والرعیۃ للملک
والولد للوالدین والعبد للمولی فی کل حال یرخص واذا سجد الانسان
سجدۃ التحیۃ لا یکفر واذا سجد الرجل للامام والغیر وکان قصدہ التعظیم
والتحیۃ دون الصلوۃ لا یکفر ھذا کلہ فی فتاوی قاضیخان۔ انتھی۔ خلاصہ
اسکا یہہ ہے کہ ابن عباس نے کہا سجدہ تحیتہ بمنزلہ سلام کے ہے اور دونون رخسارے
روبرو شیوخ کے رکہنا کچہہ مضائقہ نہین اور سجدہ دو ہین ایک سجدہ عبادت
دوسرا سجدہ تحیت پہلا خدا کے واسطے خاص ہے دوسرا بوجہ تعظیم و تکریم پانچ
جگہہ جائز ہے امت کا پیغمبر کیواسطے مرید کا پیر کے لیئے رعیت کا بادشاہ کے
لیئے بیٹے کا مان باپ کے لیئے غلام کا آقا کے لیئے ہر حال مین مرخص ہے اور انسان
سجدۂ تعظیمی سے کافر نہین ہوتا اور جب کوئی مرد امام و غیر امام کا بقصد تعظیم و
تحیت نہ بارادہ عبادت سجدہ کرے تو وہ کافر نہین ہوتا یہہ سب فتاوی قاضیخان
مین ہے انتھی۔ اس سے تو اراذل و عوام بلکہ شرفا و خواص انام کا اشخاص مذکورین کو
سجدہ تحیت کرنا جائز معلوم ہوا پھر جب پیغمبر و امام بلکہ مشائخ کرام و بادشاہ اسلام
وغیرہ ہمکو سجدہ تعظیمی کرنا درست ہے تو تعزیہ شریف کو عوام کے سجدہ تعظیمی کرنے
مین کیا گناہ لازم آیا جو آپنے اور سبکو چہوڑ خاص تعزیہ کی نسبت باوجود تنبیہہ
قاضی خان مفتی مین یہہ شور و غل مچایا۔

قال اور اوسکی (یعنے تعزیہ) کے آگے کہڑے ہوکر منت و مراد مانگتے ہین کوئی واہی اسکے اوپر سہرہ نشان چڑہاتا ہے کوئی جاہل عرضی لکہکر ایک بانس مین لگاتا ہے کوئی بیوقوف زنانی ہی بیٹا مانگتا ہے۔

اقول اگر یہہ امور عوام کے بقصد توسط و استمداد ہین تو بلاشبہہ خالی از عیب و فساد ہین اگر تعزیہ شریف کو محل استجابت دعا سمجہکر بواسطہ حضرت امام خدائے منعام سے منت و مراد مانگتے ہین تو اسمین قباحت ہے بلکہ شرعاً اسکی اباحت ہے مدارج النبوۃ محدث دہلوی ملاحظہ ہو فرماتے ہین روایت کنند کہ فرمود آن حضرت صلعم چون متحیر شوید شما در امور یعنے بر آمد کارہا پس مدد جوئید از اصحاب قبور۔ اب دیکہئے یہان تو اصحاب قبور سے عموماً استمداد کا حکم عام ہے پہر تعزیہ شریف تو نقل قبر مطہر امام ہے جو لوگ اصل مزار مقدس سے دور ہین وہ نقل ہی کے وسیلہ گردانئے مین معذور ہین ابہی چہرہ شریف کا رنگ نہ بدلیئے ذرا اور آگے چلیئے کہ استشفاع کا طریقہ اچہی طرح مفہوم ہو اور تعزیہ مقدسہ سے استمداد اور اوسکے ذریعہ سے طلب منت و مراد کا حال بخوبی معلوم ہو سُنئے محدث موصوف بعد کلام سابق ارشاد کرتے ہین **وقیست صورت امداد** مگر ہمین کہ محتاج طلب کند حاجت خود را از جناب عزت الہی بتوسل بروحانیت بندہ مقرب مکرم در درگاہ والای او کہ خداوندا ببرکت این بندہ کہ تو رحمت و اکرام کردہ او را برآوردہ گردان حاجت مرا یا ندا کند آن بندہ مقرب و مکرم را کہ ای بندہ خدا و ولی وی شفاعت کن مرا و بخواہ از خدای تعالی مطلوب مرا تا قضا کند حاجت مرا پس نیست بندہ درمیان مگر وسیلہ و قادر و معطی و مسئول پروردگار است تعالی شانہ و در وی ہیچ شرک نیست چنانکہ منکر وہم کردہ انتہی پس حضرت محدث تو عموماً ہر بندہ مقرب کے پکارنے اور قضائی حاجت مراد کی شفاعت چاہنے کا حکم دیتے ہین پہر آپکو خاص ہمارے امام اور انکے شعائر سے کیا

عداوت ہے جو اونکو خالق و مخلوق مین وسیلہ نہین لیتے ہین شیخ محدث کا الزام ہے کہ جو استشفاع مقربان خدا کو شرک سمجھے وہ منکر ہے سید مجیب کا کلام ہے کہ استشفاع ائمہ ہدی اور وسیلہ نقل تربت سید الشہدا مین جو کلام کرے وہ بدتر از منکر ہے ہماری تائید کیواسطے امام شافعی کا ارشاد کیا کم ہے جو فرماتے ہین کہ اجابت دعا کیواسطے مرقد مطہر امام موسی کاظم علیہ السلام تریاق اعظم ہے اور اگر عبارت فارسی محدث کی سمجھنے مین کچھ دقت ہو تو کتاب مظہر العجائب کی یہہ عبارت ہندی لکھی ہے کہ استعانت بغیر خدا اس طور پر کہ اوس غیر پر اعتماد کلی ہووے اور اوسکو عون الہی کا مظہر نجانے حرام ہے اور اگر التفات محض حق کی جانب ہے اور اوس غیر کو عون الہی کا مظہر سمجھکر اوس سے استعانت ظاہری کرین دور عرفان سے نہین اولیا انبیا بہی اس قسم کی استعانت غیر سے کرتے آئے ہین لیکن حقیقت مین یہہ استعانت بخدا ہے انتہی ہرگاہ جمہور اہل اسلام کا استعانت مذکور پر اتفاق ہے تو آپکا انکار صورت عناد و نفاق ہے۔

قال اور بعض احمق اوس لکڑی کی کہپاچون پہ کہ جسکو نہ گرمی لگے نہ سردی نہ اوسمین جان ہے ایک مورچہل لیئے گنگا پرشاد کیطرح کالکا صورت پر کہیان ہانکتے ہین۔

اقول اب ہم سمجھے کہ آپکی پرستش کے واسطے گورایا کالا اگر ایسا نرالا بت چاہیئے کہ جسکو گرمی لگے سردی لگے اور جسمین جان ہو اور اس ٹہاٹہہ کا لکڑی کاٹ کا بہی نہو پہر کیا ہوا انسان ہو وہ کون آپکے پیر سید احمد صاحب بریلوی جنکی سواری مین بکمال خلوص و جان نثاری مولوی عبدالحی و مولوی اسمعیل ذکی دو چیلے مورچہل لیئے ادہر اودہر جمنا داس اور گنگا پرشاد کیطرح سے جہنڈے بلی کی صورت پر ہلاتے اور آپ اکیلے آگے آگے نرسنگا بجاتے چلے جاتے ہین بہلا اس تعصب کا بہی کچھہ ٹہکانا ہے کہ میان اسمعیل صاحب تو تخت شاہی کی تعظیم کا حکم دیتے ہین اور آپ تعزیہ شریف کی نسبت کسقدر تعصب کی لیتے ہین

حالانکہ تخت بہی لکڑی ہے کہ جسکو نہ گرمی لگے نہ سردی نہ اوسمین جان ہے خیر یہہ تو
تخت سلطان ہے کعبہ معظمہ کو دیکہو جسکو حضرت خلیل نے بنایا اور اینٹ چونا پتہر لگایا
اور اوسکو نہ سردی لگے نہ گرمی نہ اوسمین جان ہے پہر کیون بشرط استطاعت اوسکے
حج کا وجوب اور وہ خود مطاف ہر مسلمان ہے حجر اسود بہی ایک پتہر ہے نہ اوسکو
سردی لگے نہ گرمی نہ اوسمین جان ہے پہر کیون سید انس وجان اور اونکے غلام سے
جملہ مسلمان اوسکا بوسہ لیتے ہین کوہ صفا و مروہ بہی پتہر ہین جنکو نہ سردی لگے نہ گرمی اور
اونمین جان ہے پہر کیون حضرت نے اونمین سعی کرنا لازم جانا اور کیون خدا تعالے
نے اونکو اپنے شعایر سے گردانا مساجد اہل اسلام مین بہی یہی اینٹ پتہر چونے
لکڑی کا سامان ہے جنمین نہ سردی اثر کرے نہ گرمی نہ جان ہے پہر کیون مسجد ونمین
نماز پڑہنے کا زیادہ تر ثواب اور اوسکا اجر بے حساب ہے قرآن شریف کی ہزار ہا
جلدین لکہی اور چہپی ہوی موجود ہین جنکو آدمیون نے مٹی یا تانبے یا شیشے کی دواتون
اور لکڑیکی قلمون سے بانس کے کاغذ پر لکہا اور پتہرون پر اونکا نقشہ سیاہی سے جماکر
لکڑیکا ٹھپّا لگاکر چہاپا اب اس بانس کے کاغذ مین جسکو نہ سردی لگے نہ گرمی نہ
جسمین جان ہے کیون ایسی بزرگی آگئی کہ تمام مسلمانون کا دین وایمان ہے اور کیون
وہ ہر دیندار کے نزدیک واجب الاحترام اور حالت نجاست مین اوسکا مس کرنا
حرام ہے اب ہم آپسے پوچہتے ہین کہ آپکے اعتقاد مین کعبہ معظمہ کا حج کوہ صفا و مروے
مین سعی مسجد وغیرہ نماز جماعت قرآن شریف کی تلاوت واجب مستحب سنت ہے یا بسبب
اینٹ چونا پتہر لکڑی بانس ہونیکی بدعت درصورت اول بسبب اشتراک اصل ودلیل
باضافہ دیگر توجیہ وتاویل تعزیہ شریف کے اباحت بہی اسی قبیل سے ہے پہر زنار
تعصب کو توڑیئے اور تعزیہ شریف کی اہانت کو چہوڑیئے اور درصورت ثانی پہر
یہہ تقریر وتحریر فضول ولایعنے ہے دین واسلام ہی سے مونہہ موڑیئے ہمارے

کہنے پر کیا ہے آپتو پہلے ہی سے گنگا نہلائے اپنے بجرنگ بلی کی مورت پر دہونی رمائے
بیٹھے ہین رہ رہکر اپنے بڑے بہائی ہندؤن کا ذکر کیونکر نہ کیجیے کہ آپ اور وہ بسبب
مخالفت اسلام ایک تہالی کے کہانے والے اور آخرت مین دونون ایکہی راہ
جانے والے ہین اور دنیا مین بہی آپکے اسلام برائے نام اسیقدر بنیاد ہے جیسے اب
متہرا کا نام اسلام آباد ہے۔

قال علےٰ ہذا القیاس اور بہت رسومات کفر کے ہوتے ہین اگر ان سبکا بیان
کیجیے تو ایک بحر طویل ہے۔

اقول رسوم کفر کے کچہہ بہی نہین ہوتے ہین جنکو آپ رسوم کفر کے سمجہے ہین وہ مستحبات
و مستحسنات شرعیہ ہین مگر آپکی سمجہہ کا پہیر اور اپنی سمجہہ کے آگے دوسرکی بات نہ سُننا
اور حق و باطل مین تمیز نہ کرنا یہہ اور اوسپر اندہیر ہے۔

قال اب سچ کہو کہ جسکے سبب سے اسقدر گناہ اور شرک ہو اوس روح حضرت امام
حسین علیہ السلام کی خوش ہوگی یا ناخوش اور خدا و رسول راضی ہونگے یا ناراض۔

اقول کہانتک سچ کہین آپ سچ مانتے ہی نہین بلکہ سوا جہوٹ کے سچ جانتے ہی
نہین تعزیہ شریف العیاذ باللہ سبب گناہ و شرک نہین ہے یہہ نئی بات ہے کہ
گناہ کوئی کرے شرک مین کوئی گرفتار ہو اوسکے بدلے تعزیہ شریف مواخذہ دار ہو اسکا
خیال نہین آتا کہ ایسا بیہودہ الزام اصل تک پہونچ جاتا ہے ذرا جذب القلوب کی
یہہ عبارت دیکہیے آوردہ اند کہ یکے از عمال روم خواست کہ بر حجر شریف بول
کند بمجرد قصد آن چنان بر زمین افتاد کہ سرش ریزہ ریزہ شد۔ اب فرمائیے کیا
حجرہ شریف ہی اوسکے گناہ کا سبب ہوا نعوذ باللہ منہ۔

قال ہم تمسے پوچھتے ہین کہ حضرت امام کے تم بڑے دوست ہو اور غمخوار یا جو امام زادگر
اور خود امام تہے بہلا بتلاؤ کہ دوازدہ امام مین سے بعد امام حسین کے کسی امام نے

بہی تعزیہ بنایا ہے۔

اقول ہم تمسے پوچھتے ہین کہ علاوہ امام حسینؑ کے کیا دوازدہ امام اور حضرت امام حسینؑ ملاکر تیرہ امام تھے اسی معرفت پر دعوای محبت اہلبیت کیا جاتا ہے جو ائمہ اہلبیت سے ایسا اجنبی اور تعداد ائمہ اثنا عشر کے یاد رکہنے مین اسقدر غافل اور غبی ہو وہ آن حضرات کی محبت بہی خوب یاد رکہتا ہوگا اب ہمکو یقین ہوا کہ سوائے سر کے دو تین نامون کے اور ائمہ اہلبیت کے نامون سے بہی آپ واقف نہین والا کبہی ہمت نہ ہارتے او واپنے بتونکے ساتہہ انکو بہی پکارتے پہر کیف اون حضرات کو کچہہ تعزیہ بنانے کی ضرورت نہ تہی ہملوگ تعزیہ اس غرض سے بناتے ہین کہ ہمکو مصیبت امام مین زیادہ رونا آوے یہہ حضرات بغیر تعزیہ بنانے کے اسقدر روتے تہے اور امام مظلوم کا غم کرتے تہے کہ امکان بشری سے خارج ہے اگر ہم آن حضرات کی گریہ و بکا کی کیفیت لکہین تو براسہ ایک کتاب تیار ہو لیکن ہم چاہتے ہین کہ آیندہ موقع مناسب پر بالاختصار کچہہ اسکا اظہار ہو۔

قال اور تاشے ڈہول اور مرثیہ کتاب اور مجلس وی بہی کرتے تہے۔

اقول اگر آن حضرات کے وقت مین مصائب امام مظلوم کا چرچا نہوتا اور وقتاً فوقتاً وہ ذکر نہ کیئے جاتے تو یہہ اخبار شہادت علماے شیعہ و اہل سنت کہانسے پاتے اور کتب مقاتل کیونکر تالیف فرماتے مگر آپ اپنی ضد اور جہالت سے نہ کچہہ دیکہتے نہ سنتے ہین ہر چیز کے انکار پہ سر دہنتے ہین یہان بہی تاشے ڈہول کے ساتہہ مرثیہ کتاب اور مجلس کا بہی انکار اور اس انکار پر وہی اصرار ہے لہذا ہم آپکی ان شقوق ثلثہ کا جواب علحدہ علحدہ دیتے ہین دیکہین اب بہی آپ ہٹدہرمی کرتے ہین یا مان لیتے ہین۔ جواب شق اول تو اتنے ہی مین تمام ہے کہ تاشے ڈہول بجانا فعل عوام ہے شغل لہو و مزامیر مذہب اہلبیت میں حرام ہے شق ثانی مرثیہ و کتاب ہے جسکا یہہ جواب ہے کہ مرثیہ و کتاب سے تو یہی مراد ہے کہ نظم مین یا نثر مین مصائب امام بیان کرے سو اسکا چرچا تو حضرت پیغمبرؐ ہی کے

ائمہ طاہرین اور صحابہ و تابعین بلکہ سلف سے خلف تک برابر چلا آیا ہے آنحضرت نے
خود اپنے فرزند کا واقعہ حضرت جبرئیل سے سُنکر اپنے اہل بیت سے بیان کیا اور اہلبیت
نے آپکی زبان سے یہہ مرثیہ سُنکر روئے رولانیمین آپکا ساتھہ دیا اسی بنا پر آنحضرت
صلعم کی وفات مین اہل بیت و صحابہ نے مرثیہ کہے اور مرثیہ پڑہ پڑہکر روتی رولاتے
رہے مدارج النبوۃ کی یہہ عبارت ملاحظہ ہو ہر کدام از اہل بیت آنحضرت و
صحابہ عظام مرثیہ در وفات آنحضرت در سلک انتظام کشیدند اول ایشان
فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا بود کہ چون بعد از دفن بزیارت قبر شریف رفت خاکے
ازانجا برداشت و بدیدہ غمدیدہ نہاد و گریہ کرد و این شعر انشا نمود ؎ ماذا
علی من شم تربۃ احمد ✤ ان لا یشم مدی الزمان غوالیا ✤ صبت علیّ
مصائب لو انہا ✤ صبت علے الایام صرن لیالیا۔ اسی طرح تاریخ طبری مین
ہے ورثتہ عمتہ صفیہ بمراثی کثیرۃ ورثاہ ابو سفیان بن الحرب ورثاہ
صدیق وحسان ولقد احسن حسّان یعنے آنحضرت کے غم آپکی پہوپہی
حضرت صفیہ نے بہت سے مرثیہ کہے ابوسفیان اور حضرت صدیق اور حسان
نے مرثیہ کہے مگر حسان کا بہت اچہا مرثیہ تہا اور ہر شخص کے ذکر مین اوسکے
مرثیہ کے اشعار بہی لکہی ہین جنکو ہمنے بخوف اطناب چہوڑ دیا علے ہذا حضرت امام
کی مصیبت مین جو حضرت رسول خدا صلعم اور دیگر انبیا و ملائکہ اور جنون اور آدمیون نے
آپکے مصائب بیان کیئے اور مرثیہ کہے ہین اون سب کا ذکر بالاستیعاب موجب
طول کتاب ہے پہلے آنکہین کہولکر مقتل نور العین اسفرائینی کو دیکہیے جسمین ایک
معکل سر اقدس امام مظلوم کی زبانی ایک واقعہ جانکاہ طولانی مذکور ہے اوسکے بعض
فقرات متعلق ما نحن فیہ کا ذکر ضرور ہے وہ کہتا ہے فنزل آدم من الھواء
واقبل الی الراس وسلم علیہ یعنے پس حضرت آدم اوپر سے اوترے اور سر مطہر

امام کے پاس آئے اور اوسپر سلام کیا و قال عشت سعیدا و قتلت طریدا عطشانا
اور یہہ مرثیہ پڑہا کہ اے فرزند تو اپنی زندگی مین سعید تہا آہ تو وطن سے نکالا گیا اور
پیاسا شہید کیا گیا یہہ مرثیہ پڑہکر حضرت آدم کرسی پر بیٹہہ گئے پہر اسیطرح حضرت
نوح اور حضرت موسی اور حضرت عیسی تشریف لائے اور مثل حضرت آدم ان انبیا
نے بہی سر مقدس پر سلام کرکے مرثیہ پڑہا اور کرسیون پر بیٹہے ثم جاءت سحابة
اعظم من تلک السحائب ولهاذ وی کذ وی الرعد القاصف وسمعت
خفقان اجنحة الملئکة حتی تزلزلت الارض پہر ایک بدلی اور بدلیون سے
بڑہی آئی جسکی آواز مثل رعد کے تند و تیز تہی اور فرشتون کے پرون کی اسطرح
آواز آتی تہی کہ زمین کانپی جاتی تہی فنادی مناد انزل یا ابا القاسم پس ایک
منادی نے آواز دی کہ اے ابو القاسم اے محمد مصطفے صلعم تشریف لائیے پس آنحضرت
اس طرح اوس سر مطہر کے پاس تشریف لائے عن یمینه صف من الملئکة
لا یحسبهم الا الله وعن یساره علی المرتضی وولده الحسن و فاطمة
الزهراء داہنی جانب ایک صف ملائکہ تہی جنکا شمار سوای خدا اور کوی نہین جانتا
اور بائین جانب حضرت علی مرتضی اور حسن مجتبی اور فاطمہ زہرا تہین فاقبل النبی
صلعم علی الراس الشریفة واخذها وضمها الی صدره وبکا بکاءً اشدیدا
پس حضرت نے بڑہکر اوس سر مطہر کو اوٹہایا اور سینہ شریف سے لگایا اور ڈاڑہین
مارکر روئے اور یہہ مرثیہ پڑہا یا حبیبی یا حسین عشت سعیدا و قتلت
طریدا عطشانا اے میرے پیارے اے حسین تو اپنی زندگی مین سعید تہا اے
تو وطن سے نکالا گیا اور بہوکا پیاسا شہید کیا گیا پہر پیغمبر نے وہ سر علی مرتضی کو
اور علی نے فاطمہ زہرا کو اور سیدہ نے حسن مجتبی کو دیا اور ان بزرگوارون نے
باری باری اپنے سینہ سے لگاکر یہی مرثیہ پڑہکر نوحہ کیا ہمکو حضرت پیغمبر کے یا حبیبی یا حسین

کہنے پر بے اختیار وہ آپکا زہر آمیز طعن خیز کلمہ نعرہ یا حسینین و دمدار یا داگیا کیا
آنحضرت کی روح پر فتوح آپسے خوش اور راضی ہوی ہوگی کہ باید و شاید پھر سوکل
مذکور کہتا ہے کہ اسکے بعد چاروں پیغمبروں نے حضرت خاتم الانبیا کو امام مظلوم کا
پرسا دیا اور السلام علیک ایہا الولد الصالح اعظم اللہ اجرک و قوے
صبرک واحسن اللہ عزاک کہکر رسم تعزیت کو ادا کیا پھر کہتا ہے کہ یہہ سب
ماجرے مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا اپنے کانون سے سنا اور رہین جاگتا تہا انتہی
اسی طرح حضرت بیمار کربلا کے مرثیے جو آپنے کربلا مین شام مین مدینہ حضرت خیرالانام
مین پڑہے ہے اور حضرت ام کلثوم کا مرثیہ وقت داخلہ مدینہ سے مدینۃ جدنا لا
تقبلینا فبالحسرات والاحزان جئنا حضرت امام جعفر صادق کے احادیث جنکا
جنکو مرثیہ کتاب جو چاہیے کہیے اور وہ مرثیے جو حضرت امام رضا نے حمیری اور
دعبل سے پڑہواسکے اور مرثیہ امام شافعی رحمۃ تاوہ قلبی والفواد کئیب
علے ہذا اور بہت سے مرثیے ہواتف اور جنون کے شاہ عبد العزیز صاحب نے سر الشہادتین
مین ذکر کیے ہین اور فرمایا ہے ثم لما وقعت واقعۃ الشہادۃ وشہر امرہا بانقلاب
التربۃ دما وامطار الدم من السماء وہتف الہواتف بالمراثی ونوح الجن
و بکائہم الخ اسکا حاصل مولوی کرم احمد صاحب انکے شاگرد رشید نے اسطرح
بیان کیا ہے۔ فرشتگان آواز می داوندا ز عالم غیب بمرثیہ بائے آنحضرت بلکہ
شہرت بخشیدا و سبحانہ واقعہ مذکورہ را بدین وجوہ و در قلوب مردم صغیر و کبیر بکا و
حزن مستمر را انداخت کہ ہمیشہ محزون و گریان می باشند و گاہے این اندوہ کہنہ نمیگردد
و این واقعات ہائلہ جانکاہ ہمیشہ در امت رسول مذکور می شوند بخوانند کتابہا و شیئہ
مشعر حالات و روایات صحیحہ واقعہ امام حسین و این امر تا روز قیامت باقی خواہد
بود در آسمانہا و زمینہا و در حاضران و غائبان و در خلق ناطق کہ زبان دارند و در خلق

صاعت کہ خاموش و بے زبان اندا نتھی۔ اب اس سے زیادہ اور شہرت اور مرثیہ و کتاب
کی کثرت کیا ہوگی اگو فقط حضرات ائمہ اہل بیت کے مرثیے و کتابکی تلاش تھی ہمیشہ تمام
مخلوقات کے مرثیے اور کتاب کہہ سنائے اور یہہ شاہ صاحب کا بیان اونہین مرثیونکا
گویا آخر بند ہے جو تا قیام قیامت سبکو رولائیگا اور بقول مولوی کرم احمد صاحب
صغیر و کبیر جوان و پیر سب اس حزن ستم سے ہمیشہ محزون و گریان رہینگے
مگر آپکو رونا نہ آئیگا تو بعد مرثیہ و کتاب شقشق ثالث یعنے مجلسکے انکار کا بھی
مختصر جواب سنلیجیے کہ مجلسین قبل از وقوع واقعہ شہادت پہلے تو حضرت رسول
الثقلین نے کی چنانچہ ترجمہ تاریخ اعثم کوفی مین ایک حکایت طویلہ مذکور ہے جسکا
خلاصہ بقدر ضرورت یہہ ہے کہ قبل از معرکہ حنین آنحضرت صلعم نے سفر کیا اثنائے
راہ مین حضرت جبرئیل نے خبر شہادت امام جلیل آپ سے بیان کی آپ نہایت محزون
و مغموم ہوے پھر مدینہ پلٹ کر لوگون کو جمع کیا اور منبر پر تشریف لیگئے اور خطبہ پڑہا
اور واقعہ شہادت حضرات حسنین بیان کیا پھر بعد خطبہ دست راست امام حسن کے
سر پر اور دست چپ امام حسین کے سر پر رکھکر ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور
آسمان کیطرف دیکھکر کہا خداوندا مین محمد بندہ اور رسول تیرا ہون اور یہہ دونون فرزند
میرے بے جرم و خطا اشقیائے امت کے ہاتھ سے شہید ہونگے اوسوقت تو اپنی
برکات ان دونون پر نازل کرنا اور انکو سردار شہدا گروانتا اور انکے قاتلونکی عمر مین
قلیل اور انکو خوار و ذلیل کرنا جب آنحضرت نے اوس مجلس مین یہہ مرثیہ پڑہا تو سب
حاضرین رونے لگے اور صدائے گریہ بلند ہوئی اوسوقت پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ افسوس
کہ آج تم سب میرے اس بیان پر روتے ہو مگر جب یہہ واقعہ پیش آئیگا تو تم میرے کسی
فرزند کی نصرت نہ کروگے انتہی اب ہم آپکو آپکی سنگدلی ہی کی قسم دیکر پوچھتے ہین سچ
کہیے کہ جب آنحضرت نے حضرت امام کی زندگی مین فقط واقعہ شہادت حضرت جبرئیل

سے سنکر ایسی مجلس کی اور وہ مرثیہ پڑہا کہ اور ونکا کیا ذکر وہ لوگ بہی رونے لگے جو وقت وقوع
واقعہ امام مظلوم کی نصرت کرتے پس اگر آن حضرت کی حیات مین یہہ سانحہ ہوتا تو آپ مجلس
عزا برپا کرتے مرثیہ و کتاب شہادت یعنے خطبہ مصیبت پڑہتے یا نہ مجلس کرتے نہ مرثیہ پڑہتے
آپ کہین یا نکہین ہمارا دل کہتا ہے واللہ ضرور کرتے پس جب خود آن حضرت نے مجلس
کی تو اماموں کی مجلس کرنیکا سوال بیکار ہے یہہ حضرات تو جبتک زندہ رہے اسی شغل و ذکر
مین رہے انکی مجلسون کے ذکر مین تو وہ مجلس کیسی گیارہ مجلسون کی گیارہ کتابین اگر
بنائی جائین تو بہی کافی ہونگی آپکو اگر خدا نے سمجہ دی ہے تو اسیقدر بہت ہے ورنہ
ہزار جلدین بہی کچہہ نہین من لا یکفیہ الیسیر لا یکفیہ الکثیر۔

قال الغرض یہہ سبکو معلوم ہے کہ اماموں کے وقت تعزیہ کا نام و نشان نہ تہا اور وے ہرگز ہرگز
کبہی کچہہ بہی تعزیہ کی رسم نہ کرتے تہے ۔

اقول اسی طرح یہہ بہی سبکو معلوم ہے کہ حضرت پیغمبر کے وقت بہت چیزون کا نام و نشان
نہ تہا جیسے قرآن کا بموجب ترتیب موجود جمع کرنا اوسپر اعراب دینا جیسے مسجدین اب
مروج ہین ویسی مسجدین بنانا مدرسے قائم کرنا کاروان سرا وغیرہ بنانا اور آن حضرت
ہرگز ہرگز کبہی کچہہ بہی یہہ باتین نکرتے تہے مگر بعد آپکے ان سب چیزون نے رواج پایا علمای امت
نے انمین رجحان شرعی پاکر انکا استحسان کیا اسی طرح تعزیہ شریف گو اماموں کے
وقت مین نہ تہا مگر رونق عزا اور معین گریہ و بکا ہونے سے علمائے امت نے اسکا
بنانا جائز و مباح جانا حضرات ائمہ بڑے رونیوالے تہے اونکو زیادتی سامان عزا کی
کچہہ ضرورت نہ تہی جو تعزیہ بناتے اونکی عزاداری اور ہماری گریہ و زاری مین اصل و نقل کا
فرق ہے لہذا ہمنے سامان عزا بڑہایا یا افراط غم و الم کیواسطے امام باڑہ تعزیہ علم سب کچہہ
بنایا جب ان سب امور کی شرعًا اباحت ہے تو پہر اسکے بنانے میں کیا قباحت ہے

قال اب ذرا انصاف کرو کہ آجکل کے جاہل بیچارے شرافت کے مارے اماموں سے

بھی امام کے بڑے دوست ہوئے کہ انپر اپنی سبقت چاہنے لگے اگر اسمین کچھ ثواب اور دوستی ہوتی تو کسی امام نے البتہ تعزیہ بنایا ہوتا۔

اقول تعزیہ دارون پہ جہالت کا الزام جاہلون کا کام ہے ہم اماموں سے امام کے بڑے دوست نہین اونسے سب چھوٹے اور پست درجہ کے دوست ہین اور پر سبقت نہین چاہتے بلکہ اونکا حکم یحزنون لحزننا وغیرہ ہم سر بجا بقدر امکان نباہتے ہین لہذا ہمکو تعزیہ بنانے کی ضرورت ہے کہ ہماری واسطے زیادتی غم والم اور ثواب و دوستی کی یہی صورت ہے۔

قال اور ہندوستان کے سوا کسی ملک اسلام ہین کوی تعزیہ کے نام کو بھی نہین جانتا نہ مکہ مین نہ مدینہ مین نہ روم مین نہ شام مین نہ توران مین نہ ایران مین پس معلوم ہوا کہ ہندوستان کے برابر کسی ملک مین امام کے دوست نہین۔

اقول بیانات سابقہ سے ظاہر ہے ہر مسلمان بخوبی اس سے ماہر ہے کہ امام مظلوم کا غم والم وہ غم ہے جو مکہ مین مدینہ مین روم مین شام مین توران مین ایران مین گبر مین ترسا مین ہندو مین مسلمان مین جنگل مین کوہستان مین جنات مین ملائک مین زمین مین آسمان مین پایا جاتا ہے اصل اصول یہی غم ہے مگر عنوان و رسوم اوسکی ہر مقام مین مختلف ہین کہین ضریح کہین تابوت کہین تعزیہ بنایا جاتا ہے کہین خالی علم رکھ جاتے ہین سب نیا سامان ہے ہر جا غم شاہ شہیدان کا۔ مکہ مین مدینہ مین شاید کچھ لوگ ویسے اب بھی ہون جنکو آن حضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ تم میرے فرزند کی نصرت نہ کروگے پھر جب اونہون نے خاص امام ہی کی نصرت نکی تو اونکا غم کیون کہانے لگے تعزیہ وغیرہ کیون بنانے لگے۔

قال اول حضرت رسول اللہ کو اپنی زندگی مین حضرت امام حسین کے شہید ہونیکی خبر ہوئی تھی حضرت جبرئیل نے آکر اس واقعہ کربلا کی خبر کردی تھی تسپر بھی رسول خدا

نے کہین نہین فرمایا کہ ہر سال اس طرح کی تربتین گنبددار ابرک بانس وغیرہ سے بنایا کرو
و علم ہر شہر مین حضرت امام حسین کے نام کے بنایا کیجیو کوئی ضعیف حدیث ہی روایت ہوتی
اقول اصل واقعہ نہ چھپایئے یہہ تو فرمایئے کہ پیغمبر جلیل نے جب حضرت جبرئیل سے
اپنے فرزند مظلوم کا واقعہ شہادت سنا تو آپکا کیا حال ہوا اوسکو ہم لکھ چکے ہین
جیسا غم والم رنج وملال ہوا پس جسطرح آنحضرت بعلم نبوت اون بعض جانفروشون کو
جانتے تھے کہ میرے فرزند کی نصرت کرینگے اوسی طرح سے غائبین کو بھی جانتے
تھے کہ وہ میرے فرزند شہید کی نصرت ومحبت پر مرتے رہینگے بموجب تحریر جلیل
یجددون العزاء جیلاً بعد جیل ہر سال اونکی عزاداری کی تجدید کرتے رہینگے
اسوجہ سے رسول خدا صلعم نے نہین فرمایا اب آپکی سمجھ مین آیا علاوہ اسکے حدیث بھی
سن لیجیے کل شیء مطلق ای مباح حتی یرد فیہ النہی گو آپکے زعم مین یہ بھی
نہو جیسے ضعیف ہی سہی۔
قال کیسا تماشا ہے کہ بقول آپکے پیغمبر ذرا ذرا سی باتین کھانے پینے حاضر و پیشاب
سفر وآداب کے تفصیل بتا گئے اور اس تعزیہ کا نام ایکبار نہ لیا۔
اقول اسکی وجہ ہم ابھی قبل اسکے بتا چکے پھر تعزیہ کے نام لینے کی کچھ ضرورت نتھی
قال اور مصیبت مین کہین مرثیہ اور کتاب ونوحہ پڑھنے کا حکم نہ دیا بلکہ خلاف
اسکے کہہ گئے اور کر گئے۔
اقول حضرت نے اپنے فرزند کی مصیبت مین مرثیہ بھی پڑھا گریہ وبکا بھی کیا نوحہ پڑھنیکا
بھی حکم دیا سب کچھ آپ کہہ گئے اور کر گئے جیسا کہ ہمنے اوپر بتا دیا مگر اسکا کیا علاج کہ آپ سمجھ کر
انجان ہو گئے ضد اور جہالت سے مکر گئے۔
قال اور حضرت مرتضی علی علیہ السلام کو بھی اس واقعہ کی خبر ہوئی تھی وہ بھی تعزیہ
بنانا نہین فرما گئے۔

اقول حضرت علی علیہ السلام گو تعزیہ بنانا نہین فرما گئے مگر جس بنا پر تعزیہ بنانا مباح ہوا یعنے رونا رولانا وہ وقت سفر صفین جا کر کربلا کی زمین پر پہونچکر خود رو دئے اور ابن عباس کو رولا گئے۔

قال نعوذ باللہ جو آجکل کے زمانہ کے دوستونکو ثواب کے کام سوجہے سو نبی و علی کو بہی معلوم نہ تہے۔

اقول آجکل کے زمانہ کے دوست پہر اوس زمانہ کے دوستون سے غنیمت ہین نعوذ باللہ جنسے خود پیغمبر فرما دین کہ تم میرے فرزند کی نصرت نہ کروگے اور اونکو اس تنبیہہ کا کچہہ اثر نہو وقت پر نصرت کیسی کوی خبر نہو پس اونکو جو عذاب کے کام اور ہمکو جو ثواب کے کام سوجہے سو نبی و علی کو سب معلوم تہے۔

قال اور اس باتکو یقین کر جانو کہ حضرت امام کو یزید پلید سے مقابلہ کا یہی سبب تہا کہ وہ مردود بدعت اور خلاف شرع کے کام کرتا تہا اور امام نے محض خلاف شرع اور بدعت کے امور دور ہونے کے لئے اپنگو گہر بار جان مال سے فدا کیا۔

اقول اسی طرح اس بات کو بہی سچ مانو کہ اس مخلص خالص امام کو آپسے مقابلہ کا بہی سبب یہی ہے کہ امام کے گہر بار جان مال فدا کرنے پر جسطرح یزید مردود خوش ہوا تہا ویسے ہی شعائر امام کی اہانت کرنے سے تم بہی خوش ہوتے ہو اور جسطرح امام نے اوس مردود کی بدعتین دور کرنے مین کوشش کی ویسے ہی تم شعائر امام کو ضد کی راہ سے بدعتین قرار دیکر اونکے مٹانے مین کوشش کرتے ہو کیا حضرت کے جان و مال فدا کرنے کا مسلمانون کے پاس یہی صلہ ہے کہ اونکا غم و ماتم نکیا جائے اونکے شعائر کو رواج ندیا جائے بلکہ پناہ بخدا اونکا نام مقدس ہنو دکے اوتارون کے ساتہہ لیا جائے یہی منزلت امام ہے حاشا یہہ مسلمانون کا کام نہین بلکہ بے ایمانون کا کام ہے۔

قال اب جو کوئی خلاف اور بدعت کے کام کرکے حضرت امام کو راضی کیا چاہے تو وہ بمنزلہ یزید مخالف اور دشمن حضرت امام حسین علیہ السلام کا ہے۔

اقول اسیطرح جو کوئی مستحبات اور مستحسنات شعائر امام علیہ السلام کو خلاف اور بدعت قرار دیکر حضرت امام کو راضی کیا چاہے تو وہ بمنزلہ یزید مخالف اور دشمن حضرت امام حسین علیہ السلام کا ہے۔

قال اور بھلا اپنی عقل سے بوجھو کہ اس تعزیہ کے بنانے اور مرثیہ کے گانے سے کیا حاصل ہوتا ہے سوائے ذلت اور شکست اور ہتک ناموس امام اور بھی نکلتا ہے۔

اقول ؎ گفتہ گفتہ من شدم بسیار گو ✿ وز شما یک تن نہ شد اسرار جو۔ ہم ہزار بار کہہ چکے کہ تعزیہ بنانا اور مرثیہ پڑھنا موجب گریہ و بکا اور مورث سامان عزا ہے رونا رولانا طریقہ انیقہ حضرت رسولخدا و علی مرتضے ہے مرثیوں میں اہلبیت کے مصائب یزیدیوں کے مصائب حضرت امام کے صبر و شجاعت کا بیان ہے امر واقعی کے ذکر میں نہ ذلت ہے نہ کسر شان ہے حضرات انبیا بلکہ خود جناب خاتم الانبیا کے مصائب حضرت مریم کے نوائب حضرت سارہ کی نسبت حضرت ابراہیم کے مقالات حضرت یوسف و زلیخا کے حالات سب علاوہ دیگر کتب قرآن میں موجود ہیں پس جو لوگ ماضی علیہم کے بیانکو اون بزرگوار و نکی ذلت اور ہتک ناموس سمجھیں وہ منکر قرآن بلکہ خدای رحمن پر طعن کرنیوالے اور مردود ہیں۔

قال کوئی جہان میں اپنے بزرگ اور دوست کی فتح اور بہتری دہوم دہام سے بیان کرتا ہے یا شکست اور رسوائی تاشے اور ڈہول سے سر بازار بی بیون کے نام لے لے ہنود اور مسلمان کے سامنے زبان پر لاتا ہے اور اسطرح ایکبار کہنے میں شرماتے ہیں پھر بہسون گذرے تمہیں شرم نہیں آتی بڑے بے شرم ہو تف ایسی بیحیائی پہ سچ ہے ایسے ہی لوگ یزید کے بہائی ہیں۔

اقول ہم کہانتک سمجہائیں کتنی نظیریں لائیں کہ انبیا اولیا صحابہ تابعین سبکے حالات

واقعی اور جو شدائد و مصائب کہ اونپر گذرے ہین اکثر قرآن مجید مین مذکور
اور بتفصیل کتب سیر و تواریخ مین مسطور ہین اور سلف سے خلف تک
کوئی مسلمان دیندار اون واقعات کے لکھنے اور بیان کرنیمین اون بزرگوارون
کی ذلت اور رسوای نہین جانتا مگر آپکی اولٹی سمجھہ مین یہی آگیا اور دلمین بہی
سما گیا اسکو خدا ہی نکالے تو نکالے واہ میان کتاب و سنت پر عمل کرنیوالی
ذرا قرآن مجید کو ہاتہہ مین لیجیئے پارہ دہم سورہ برات مین یہ آیہ کریمہ ملاحظہ کیجیئے
ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا وضاقت علیکم
الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین اور روز حنین جب تعجب مین
لائے تمکو کثرت تمہاری پس کفایت نکی اوس کثرت نے تمسے کسی چیز کی اور تنگ
ہوگئی تمپر زمین باوجود وسعت کے پس پلٹ پڑے تم پشت پہیرنے والی ہوکر
یہہ خطاب حقتعالے نے مجاہدین مومنین سے کیا ہے جو بموجب کریمہ والذین
اٰمنوا اشد حبا للہ بڑے خدا کے دوست تہے اور خدای تعالی نے اون بیچارون پر
جو سختی اور مصیبت پڑی تہی اوسکا بیان کیا پس یہہ اک امر واقعی جیسا گذرا تہا
اوسکا بیان تہا دوست کی ذلت اور رسوای کا بیان نہ تہا اسلیئے کہ بمفاد آیہ
شریفہ ان العزۃ للہ ولرسولہ وللمومنین خدا نے اونکو عزت دی تہی اور
وہ مومنون کو عزت دیکر ذلت نہین دیتا مگر آپ کا ہیکو مانیئے گا خدا سے بہی
ضد کی ٹہانیئے گا کہ کوئی جہان مین اپنے دوست کی فتح اور بہتری دہوم دہام
سے بیان کرتا ہے یا شکست اور رسوای اور بد بیون کے کوئی نام لیتا ہے
اور احسنت فرحبا کہتا ہے خصوصا قرآن مین جکو جملہ مسلمان ہر روز پڑہتے
ہین اور قیامت تک پڑہین گے اور ذکر کرین گے بڑے شرم کی بات ہی بہہ
اسکا جواب خدا ہی آپکو دیگا۔

قال خدا جانتا ہے کہ ہندوؤنکو سُنا ہے کہتے ہین کیا امام مسلمانونکی ہی ترنجیکی کیتے ہونگے

اقول تمکو یزید پلید کی روح خبیث کی قسم کہ تم اپنے اس پیشوا کی رعایت و حمایت مین گو ہی دقیقہ امام مظلوم کی اہانت اور سعایت مین اوٹہا نہ کہنا تم پہلے مقتولین جنگ بدر کا بدلا یزید کی طرح امام شہید سے دل بہرکے لیلو جو گت بنانا ہو بنالو سب دل کے بخارات نکال ڈالو کہ اسکا جواب بروز محشر تمکو دیا جائیگا پہر تکلیکی ساتہہ پورا انتقام لیا جائیگا خدا جانتا ہے بعضے منصف اور حق پسند ہندو تم ایسے مسلمان سے ہزار درجہ بہتر ہین ایسا کلمہ تو کوئی بہی نکہتا نہ کسی نے کہا ہے بلکہ بر عکس اسکے ایک بڑا لائق اور قابل ہندو دیکہو کیا کہہ رہا ہے سُنو بابو شاما چرن ایک نامی و گرامی ہندو اپنے ناگور لکچر ۱۸۷۳ء کے صفحہ ۸ مین تم ایسے وہابیون ہر باہیون امام کے دشمنون اونکی اہانت کرنیوالون اونکے شعائر کے مٹانیوالون کو سر تہذیب سے یہہ نوٹ دیتے ہین بہائیو دیکہو یہہ ایک غریب مظلوم کی عزاداری ہے مہمل وسوسون سے اوسکے مٹانے کی کوشش نکرو اور اس ذریعہ سے جو بندگان خدا کو اوس برگزیدہ خدا کے ساتہہ جوش و ولولہ ہوتا ہے اوسمین کمی پہونچنے دو ورنہ یہہ سمجہہ لو کہ یہہ بڑے مظلوم کا غم ہے اور یہہ بڑی صابر کی عزاداری ہے اتہی اب باوجود ادعای اسلام اپنی بے تہذیبی اور اوس ہندو کی تہذیب دیکہو اور شرماؤ تمہین شرم نہین آتی بڑے بے شرم ہو تف ایسی بیحیائی پر سچ ہے ایسے ہی لوگ امام کے دشمن یزید کے بہاٹ ہوتے ہین ؁

قال اگر تمہاری باپ بہائی کا کوئی ایک تابوت بنا کر تمام شہر مین نکالے اور آگے آگے اوسکے مار اور گالی کہانے کو بیان کرے اور تمہاری عورتو نکی نام لے تو تم پیٹ مارنے کو موجود ہو اور شرم مین ڈوب مرو اور حضرت امام کا اپنے ہاتہہ سے یہہ حال کرتے ہو کیا انصاف ہے جسمین اپنی ذلت ہو اوسمین امام کی تعریف بوجہو -

اقول ۔ کار پاکان را قیاس از خود مگیر ۔ گرچہ ماند در نبشتن شیر و شیر ۔ حضرت امام کی ذلت اور عداوت تو آپکی گھٹی مین پڑی ہے کسیطرح اونکی اہانت سے سیری ہی نہین ہوتی دل نہین بہرتا ۔ ار گالی تک نوبت آئی اور ونکی حیلہ و بہانہ سے یہہ بہی کہہ سنا ہی آفرین خوب حق اسلام ادا کیا اجر رسالت قرار واقعی دیا ۔ آپکے پیشوا سے جناب عبد الوہاب نے معاذ اللہ اطلاق بت کا نسبت آن حضرت صلعم کیا قبر شریف آن حضرت کا صنم اکبر نام رکہا مولد مبارک کو بتخانہ قرار دیا پہر آپ کیون چپ رہتے ۔ امام کا مرتبہ تو پیغمبر سے کم ہے اونکو جو چاہیے سو کہیئے مگر یہہ ساری بے اعتدالیان اس راہ سے ہین کہ آپ انبیا اولیا کے مراتب نہین جانتے یا جان بوجہکر ضد پہ مرتے ہین اونکے معاملات و حالات مخلوقات کے معاملات و حالات پہ قیاس کرتے ہین یہہ بڑی بات ہے ۔ گر حفظ مراتب نکنی زندیقی ۔ بہلا علاوہ تابوت سکینہ کے کچہہ تابوت حضرت موسی کا حال بہی آپنے قرآن مین پڑہا ہے کاش حضرت امام کے تابوت کا بہی آپنے اسی تابوت پر قیاس کیا ہوتا حضرت ابراہیم خلیل پیشگاہ رب جلیل سے اپنے فرزند اسمعیل کے ذبح پر مامور ہوئی حضرت مریم پر کیا کیا تہمتین کین جب خدانے اونکی پاکدامنی بیان کی تو مجبور ہوئے اب اگر کوئی شخص اپنا لڑکا اپنے ہاتہہ سے ذبح کرے یا کوئی عورت ناکتخدا حاملہ ہو کر مریم ثانیہ ہونے پہ مرے تو اہل فہم ایسون کو برا جانینگے یا مثل خلیل الرحمن و مریم بنت عمران انکے قول و فعل بہی سچ مانینگے یہہ تو شاید آپ بہی نکہین کہ ایسے مرد و عورت بہی حضرت خلیل اور حضرت مریم کے برابر ہین پہر کیون انبیا اولیا اہلبیت کے حالات کو اور لوگون کے حالات پر قیاس آپ کرتے ہین اب بہی توبہ کیجئے اور حفظ مراتب کا خیال رکہیئے ۔

قال اور ہم تمسے پوچہتے ہین کہ یہہ تعزیتین اور نعش بناکر اور کوچہ و بازار مین لیجا کر

کسکو دکہاتے اور سناتے ہو۔
اقول ہم تمسے کہتے ہین کہ فقط واقعہ شہادت کے اعلان اور اظہار کیواسطے ہم یہہ سب امور کرتے ہین تاکہ جہلاء عوام اور ناواقف اہل اسلام اس سانحہ سے بخوبی آگاہ رہین امام کی مصیبت پر روئین رولائین کسی دشمن امام کے دہوکا دینے یا ایسے رسالہ مہمل منع تعزیہ داری کے دیکہنے سُننے سے دشمن امام نہ بنجائین۔
قال اگر کسی سے فریاد کرتے ہو تو یزید یہی نہین ہے کہ ہم اسوقت اوس سے جا کر لڑین۔
اقول ہم سوائے خدا کے اور کس سے جا کر فریاد کرین گے جب روز قیامت دعوائے شہادت پیش ہوگا اوسوقت یزید یونکے ساتہہ تمکو بہی ضرور یاد کرین گے کہ انکا رسالہ دوزخ کا قبالہ بہی ملاحظہ ہو جراحات تیغ وسنان کے ساتہہ جراحات لسانکا بہی مواخذہ ہو اور یزید کے ساتہہ آپ کیا لڑتے آپتو اونہین کے ساتہیو مین ہین جنکو حضرت نے فرمایا تہا کہ تم میرے فرزند کی نصرت نکروگے اسکے علاوہ آپکی شجاعت تو سکہون کے معرکہ سے ظاہر ہو چکی ہے واہ کیا کارنمایان کیا ایک پیر اور اونکے دو وزیر تو مروا ڈالے اور آپ سیدہا گہر کا راستہ لیا خیر لڑنا بہڑنا تو نجیر بہی غنیمت تہا کہ تم عزائے امام شہید کی سعایت یزید پلید کی حمایت نکرتے اوس مردود کو اپنا مرشد نہ بناتے امام کی مصیبت پر روتے رولاتے اور جب یہہ کچہہ بہی نہین فقط باتین بنانا ہے تو ایسی مہمل باتون کو کون مانے گا اور کسنے ماناہے۔
قال اور اگر ناواقفونکو سُناتے ہو سینکڑون برس سے فضیحت کرتے ہو کوئی ایسا ہنوز اور مسلمان اب باقی نہین رہا کہ اسکو نجانتا ہو کیا سال بہر مین یہہ سب نقشے محرم کے بہول جاتے ہین۔
اقول استمرار عزا ہر سال اس مصلحت سے ہے کہ جو لڑکے پیدا ہوتے جاتے ہین

اونکے واسطے بہی عزای امام کی نصیحت اور اونکے دلون مین یزید کی ایسی سخت مظالم
سے اوسکی فضیحت راسخ رہی۔

قال اور جو غم کے واسطے ہے تو اوسکی دو صورتین ہین ایک تو یہہ کہ رونے اور غم کیلئے
عقل اور شرع کے روسے کوئی چیز بنانی درست نہین۔

اقول یہہ مرحلہ بہی اوپر طے ہو چکا ہے کہ رونے اور غم کے واسطے عقل اور شرع
کے روسے اکثر چیزونکا بنانا درست ہے پہر اب یہہ تکرار تحصیل حاصل اور بیکار ہے

قال دوسرے یہہ کہ اکیلے کیا خیال کرکے رویا نہین جاتا۔

اقول اب جاکر کہلے بہی تو آپکا اصل مطلب ہے کہ اعلان شہادت و مصیبت امام
مظلوم نہو آپکے یزید پلید کے عیب چہپے رہین لوگ اوسکو برا نہ کہین سو یہہ ہونا نہین
ایسے وقایع عظیمہ کہین پوشیدہ رہتے ہین آپ لاکہہ چہپائین مگر علمای کرام تو پکار پکار
کہتے ہین سر الشہادتین کی یہہ عبارت بچشم عبرت دیکہئے فقد بلغت نہایۃ الشہرۃ
فی الملاء الاعلی والاسفل والغیب والشہادۃ والجن والانس والناطق
والصامت اللہ اکبر امام کی مصیبت بہی عجب مصیبت ہے جسپر جن و انس ناطق
صامت سب روتے ہین پس اکیلے چپکے چپکے کس کسکو رولائیگا اور یہہ شہادت کی
شہرت جو تمام مخلوقات مین ہو رہی ہے کہانتک چہپائیگا۔

قال اگر یون کہو کہ ہمارے دل سخت پتہر ہین ہمکو اسطرح رونا نہین آتا تو یہہ تو
تمہارا کیا ہوا بڑی مشکل بات ہوئی۔

اقول ہمکو ہر حال مین رونا آتا ہے یہہ وہ غم ہے کہ بے روئے رہا نہین جاتا ہے
اون لوگون کے البتہ دل سخت پتہر ہین جنکو ایسے مظلوم کے غم مین بہی رونا نہین آتا
ہے ہنسی آتی ہے عین عاشورہ ہے کو عید کیجاتی ہے۔

قال کہ جب ایک امام باڑہ بنے اور مرثیہ و کتاب اور تاشے وڈہول بہت سی روشنی

اور دو چار ایک دن یا پہر بھی ہو تب کہان تمہین رونا آوے اور جو ہمہ اشت تمکو نہ ملے تو پھر چھینکتے ۔

اقول یہہ ساز و سامان سب اوسی شہرت اور اعلان کیواسطے ہوتا ہے جسکا اثر بہا ہمین سے ذکر ہو چکا مگر آپ اس شہرت و سامان سے گہبراتے ہین اسکے سنا ہمین کہا کیا باتین بناتے ہین یہہ سنگدلی جملہ شرائع اسلام مین جاری ہو سکتی ہے کفار بھی آپکی طرح مسلمانون پہ طعن کر سکتے ہین کہ یہہ نماز پڑھنا تمہارا کیا ہوا بڑی مشکل بات ہوئی کہ سب قطب نما صحیح ہو اور جہت قبلہ خوب فکر و غور سے معین کرکے اینٹ چونا پتھر لکڑی معمار مزدور بھی وغیرہ جمع کیا جاوے اور مسجد بنائی جاوے اور اوسمین سب سے پہلے چیخین لگا موذن اذان کہے لوگ جمع ہون کوئی امام بنکر آگے کھڑا ہو تب نماز جماعت ادا ہو اور جو یہہ ٹہاٹہہ تمکو نہ ملے تو تم نماز پڑھ چکے پس اسکا جواب جو آپ دیجیے گا وہی ہماری طرف سے بھی سمجھ لیجیے گا ۔

قال افسوس ہمکو تمہارا اعمال خیال کرنے سے رونا آتا ہے اور تم سنگدلون جہو ٹونکو صرف اپنے دل کی چاہ لگانیوالون کو حضرت امام علیہ السلام کا خیال کرنے سے رونا نہین آتا ۔

اقول اسمین تمکو ہمارا خیال کرنے سے رونا آتا ہے مگر امام علیہ السلام کی مصیبتونکا خیال کرکے رونا نہین آتا بہلا خدا کو حاضر و ناظر جانکر کہہ تو دو کہ کبہی مصائب امام خیال کرکے مجمع مین نہ سہی تنہائی مین تمکو رونا آیا ہے واللہ کبہی نہ آیا ہوگا ویسا ہی جیسا فصل ثالث مین تمہارا کلام ہے کہ ماتم و مرثیہ دشمنون کے نصیب خدا دوستون کو خوش رکہے پس تم سنگدلون جہو ٹون یزید کی فتح سنانیوالونکو حضرت امام علیہ السلام کی مصیبت مین خوشی ہوتے ہی رونا نہین آتا ہے ۔

قال اور تعجب یہہ ہے کہ برسون سے روتے ہو ابتک استقدر مشق نہین ہوئی

کہ اکیلے بیٹھ کر جب چاہو رو لو۔

اقول انعقاد مجالس اور اجتماع مومنین سے علاوہ شہرت واقعہ شہادت ثواب
عظیم حاصل ہوتا ہے زینت عزای امام بلکہ رونق اسلام ہوتی ہے جیسا [illegible]
اور مجمع شیعہ ذکر مصائب سنکر رونا اور اکیلے بے سامان رونے اور اس مجمع سامان
رونے میں ویسا ہی فرق ہے جیسا فرادا نماز پڑھنے اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے
میں فرق و تفاوت ہے اب آپ ہی انصاف سے کہیے کہ جماعت سے نماز پڑھنے
میں ثواب زیادہ ہے یا اکیلے پڑھنے میں۔

قال یہ رونا کیا ڈفالیوں کا گانا ہوا کہ بے تاشے گاہی نہیں سکتے مگر یہ بھی [illegible]
سمجھئے کہ ڈفالیوں کا گانا سہل ہے کہ ایک فقط رہانا در کار ہے اور مگر جب [illegible]
اور تاشے اور مرثیہ اور کتاب اور تعزیہ ملے تب تم رونے کے قابل ٹھہرو۔

اقول ہم برابر کہتے آتے ہیں کہ ہم ہر طرح اپنے امام کے غم میں رو سکتے ہیں
مگر یہ سب سامان علاوہ زیادتی ثواب فقط تمہاری غرض مٹانے اور تم اپنے
منکروں پر رعب شوکت اسلام اور زینت شعائر امام بڑھانے کو [illegible]
یہ تمہارا ڈفالیوں کا راگ گانا یہ مہمل رسالے کا رہا سمجھانا ہو تو بہتر ہو خلق خدا
اس کار خیر میں مصروف ہو اور رونے گانے میں تو کوئی مناسبت نہیں [illegible]
گانے کا البتہ ساتھ ہے پس آپ اپنے پیر میاں احمد مقتول کا قتل گائیے اور
گت سے اپنے مریدوں کو نچائیے اور جی چاہے تو بڑے ڈھول اور ہاتھی بھی بجائیے

قال بلکہ اسمیں بھی شبہہ ہے کہ ہر مرثیہ پڑھنے والے سے رونا اور رغبت حاصل
نہیں ہوتی جب کوئی بند سوز اور نئے مضمون کا مرثیہ اور میر علی صاحب پڑھنے والا
ہو تب کہیں تمہارے آنسو نکلیں تو ہیں۔

اقول عبادات کی تکمیل اور ثواب کی تحصیل میں حضور قلب جزو اعظم ہے [illegible]

مجلس عزامین سامعین کو حضور قلب حاصل ہوتا ہے اگر ایک بچہ بہی ذکر مصائب کرے تو ہر شخص بے اختیار روتا ہے اسمین نئے مضمون کے مرثیئے اور میر علی صاحب سے پڑہنے والے کی کچہہ حاجت نہین ہان چونکہ آپ اس ساز و سامان سے رونے رولانے جلتے ہین لہذا آپکے جلانے کو اگر کوئی بند سوز اور نئے مضمون کا مرثیہ پڑہا جای تو کچہہ مضائقہ نہین۔

قال لوگ تو بہت روتے ہین مگر اس ٹہاٹہہ سے کوئی نہین رویا۔

اقول اگر اس ٹہاٹہہ سے نہ روتے تو آپ جلتے کیونکر۔

قال بہلا بتلاؤ کہ تم بے مرثیہ اور تعزیہ کے روسکتے ہو یا نہین اگر روسکتے ہو تو اسی طرح خیال کرکے رولیا کرو یہہ سب بکہیڑا محرم کا دور کرو کچہہ حاجت نہین۔

اقول ہمتو بتلا چکے کہ ہم ہر طرح روسکتے ہین مگر اس ساز و سامان سے رونیکو اپنے لیئے زیادہ ثواب اور تمہارے لیئے زیادہ عذاب جانتے ہین پس یہہ محرم کا بکہیڑا وہی بکہیڑا ہے جسنے تمہارے دلی فساد و عناد کو جڑ سے اوکہیڑا ہے اب تم بتاؤ کہ تم بغیر جماعت اکیلے نماز پڑہ سکتے ہو یا نہین اگر پڑہ سکتے ہو تو اکیلے پڑہ لیا کرو یہہ سب بکہیڑا لوگون کے انتظار اور جماعت کے استقرار کا چہلنے دو اگر یہہ کہو کہ جماعت مین اکیلے پڑہنے سے زیادہ ثواب ہے تو بعینہ یہی ہمارا بہی جواب ہے۔

قال اور منصفے سے بولو کہ ایسے مقام مین قرآن کا پڑہنا بہت ثواب رکہتا ہے یا مرثیئے کا گانا۔

اقول اب رہا نہ بیچ چکا گانا ہوتا ہے منع ذکر مصائب امام کے واسطے ایک اور نیا بہانہ ہوتا ہے سواب ڈونگی نہ لیجیے یہہ اونچ بہی جانے دیجیئے قرآن پڑہنے مین بہی ثواب ہے اور ذکر مصائب امام مین بہی نظم مین ہو یا نثر مین اجر بیحساب ہے وہ کون مومن ہے جو ان دونون کار ثواب کا جازم اور اونکو کرنیکا

عازم نہین مگر جو آپکا مطلب اس دہوکا دینے سے ہے وہ ہوگا اسلیئے کہ ایککا ثواب کرنے سے دوسرے کا ترک لازم نہین بلکہ اگر مجلس عزا مین قرآن و مصائب دونون پڑہین تو نور علی نور ہے کہ قرآن و اہل بیت کا ساتہہ حدیث ثقلین مین مذکور ہے کچہہ آپکی سمجہہ مین آتا ہے یہی وجہ ہے کہ تعزیہ شریف کے ساتہہ قرآن شریف بہی رکہا جاتا ہے۔

قال اگر کہوگے کہ مرثیہ گانا تو ایمان مین خلل ہے اگر قرآن کا پڑہنا کہو تو مرثیہ کے عوض قرآن ہی پڑہا کرو کہ تمکو اور حضرت امام کو ثواب ملے۔

اقول گانے بجانے مین تو آپ ہی کا جی لگتا ہے اور ایمان مین اونہین لوگونکے خلل ہے جو فقط قرآن کو لیتے ہین اہلبیت کو چہوڑ دیتے ہین حضرت پیمبر نے تو قرآن اور عترت کا تا قیام قیامت ساتہہ بتایا دونونکے نسبت لن یفترقا فرمایا یعنے نافرمان بردارون نے اہل بیت کی عداوت مین دونون مین افتراق نقشہ جمایا کہ روز محشر اس نافرمانی پیمبر کا عذاب ملے اب ہی توبہ کرو اور قرآن اور مرثیہ دونون پڑہو کہ تمکو اور حضرت امام کو ثواب ملے۔

قال اگر کہو قرآن سے رونا نہین آتا تو ابو جہل ہو۔

اقول قرآن سے ہی رونا اونہین کو آتا ہے جنکے دل نرم ہین اور خوف خدا سے اطاعت خدا و رسول اور اولوالامر مین سرگرم ہین اور جنکے دل سخت پتہر ہین اونکو نہ قرآن سے رونا آتا ہے نہ مصیبت امام کے بیان سے اور ابو جہل کے کہنے کا ہم برا نہین مانتے بلکہ صدر رسالہ مین جو ہم کہہ آئے ہین اوسکی رعایت لازم جانتے

قال قرآن مین تو ایسی مصیبتین بیان کی ہین کہ جس سے پہاڑ رو دین تمام پیغمبر اور ولی اور امام قرآن کو پڑہ پڑہ کر رو دیتے روتے آئے ہین۔

اقول قرآن مین یہہ کسکی مصیبتین بیان کی ہین کہ جنسے پہاڑ رودین نبی اولیا

شہید کربلا کی مصیبتین مین چنانچہ آیہ کریمہ وما بکت علیھم السماء و الارض کی تفسیر مین بعض مفسرین نے لکہا ہے کہ حضرت امام کی مصیبت پر آسمان رویا اور اسکا سرخ ہونا اوسکا رونا ہے پیچہے یہان تو خود آپنے اپنے موہنہ سے قرآن کو مرثیہ کہدیا ہیں اب اپنے موہنہ سے آپ قائل ہو جیئے ضد کی نلیجئے جیسے قرآن پڑہتے ہین ویسے مرثیہ پڑہا کیجئے کہ سلف سے اس مصیبت عظیم کے ذکر ہوتے آئے ہین آپ خود کہتے ہین کہ تمام پیغمبر اور ولی اور امام قرآن پڑہ پڑہکر روتے آئے ہین۔

قال تعزیہ بنا کر اور مرثیہ گا کر کوئی نہین رویا آدم سے ہمارے پیغمبر تک یہہ ایجاد رونے مین کسی نے نہین کی تمکو رونیکی تدبیرین خوب سوجہین۔

اقول مرثیہ تو آدم سے لیکر ہمارے پیغمبر تک سب نے پڑہا پڑہایا ہان چونکہ اصل معاملہ اونکے پیش نظر تہا کچہہ تعزیہ بنانیکی اونکو حاجت نہ تہی بہ ین وجہ نہین بنایا اور جیسے تمنے کہیل تماشا ہونے مین ایجاد کی ویسی ہمنے رونے مین کی مگر تمہاری ایجاد وہ خطا ہے جو معاف نہین اور ہماری ایجاد وہ صواب ہے جو شرع کے خلاف نہین۔

قال اور جو کہو معنی ہم نہین جانتے تو ترجمہ قرآن شریف کا تہوڑے دنون مین آجاتا ہے مرثیہ اور تعزیہ کے عوض کیون نہین پڑہتے کہ جسمین دین و دنیا کا کام نبجائے اور رونا ہنسنا سب کچہہ آئے۔

اقول قرآن شریف مین تو بقول آپکے ایسی مصیبتین بیان کی ہین کہ جس سے پہاڑ روئین پس پہاڑ سے زیادہ سخت پتہر کو نسے دل ہین جنکو رونے کی جگہہ ہنسنا آوے پس معلوم ہوا یہہ آپکا ترجمہ خلاف قرآن ہے اسمین رونے کا نہین بلکہ ہنسی کا بیان ہے پس ایسا ترجمہ آپ ہی پڑہئے ہمکو حضرات اہلبیت

کے طفیل سے جو تحقیق قرآن ہین بہت صحیح معنے معلوم ہین کچھہ آپکی اس
ہتھکنڈے سے ترجمہ کی حاجت نہین جس سے قرآن کے ساتھہ مرثیہ اور تعزیہ کا ہونا
ثابت ہو اور قرآن و اہل بیت مین افتراق ہو۔

قال اور اوسکو حضرت امام علیہ السلام بہی ہمیشہ پڑہتے رہتے ہین۔

اقول ہم نہین جانتے کہ اوسکو کی ضمیر آپنے کدہر پہیری اگر مرجع اسکا
قرآن مجید ہے وہ تو پہلے ہی آپ کہہ چکے کہ تمام پیغمبر اور ولی اور امام قرآنکو
پڑہ پڑہکر روتے آئے ہین اور اگر مراد آپکا ترجمہ ہے تو کیا آپکے زعم ناقص
مین معاذاللہ امام بہی معنے قرآن نجانتے تہے جو ترجمہ کی ضرورت ہوئی یہہ تو
کہلی کہلی قرآن و اہل بیت مین افتراق کی صورت ہوئی۔

قال اور اگر کسیکو اس مقدمہ مین شبہہ گذرتا ہو کہ مرثیہ تو درست ہے
دیکہو حضرت بی بی فاطمہ نے اپنے باپ کے غم مین کئی بیتین کہی تہین اور حضرت
امام کے غم مین بہی جن وغیرہ سے روایت ہے اسکا جواب یہہ ہیکہ تمہارے
اور اونکے درمیان اس بات مین اتنا فرق ہے جسقدر رونے اور ہنسنے مین
اسکی اتنی حقیقت ہے اپنی تنہائی کے بیان اور میت کے اوصاف مین
دو ایک شعر بے اختیاری سے بلا قید کبہی موہنہ سے نکل گئے۔

اقول آپکا جواب بالکل پوچ اور ناصواب ہے جناب سیدہ علیہا السلام
نے دو ایک شعر نہین کہے اور نہ معاذاللہ بے اختیاری سے بلا قید اونکے موہنہ سے
نکل گئے بہت سے مرثیے آپکے جو اپنے پدر بزرگوار کے غم مین کہے اور پڑہے ہین
وہ کتب فریقین مین موجود ہین۔ علے ہذا ہواتف اور جنون کے مرثیے جو امام
کے غم مین ہین بتواتر سر الشہادتین وغیرہ مین وارد ہین جنکی تفصیل ادہر
لکہہ چکے ہین کچھہ اعادہ کی ضرورت نہین اور ہنسنا تو آپکی عادت ہی خصوصًا

امام کے غم مین ہنسنا تو آپکی سعادت اور عبادت ہے مگر یہہ سمجہہ لو کہ ہنسنا وہ پچہتائیگا کہ بروز قیامت یہہ ہنسنا بہت رولائیگا ؎ نخندم براندوہ کس بر قوار + کہ از برق من در من افتد شرار۔

قال کچہہ اونکی گہر مرثیونکی بیاضین نہ تہین۔

اقول مرثیہ کی بیاضین کیونکر ہوتین کہ اوس زمانہ مین کتاب کا دستور بہت کم تہا فقط حفظ پر دار مدار رہتا تہا اور یہی وجہ ہے کہ جب جنگ یمامہ مین بہت سے قرائ وحفاظ قرآن شہید ہوگئے اور قرآن مکتوب نتہا تو خوف ہوا کہ مبادا کلام الہی ضایع ہوجائے پس حضرت خلیفہ اول کو اسکا خیال آیا اور زید ابن ثابت سے جمع کروایا کہ شاید آگے چلکر آپکی طرح کوئی ناسفید ایسا نہ کہے کہ کچہہ انکے گہر قرآن لکہے ہوے نہ تہے

قال اور نہ اسکے واسطے تال وسر اور گٹکری اور سارنگی اور تاریخ اور دن جوابی وسوالی مقرر تہے۔

اقول ظاہرا آپکو ہندوؤن اور گویونکی صحبت زیادہ رہی ہے اوسی صحبت کا یہہ یہہ اثر ہے کہ کلام کرتے کرتے یا تو ہندوؤنکی طریقہ پر آجاتے ہین یا گویون کے ساتہہ گلا ملاتے ہین خیر یہہ تو آپکی عادت ہے اور ترک عادت دشوار ہی اب تاریخ اور دن مین کیا خرخشا رہے مرثیہ پڑہنے کے واسطے تو کوئی تاریخ اور دن خاص نہین شاید یہہ ایام عشرہ اور روز عاشور پر اعتراض ہے بہر کیف تاریخ اور دن کی تعین بہی شرعی ہے پہر اس سے بیکار اغماض ہے دیکہو حج کے واسطے تاریخ اور احرام اور ہدی اور قربانی اور رمی جمرات اور سعی وغیرہ کے واسطے اوقات منصوص نماز یومیہ کے لیئے پانچ وقت صوم واجب کے لیئے مہینہ رمضان شب قدر کے لیئے لیالی ثلثہ بطریق دوران مخصوص ہین ایسے اور بہی اختصاص ہین جیسے ہفتہ مین براے شرف وبزرگی جمعہ مہینونمین چہار ماہ سے حرام خاص ہین اسپر اجماع اہل اسلام ہے

بہہ ایام عاشورہ مین ناحق کلام ہے۔

قال نہ اسمین حلقہ باندہکر بازار اور مکان مین پڑہنا تہا نہ اسمین ذلت وشکست ودیگر بیان ہے اور نہ کبہی نعش اور تخت بناکر اوسکے آگے پڑہتے تہے اور نہ اوپر سے ڈہول اور تاشے بجتے تہے علی ہذا القیاس۔

اقول ذلت اور شکست اور تخت و تابوت ایک نہ دو بلکہ متواتر جوابات ہو چکے تاشے ڈہول کا مضمون بہی بے ڈول ہو گیا مگر حضرت بی بی زنان بنی ہاشم کے ساتہہ حلقہ باندہکر مزار شریف پر ضرور جاتی تہین اور مرثیہ پڑہکر روتی اور رولاتی تہین۔

قال مرثیہ اسکو کہتے ہین جسمین میت کے اوصاف ہون اور تم جو گاتی ہو اوسمین میت کی رسوائی اور شکست سُر اور تال سے نکلتی ہے۔

اقول تال و سر تو آپکا موقوف ہی ہوگا اس سے تو مجبوری ہے مگر ہمارے مرثیے تو ایسے ہی جنمین حضرت امام کے صبر و شجاعت اونکی اور اہل بیت کرام کی مصیبت اور واقعات شہادت یزیدیون کی ظلم و شقاوت کا بیان ہے اسمین نہ ان حضرات کی معاذ اللہ ذلت نہ کسر شان ہے اگر ذکر واقعات موجب ذلت واہانت ہوتا تو علمائے کرام اور مورخین اسلام کبہی اس ذکر کے نزدیک نجاتے خصوصًا شاہ عبد العزیز صاحب ہر گز سر الشہادتین مین یہہ فقرات مصیبت خیز درد انگیز تحریر نفرماتے ثم دخلوا علی الحرم واسروا اثنا عشر غلامًا من بنی ہاشم ومن کان من النساء وامر ابن سعد وشمر نفرًا فرکبوا خیولًا واوطئوا جسد الحسین وارسلوا راس المکرم تدبیرہ فی سالک الکوفۃ ثم ارسلہ مع رؤس سائر الشہداء وسبایا اہل البیت الی یزید ابن معاویۃ مع شمر ابن ذی الجوشن وکان بدمشق انتہی یعنے بعد شہادت وہ اشقیا اہل حرم پر داخل ہوے اور بنی ہاشم سے بارہ لڑکون کو عورتون کو اسیر کیا اور ابن سعد اور شمر نے چند نفر اشقیا کو حکم دیا کہ وہ

گہوڑون پر سوار ہوئے اور جسد مبارک امام حسین مظلوم کو روندڈالا اور سرمکرم کو روانکیا اور سرمکرم کو روانہ کیا کہ وہ کوفہ کی گلیون مین پہرایا گیا پہر اوس سر مطہر کو مع سرہاے دیگر شہدا و اسیران اہلبیت ہمراہی شمر یزید کے پاس بہیجا اور وہ دمشق مین انتہی پس معلوم ہوا کہ ذکر ماجراے واقعی ہرگز ذلت نہین ہے اور جو اسکو ذلت سمجہی اوسنے علاوہ حضرات امام و اہلبیت کرام علماے اسلام کی بہی ذلت و اہانت کی نعوذ باللہ منہ۔

قال غرض جو تمہارے مرثیئے ہین انکا نام ہجو ملیح ہے لغت کے موافق انکو مرثیہ نہین کہتے

اقول ہمارے مرثیے تو لغت کے موافق امام کی مصیبت اور بیان واقعات مین ہین کوئی احمق ہی انکو ہجو ملیح نہین کہے گا ہان تمہارے رسالہ کا نام البتہ ہجو ملیح نہین بلکہ ہجو صریح ہے۔

قال جسطرح تمہارا کام غلط اسیطرح تمہارا نام بہی غلط۔

اقول ہمارا کام بعد اداے فرائض و سنن اسلام حضرت پیغمبر اور آل پیغمبر سے تولا اور ہمارا نام مومن تابع ثقلین حسب ارشاد رسول خدا ہے پس جو ہمارا کام اور ہمارے نام کو غلط کہے وہ خود غلط ہے۔

قال اور ایک غلط در غلط تمکو یہہ ہے کہ جسکو تم تعزیہ کہتے ہو اوسکے کیا معنی تعزیہ لغت مین مصیبت زدہ کو صبر اور دلاسا دینے کو کہتے ہین اور عزا کے معنی صبر کے ہین۔

اقول لا مناقشتہ فی الاصطلاح اسکے علاوہ چونکہ ہم شوق زیارت قبر شریف امام مظلوم مین بیچین اور بیقرار رہتے ہین اور بوجہ اکثر علائق و موانع نہین جاسکتے لہذا نقل قبر شریف بناتے ہین کہ ہمکو مصیبت اور قلق جداے روضہ مقدسہ مین صبر و دلاسا دیتا ہے اور رونے اور رولانیکا یہی سبب ہے کہ گریہ و بکا منافی صبر و رضا ہرگز نہین اسیطرح منقولات شرعیہ و عرفیہ بہت ہین مثلاً صلوۃ کے معنی لغت مین مطلق دعا

کے ہین اب ارکان مخصوصہ نماز کو صلوۃ کہتے ہین پہر کیا یہہ غلط ہے مگر چونکہ آپ علم فصاحت و بلاغت سے بالکل اجنبی ہین حتی کہ اصطلاحات منطق بہی نہین جانتے اسوجہسے آپ ہی کا گمان غلط اور بلاکی بدعت ربودہ ہے پس زیادہ قابلیت بگہارنا بے سود ہے۔

قال بہلا سمجہو کہ اس تعزیہ مین صبر اور دلاسا دینے کا کہین نام اور نشان بہی ہے

اقول ہان تعزیہ مین صبر اور دلاسا دینے کا نام و نشان ہے جیسا کہ ہمنے بتلادیا اور آپ اپنی کج فہمی سے نہ سمجہے تہے سو ہمنے سمجہا دیا۔

قال اور کوئی کسی سید کے گہر آکر کبہی صبر اور دلاسا نہین فرماتا بلکہ کمبخت بیسر سالے بیچارے سیدونکو نئے نئے مضمون کے مرثیے سناکر رولاتے پٹاتے ہین۔

اقول آپ اپنے موںہہ پیٹتے ہر جگہہ داغتے ہین نہ کبہی محرم کی مجلسون مین شریک ہونا نصیب ہوا نہ کبہی روز عاشورہ سیدون کے حالات دیکہے کہ جہان رونے رولاتے ہین وہان آپسمین اعظم اللہ اجورنا واجورکم بمصابنا بالحسین علیہ السلام کہکر صبر و دلاسا بہی دیتے جاتے ہین اور نئے پرانے مرثیے پڑہنا اور رونا رولانا تو خاص علامت سیادت ہے اور رونے اور غم کرنے پر سیدونکو ہنسنا اور موںہہ چڑہانا کمبختنا سیدونکی عادت ہے۔

قال اور ایسی جگہہ اگر کوئی کہے ایصاحب چپ رہو اور صبر کرو تو پہر تعزیہ دار اپنی چہاتی چہوڑ اوسکی چہاتی پر گہونسے لگادین۔

اقول اس بصبر و سکوت کرنا کسی کا اگر براہ محبت و تعلق ہے تو تعزیہ دار کبہی ایسا نہین کرتے محض افترا ہے اور اگر از راہ طعن و دق ہے تو یہی اوسکی سزا ہے۔

قال اب سچ کہو یہہ اولٹا نام کس اولٹے نے رکہا ہے اور ماتم کرنیکو تعزیہ کس لغت میں لکہا ہے

اقول نام ہرگز اولٹا نہین فقط آپکی سمجہہ اولٹی ہے غم والم گریہ و ماتم صبر کے خلاف

نہین انبیا اولیا سب رو تے آئے ہین اسکا بیان بخوبی اوپر ہو چکا ہے پس ماتم کرنے کو تعزیہ اوسی کتاب مین لکہا سمجہو جسمین ارکان مخصوصہ کو صلواۃ لکہا ہے۔

قال کیا قدرت خدا کی ہے جسکا سر لپیٹا نام غلط اوسکے اور کام کا کیا ذکر یہہ وہ مثل ہوئی خود غلط املا غلط انشا غلط۔

اقول کیا قدرت خدا کی ہے جسکی غلطی کا اس شد و مد سے دعوی کیا وہ دعوی سراسر غلط اور اوسپر جو اور وہمیات بڑہائے وہ غلط در غلط۔ اردو مین رسالہ لکہا اوسپر بہی اکثر فقرات مہمل اور غلط سے الغرض نقشہ ہم کیا کیا غلط :۔ خود غلط املا غلط انشا غلط۔

قال مثلاً اگر کسی کا باپ کچہہ مصیبت مین مر گیا ہو اور کوئی اوسکی اولاد اور دوست سے یہہ کہے کہ بیٹہے کیا کرتے ہو باپ تمہارا ایسی خرابی اور آفت سے مارا گیا کہ کسی پہ ایسا ظلم نہین ہوا اوسکے مرتے تمہاری بہن کو ننگے پاؤن ننگے سر گلے مین طوق ڈالکر بیادے گہسیٹتے کچہری مین لیگئے اور تمہاری مان کی چادر سر سے اوتاری تمکو لازم ہے کہ تمسے یہہ حال بار بار سنو اور خوب رو کر بیٹہو غرض سمجہو تو کہ کون اسکو تعزیہ کہے گا اگر کسی ادنی کا حال اوسکے قریب کے سامنے اس وضع سے کہو تو وہ برا مانے بلکہ مونہہ پہر مارنے چہ جائے بڑے آدمی کا حال سر بازار ڈہول اور تاشے سے نقل کرو

اقول اب آپ پہر حد سے گذرنے لگے اور پہر وہی خبط ہوا کہ انبیا اولیا کے حالات کو اپنے حال پر قیاس کرنے لگے ہم کتاب و سنت اور کلام علمائے امت سے تو آپکو سمجہا چکے اب خود آپ ہی کے کلام سے سمجہاتے ہین دیکہین آپ پہر وہی ضد کرتے ہین یا قائل ہو کر شرماتے ہین اپنے رسالہ کی تیسری فصل مین آپکو کچہہ یہہ کہنا یاد نہ رہا علے الغفلۃ وہان اسطرح کہا کہ حضرت سارا کو کہ حضرت ابراہیم کی بی بی تہین بادشاہ مصر نے پکڑ منگوایا) اب برائے خدا جواب دیجئے کہ آپکے نزدیک اس بیان سے

حضرت ابراہیم کی ذلت اور ہتک حرمت ہوئی یا نہین ہوئی اگر ہوئی تو پہر خود
فضیحت بدیگران نصیحت کیسی کیا خدا کی قدرت ہے کہ جس کنوین مین زبردستی
ہمکو ڈہکیلتے تہے اوسمین اوندہے موہنہ آپ ہی گرے اور اگر نہین ہوئی تو اپنے
تئین بیان مذکور مین ہتک حرمت حضرت سارا و حضرت خلیل سے بری سمجہ
لینا اور ہمکو اوسی بیان واقعی مین ذلت و ہتک حرمت امام نبیل و اہلبیت رسول
جلیل کا الزام دینا کیا معنے اس سے تو صاف ظاہر ہو گیا کہ دلی مقصد آپکا یہہ ہے
کہ خاص حضرت امام اور اہلبیت کرام پر جو مصائب اشقیاے امت کے ظلم سے
گذرے ہین وہ ذکر نہ کئے جائین اور لوگ مظالم یزید اور تابعین یزید نہ سنین سننا
کہ اسمین آپکے دوست ولی یزید کی نہ فقط بلکہ بڑی ذلت ہے بہر کیف ابتو یہہ آپکی
تقریر آپ ہی کے گلوگیر ہوئی کہ اگر کسی ادنی کا حال کسی قریب و بعید کے سامنے
اس وضع سے کہو کہ بیچارے فلان شخص کا حال بتحقیق یہہ سننے مین آیا کہ اوسکی
بی بی کو جسکا یہہ نام ہے بادشاہ کے پیادے کچہری مین پکڑ لیگئے تو وہ برا مانے بلکہ
موہنہ پر مارے اور تم حضرت خلیل سے پیغمبر جلیل اور اونکی بی بی کے نسبت
ایسا کلمہ سبکے سامنے زبان پر لاتے ہو اور اونکا نام بہی مجمع عام مین لیتے جاتے
ہو پس اگر کوئی دوسرا تمکو نہ مارے تو تمکو لازم ہے کہ تم خود اپنے موہنہ پر طمانچہ
لگاؤ اور اس فضول بکنے سے باز آؤ۔

قال اللہ اکبر یہہ ہمارا جگرا اور صبر ہے کہ ہمارے باپ دادا کو کیا کچہہ یزید لوگ اور
بعضے ناخلف ہمارے روبرو و در پردہ فضیحت کرتے ہین اور ہم اپنے سلف صالح کیطرح
صبر اور سکوت اختیار کرتے ہین۔

اقول آپکا جگر تو ہندہ جگر خوار کے لخت جگر سے بہی بڑھکر قساوت اور حضرات
ائمہ اثنا عشر سے کہلی کہلی عداوت رکہتا ہے اسی رسالہ منحوسہ مین آپنے کوسی

اہانت ان بزرگونکی اوٹہارکہی بلا تشبیہہ نقل کفر کفر نہین وہ بم مہادیو اور دم مدار کے ساتہہ نعرہ یاحسین کرنا اور وہ ہر ہر کے ساتہہ علی علی کا دم بہرنا جو قبل اسکے آپنے کہا ہے سب ہکو یاد ہے اور یہہ سخت کلمہ کہ کیا امام مسلمانون کے یہی ہین جنکی یہہ گت ہوئی نشل نشتر ہمارے دلین کہٹک رہا ہے اللہ اکبر یہہ ہمارا دل و جگر ہے کہ ہمارے اجداد امجاد کو کہا کچھہ یزید لوگ اور بعض ناخلف ہماری رو برو و سپردہ نہین بلکہ بلا حیا و حجاب بتحریر رسالہ و کتاب فضیحت کرتے ہین اور ہر جگہہ اونکی ذلت و شکست اور رسوای کا اظہار کرتے جاتے ہین اور ہم اپنے سلف صالح کیطرح صبر و تحمل سے کام لیتے اور اوسکا جواب بلفا کریمہ قولا لہ قولا لینّا بہت ضبط اور نرمی سے دیتے ہین۔

قال حضرت حسن اور حسین کے وقت مین ایک یزید تہا اب اولاد حسن حسین کے وقت مین سینکڑون یزید ہوے خیر بہر حال صبر و برداشت لیا چاہیے۔ انّ اللہ مع الصّابرین۔

اقول حضرت حسن کے وقت مین تو آپکا یزید محض بیچارہ تہا مگر اپنا جوڑ بٹہانیکو آپنے حضرت حسن کا ذکر کیا ہان حضرت امام حسین کے وقت مین البتہ ایک یزید تہا اب سینکڑون یزید تو تہی ہی تعجب یہہ ہے کہ بعض ناخلف اولاد حسن کہلا کر حضرت امام حسین کی نسبت خود یزید ہوگئے یزیدیون نے آپکو تیغ و سنان سے شہید کیا ناخلف اولاد نے طعنہاے زبان سے زخمی کر کے یزید کو ساتہہ دیا اور سپر طرہ یہہ کہ باپ دادا کا تہو شرم نہین آتی یزید کی غلامی کر کے جہوٹی سیادت پر مباہات کی جاتی ہے پس اگر وہ سلف صالح ہین تو آپ ناخلف ظالم ہوکر مصداق انّہ لیس من اھلك انّہ عمل غیر صالح ہین

قال عجب حیرت ہے کہ خدا و رسول کے فرض اور سنت تمہین نہ ہراکے تو پٹکری

نہ گھنگرو بلانی پڑے نہ بالش ابرک منگانے نہ تاشے ڈھول بجانے نہ دہوم دہام مچانے نہ لیپی کی حاجت نہ کاغذ کی ضرورت سو سینکڑون بار لوگون سے قضا ہوتی ہین اور جسمین یہہ کچھہ جال اور جنجال چاہیئے اوسکو ایک سال قضا نہین کرتے
اقول عجب حیرت ہے کہ جب اصل اباحت تعزیہ سازی اور اوسکا منجملہ شعائر امام ہونا بکرات و مرات ثابت ہو چکا اور یہہ بہی معلوم ہوا کہ تعظیم شعائر ہر حال مین لازم ہے پتھر اور قرطاس و بالش وغیرہ بعد شعائر ہونے کے ہرگز مانع تعظیم نہین تو اس تمہید لاطائل سے کیا حاصل لیکن چونکہ آپکو خاص تعزیہ وغیرہ شعائر امام علیہ السلام سے عداوت ہے بدین وجہ بے سمجھے بوجھے فقط شعائر امام کے مٹانیکے واسطے بے تکی باتین کرتے ہین کہ جس سے کفار بہی گنجائش کلام کی پاوین آپکے بدولت وہ بہی شرائع اسلام پر یہہ بیہودہ الزام لگاوین کہ ہماری بتونکی پوجا مین نہ ہار اگلے نہ پہلکری سنکہ پہونکنے مین نہ منہ نکلے نہ گنگری جب تفوجی برہمن کے استہان پر جاکر دو چار پتھر جاکر ڈنڈوت کر لیا عہدہ برای ہے مگر مسلمانون نے اپنے خدا و رسول کے فرض و سنت ادا کرنے مین بڑی آفت پیچھے لگا رکھی ہے کہ ہر سال حج کو مکہ مین جانا احرام کے واسطے سیئے کپڑے بیکار جامہ نادوختہ بہم پہونچانا کوہ صفا و مروہ کے درمیان مین دوڑنا کنکریان پہینکنا پتہر کو چومنا ہدی کا ساتھہ لینا منی مین قربانی کرنا دیگر شرائط و آداب حج بجا لانا تب خدا خدا کر کے گہر آنا اور اگر ان مناسک مین کچھہ خلل آیا تو حج تشریف لیگیا مال ضایع محنت برباد گناہ لازم ہوا گر اپنا بہلا چاہے تو سال پلٹے مکہ کا عازم ہو پس جسمین یہہ کچھہ جال جنجال چاہیئے اوسکو ایک سال قضا نہین کرتے دیکہیئے اگر آپکے نزدیک یہہ ہندوون کا گمان سچا ہے تو آپکا گمان بہی سچا ہے حالانکہ شریعت اسلام کے رو سے تم دونون کا گمان فاسد اور جہوٹا ہے پر تفشر

اصنام و دیگر افعال و عقائد کفرۂ لیام اور شریعت کے احکام و شعائر اسلام مین
زمین و آسمان رات دن کا فرق ہے ہم اوپر بہی اسکو لکہہ چکے ہین پہر یہان مکرر
بہی تنبیہ کراے المسلک ما کررتہ یتضوع۔

قال اور اللہ کے جتنے فرض ہین سب مقدور پر موقوف ہین زکوۃ تب دی جب مال
ہو اور روزہ تب رکہے جب بیمار نہو لیکن ہر چند محتاج ہو یا قرضدار تعزیہ جو بنا امام
تو ضرور ہے کہ بناوے سبحان اللہ امام کی روح انسے کیا خوش ہو گی کہ ہمارے دوستونکے
نزدیک اللہ کے حکمون کی کچہہ قدر نہی اوسکو فرض و واجب پر حاشیہ چڑہایا ایسے
مقام مین خدا کے غضب سے پناہ مانگنا چاہیئے اللھم احفظنا۔

اقول اللہ کے جتنے فرض ہین وہ حسب شرائط مندرجہ سب مسلمان ادا کرتے
ہین اور بقدر امکان شعائر اسلام و ایمان کو بہی رونق دیتے ہین لیکن ناداری
اور عدم میسر مین جملہ تکالیف ساقط ہین پس جب بعض اوقات واجبات سے
معافی ہے تو مستحبات کا کیا ذکر ہے لیکن آپکو عزاداری امام کی موقوفی مین بڑا
اہتمام و فکر ہے حالانکہ بتفصیل معلوم ہو چکا کہ شعائر امام بعینہ شعائر خدا ہی سنعام
ہین اور خدا تعظیم شعائر کا حکم فرماتا ہے پس امام کے نزدیک شعائر خدا کے مٹانیوالے
دشمن خدا و امام ہین پس ایسے دشمنون کو خدا کے غضب سے پناہ مانگنا چاہیئے۔

قال اور بڑے محب اور دوستدار امام کے اس زمانہ مین اپنے تئین وہی لوگ بانتے
ہین کہ خلاف خدا و رسول کے سارنگی نوازی اور رقاصی اور زناکاری اور مال مردم
خوری وغیرہ افعال شنیعہ کرکے تعزیہ داری کرتے ہین۔

اقول اگر ایسے لوگ دعوای محبت امام علیہ السلام مین سچے ہین تو آپ ایسے ملا
مخدوم دشمن امام سے ہزار درجے بہتر ہین ان افعال سے اونکی ولی محبت مین
کچہہ نقصان نہین کیا آپکو قصہ عبداللہ بن عامر کا بہول گیا جو حضرت پیغمبر کے صحابی

ہوکر شراب پیتے تھے جب بعض اصحاب نے اونکو زجر و توبیخ کی تو آن حضرت نے فرمایا
کہ ابن عامر کو کچھہ نکہو کہ وہ خدا و رسول کو دوست رکھتا ہے پس ابن عامر کے حال پر
ان لوگون کا حال بہی قیاس کر لیجیے کہ باوجود افعال شنیعہ وہ محبت امام پر مرتے
امام کی تعزیہ داری کرتے ہین۔

قال اور یہہ عوام الناس بیجا کہانی اور تماشے اور فائدہ دنیوی کے لالچ انکے
یہان جاکر شریک مجلس ہوتے ہین بلکہ ان فاسقونکو مومن اور مومنہ کا خطاب دیتے۔

اقول شریک مجلس ہونے مین فائدہ دنیوی کیا ہے فائدہ دینی البتہ ہوتا ہو اور
بیجا کہانا کون کہاتا ہے ہمتو ایسے لوگون کو دیکھتے ہین کہ وہ نذر و نیاز مین بڑا اہتمام
کرتے ہین بڑی احتیاط و طہارت بجالاتے ہین جیسے جسطرح ابن عامر نے صحابی کا خطاب
پایا یہہ مومن مومنہ کا خطاب پاتے ہین۔

قال اور بعضے جو ظاہر مین اچہے بہلے آدمی اور بڑے کہلاتے ہین اور باطن مین فاسق
اور نالائق وی بہی اونکے یہان دوڑے جاتے ہین۔

اقول شرع شریف مین تو حکم ظاہر حال پر ہوتا ہے باطن جاننے کی تکلیف نہین
دیگئی کہ باطن کا حال بجز عالم الغیب کے اور کوئی نہین جانتا کیا آپکو بہی علم غیب کا
دعوی ہے جو کہتے ہین کہ باطن مین فاسق اور نالائق ہین یہہ تو سخت غیبت ہوئی
توبہ کیجیے اور اونکے یہان دوڑے جانے کا الزام نہ دیجیے ایک روز حضرت امام حسن
علیہ السلام کہین تشریف لیئے جاتے تھے راستہ مین چند مجذوم بیٹھے کہانا کہاتے
تھے اونہون نے حضرت کو دیکہکر صلاح کہانے کی کی آپنے پہلے تو صوم کا عذر کیا
پہر سوچے کہ ایسا نہو انکو یہہ خیال آوے کہ حضرت نے بسبب ہمارے مرض
کے ہمسے اکراہ و انکار کیا پس فوراً اونسے ارشاد فرمایا کہ ہم چاہتے ہین کہ آپ
لوگ شام کو ہمارے مہمان ہو جائین اور ہم اور تم باہم بیٹھہ کر کہانا کہائین وہ شام کو

حاضر در دولت اور امام کے ساتھہ کہانا کہا کر شکر نعمت ہوی اب سوچئے کہ جن اچھی بہلے آدمیون کو آپ فاسق اور نالائق کہتے ہین وہ ایسے لائق و فائق ہین کہ اپنے امام کی تقلید اور پیروی مین ایسے لوگون کے حال اور افعال پر نظر نکر کے محض اس حسن ظن سے کہ نذر و نیاز مین بُری کمائی نہ لگائی ہو گی اونکے یہان نہین بلکہ اپنے امام کی مجلس مین دوڑے جاتے ہین اور آپ اولاد حسن کہلا کر اپنے باپ دادا کی پیروی چہوڑ کر رجماً بالغیب اون بہلے آدمیون پر فسق و فجور کا عیب لگاتے ہین سچ ہے المرء یقیس علے نفسہ۔

قال کسیکو یہہ غیرت نہ آئی کہ ایسے لوگ تو صرف اپنے نام کیلیئے یہہ کام کرتے ہین انکو امام سے کیا نسبت ایسون کے یہان نجائیے اور انکا کہانا نکہائیے۔

اقول یہہ آپنے کیونکر جانا کہ وہ صرف اپنے نام کے لیئے یہہ کام کرتے ہین بہر کیف چونکہ یہہ نیک کام ہے پس نیک کام مین جانے اور نذر و نیاز کا کہانا کہانے مین حیرت ہے کہ کونسا مقام غیرت ہے اس لیئے کہ انکو امام سے وہی نسبت ہے جو ابن عامر کو خدا اور رسول سے نسبت ہے۔

قال بلکہ انکو سمجہا کر ایسی حرکت سے باز رکہیئے۔

اقول واہ ری اولٹی سمجہہ انکو ایسی حرکت موجب برکت سے باز رکہنا چاہیئے یا اور ایسے نیک کامون کی ترغیب دینا چاہیئے کہ ایسے نیک کامونکی عادت ہوتے ہوتے انکے برے کام سب چہوٹ جائین کہ نیک کامونین خدانے یہی برکت دی ہے اور یہی اشرمیکی قرآن مین آیا ہے ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر

قال کیونکہ اگر امام برحق کی محبت ہوتی تو ان حرام کامون سے کنارہ کرتے۔

اقول یہہ تو آپکا اسی شکل قافیہ کو نہین مانتے پیغمبر برحق کا کہنا برحق جانتے ہین کہ ابن عامر کو باوجود شراب خواری خدا اور رسول کا دوست فرمایا کچہہ حرام کام کا خیال

نہ آیا پس حرام کاموں سے کنارہ کرنے کی یہی تدبیر تہی کہ اونکو نیک کاموں میں لگا کر اونکے کار خیر مین شریک ہوتے اونکے گہر جاتے اور اونکی ہمت و توفیق بڑہاتے کہ رفتہ رفتہ نیک کاموں کے بدولت بد کاموں سے وہ باز آتے لیکن چونکہ آپ بتقاضای خشونت طبع عنیف طریقہ نصیحت و تالیف نہین جانتے اور اونکی نیک کام مین بہی شریک ہونے کو منع کرتے ہین تاکہ وہ اپنے انہین بد کامون پر اڑے اور اسی خلالت مین پڑے رہین تو اونکے گناہون کے مواخذہ مین آپ ہی پکڑے جائینگے الدال علی الشئ کفاعلہ۔

قال نہ کہ ایسی کمائی جس سے شیطان عار کرے امام کیواسطے خرچ مین لاؤ اور اونہی پیشہ کو کیئے جاتے ہین۔

اقول ہرگاہ افعال مسلمین خصوصاً نیک کامون مین عند الشرع محمول بصحت ہین تو یہہ آپکو کیونکر یقین ہوا کہ ایسی کمائی جس سے شیطان عار کرے امام کے واسطے خرچ مین لاتے ہین خیر یہان تو آپنے عزاداری کے مصارف کو امام کے واسطے کہا شاید رو مین کچھ اگلے باتوں کا خیال نہ رہا اگر آپ پہر ویسی باتین بیجا کرتے تو ضرور ہم آپکا شکریہ ادا کرتے اور اگر آپ اونکی نیک کام مین شریک ہونے کو منع نفرماتے تو امید تہی کہ اونکا پیشہ کیا بد کام سب چہوٹ جاتے۔

قال اس سے معلوم ہوا کہ اون لوگون نے شاید کسیکا نام اپنے خیال مین امام رکہہ لیا ہے۔

اقول ایسا خیالی پلاؤ آپ ہی پکاتے اور اپنے پیر مقتول کی اوسپر نذر دلاتے ہین جس امام عالیمقام کو کفار تک ایسا پہچانتے ہین کہ ایام عزا مین وہ بہی نذر و نیاز امام صاحب کے چڑہاتے ہین اونکی جگہہ یہہ مسلمان کسی اور کا نام امام رکہہ لیجے بہلا یہہ بات کہین عقل مین آتی ہے ہان آپ ایسے عقلمند کے نزدیک [illegible]

قال نہین توامام پاک کو اس ناپاک کمائی اور ایسے ریاکارون سے کہ جسسے خدا ورسول ناخوش ہون کیا علاقہ ہے۔

اقول وہی علاقہ جو رسول پاک کو شراب ناپاک پینے والے ابن عامر سے تہا۔

قال چونکہ اللہ تعالے اپنے حبیب کی طرف سے اونیسوین سیپارہ مین دوسرے رکوع مین آیہ ارایت من اتخذ الٰہہ ھواہ افانت تکون علیہ وکیلا ام تحسب ان اکثرھم یسمعون او یعقلون ان ھم الا کالانعام بل ھم اضل سبیلا ۔ یعنے بہلا تو دیکہہ توجسنے پوجنا اختیار کیا اپنے چاؤ کا کہین تولے سکتاہے اونکا ذمہ یا تو خیال رکہتا ہے کہ بہت انمین سنتے ہین یا سمجہتے ہین اور کچہہ نہین وہی چوپایون کی برابر ہین بلکہ وہ زیادہ بہکے ہیں راہ سے سوان لوگون کا حال ایسا ہی ہے کہ شیطان اور نفس کے فریب مین آگئے کیسکے سمجہانے کو نہین مانتے بلکہ ضد کرکے اور زیادہ بہکتے ہین خیر ہم اپنا کام کرتے ہین وہ وہ مانین یا نہ مانین ہدایت اللہ کے فضل پر موقوف ہے جسے چاہے دیوے جسے چاہے باز رکہے۔

اقول خدا کا فرمانا برحق ہے مگر اونیسوین سیپارہ کے لفظ کیطرح غلط مطلق ہے اسی ترجمہ کے پڑہنے کی تاکید ہوتی تہی سبحان اللہ خدانے کسی شخص خاص کو نہین فرمایا بلکہ من اتخذ الٰہہ ھواہ آیا ہے مگر آپنے جو بدون ثبوت کافی وشہادت وافی مسلمانون کو مصداق اسی آیت کا ٹہرایا کچہہ اپنا ہی خیال نہ آیا کہ کسقدر آپنے دین اسلام مین بے اعتدالیان کین شعائر اسلام اور عزائے حضرت امام کے مٹانے مین کیاکیا نازک خیالیان کین کہ جسسے خدا ورسول بیزاری اور حافظان حدود شریعت حد شرع جاری کرین ہمنے تو بقدر امکان آپکو بہت سمجہایا مگر شیطان اور نفس کے فریب نے آپکو سمجہنے ندیا بلکہ ضد کرکے اور زیادہ بہکایا سچ ہے ہدایت اللہ کے فضل پر موقوف ہے چنانچہ بیسوین پارہ کے نوین رکوع مین اللہ تعالے اپنے حبیب کے

خطاب فرماتا ہے انک لاتھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء یعنے تو ہدایت نہین کرسکتا جسکو چاہتا ہے اور لیکن خدا ہدایت کرتا ہے جسکو چاہتا ہے واقعی خدا جسے چاہے ہدایت دیوے جسکو چاہے باز رکھے اگر اپنی کسی تفسیر مین آپ نے شان نزول اس آیت کا پڑھا ہوگا تو ہمارا آپکے نسبت اس آیت کریمہ کے لکھنے کا لطف زیادہ معلوم ہوگا ؛ غیر

قال اور یہہ بہی سُننے اور دیکھنے مین آیا ہے کہ جب ایسے ریاکار بداطوار جہوٹے دوستدار دنیا کی حرام کمائی حاصل کرکے اور اپنی ناموری کے کامونکے ساتہہ یہہ کام بہی کرنے لگے ہین اور اس جناب پاک کی نسبت سینکڑون طرحکی بیادبیان عمل مین لاتے ہین تو امام کی خاطر سے جو پیارے بندے اللہ کے ہین اوسکے غضب مین کبہی گرفتار ہوکر آخرت کے عذاب الیم کے سوا دنیا مین بہی جلد خانہ برباد ہو جاتے ہین۔

اقول جو ایسے ریاکار بد اطوار جہوٹے دوستدار ہین کہ درپردہ دوستی ایسے دشمن امام بنجاتے ہین کہ اوس جناب پاک کی نسبت سینکڑون طرح کی بے ادبیان عمل مین لاتے ہین اونکی بمفاد کریمہ ولنذیقنھم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر دنیا مین بہی سزا ہے اب بہی توبہ کیجئے اور ہوش مین آیئے نہین تو بہت پچتایئے گا۔

قال اور بہتون کو بموجب اس آیت کے فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیھم ابواب کل شئی اذا فرحوا بما اوتوا اخذنا ھم بغتۃ فاذا ھم مبلسون فرمایا اللہ صاحب نے سورہ انعام مین پھر جب بہول گئے جو نصیحت کی تہی اونکو کہولدیئے ہمنے اونپر دروازے ہر طور کے یہانتک کہ جب خوش ہوئے پکڑ لیا ہمنے اونکو بے خبر پس وے رہگئے ناامید گناہ کرنے کی فرصت دیتا ہے

پھر ایک مرتبہ ایسا پکڑیگا کہ اوسکا گڑگڑانا اور توبہ کرنا کچھہ فائدہ نکریگا۔

اقول خدا کا کلام برحق ہے اگر بچشم غور دیکھو تو بعینہ یہی حال آپکا ہے کہ چند عوام کے ارادت اور زخارف دنیا کی جمعیت سے بڑے نازان ہوئے اور ایسے مغرور ہوئے کہ اللہ کے پیارے بندون کی اہانت مین مہمل رسالہ لکھے بڑی بڑی بےادبیان اور گستاخیان کین اونکی مصیبتون پر جنہین حسب ارشاد خدای تعالے آسمان و زمین رونے سے شرع کیا خوشی اور سرور کا حکم دیا اسی خوشی مین خدا کے غضب کا خیال نہ آیا اوسکی نصیحت کو بہلایا خدا نے فرصت دی مگر ابتک توبہ نکی ایکمرتبہ ایسا پکڑیگا کہ آپکا گڑگڑانا اور توبہ کرنا کچھہ فائدہ نکریگا۔

قال اور پیکی سفارش کہ اپنے خیال ناقص مین اوسپہ پہول رہے ہین کام نہ آوے گی۔

اقول خدا کی رحمت اوسکے غضب سے بڑہی ہوئی ہے اور اوسنے اپنی جوش رحمت سے فرمایا ہے پارہ ششم و سوین رکوع مین آیا ہے یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ پس گنہگار مسلمانون کے واسطے جنکے عقائد درست اور خدا کے نیک بندون کے تابع ہین خدا نے ایک وسیلہ بتلا دیا ہے اوس وسیلہ سے اونکی سفارش قبول کریگا اور جو بڑے گندے ایسے ہین کہ نہ خدا اور رسول کا حکم مانین نہ شعائر اسلام کی تعظیم لازم جانین بلکہ اسلام کے دشمنون کی اعانت اور شعائر اسلام کی اہانت کرین اونکے واسطے ایسے پیر کی سفارش کہ اپنی خیال ناقص مین اوسپہ پہول رہے ہین کام نہ آویگی کہ ایسے پیر آپ ہی درماندہ شفاعت ہے

قال ہان اگر پہلے سے خبردار ہوکر اپنے برے کامون سے باز آتے تو چھوٹتے اور بچتے اللہ تعالے ہمکو اور جمیع مسلمانون کو ایسے برے کامون سے بچاوے آمین یا رب العالمین۔

اقول ہان گناہونکے معافی کی یہی تدبیر ہے مگر وہ دانائی فی الضمیر ہے اگر ایسے
برے کامون سے توبہ کرلی ہوگی تو البتہ خطا معاف ہے ورنہ سخت دار وگیر
ہے اللہ تعالی ہمکو اور سب مسلمانونکو اوس سے بچا وے آمین یارب العالمین
قال فصل دوسری عجب معاملہ ہے کہ جب جاہلونکو اسطرح کے کامون سے
منع کیا جاتا ہے تو عجب طرح کے واہی تباہی اعتراضین اور سوال کرتے ہین
سب خرافات کون بیان کرے یہان چند باتون کا مذکور کردیتے ہین باقی اگر
خدانے توجہ دی تو اسی پر اوسکا بھی قیاس کرلینا۔
اقول عجب معاملہ ہے کہ جب متعصبونکی ممانعت ومزاحمت بیجا پر علماء
اسلام کے اقوال بلکہ اونہین کے قول سے استدلال کیا جاتا ہے تو حرکت
جاہلانہ سے باز نہین آتے بلکہ کھسیانہ ہوکر اور اولٹی پلٹی باتین بناتے ہین اسی
قسم سے آپکے جاہلونکی نسبت یہہ جاہلانہ تقریر ہے جسمین اعتراضین اور سوال کا
جوڑ خود جہالت کی نظیر ہے۔
قال بعضے جاہل یون کہتے ہین کہ تعزیہ بنانا بادشاہونکی وقت سے چلا آتا ہے
بڑے بڑے عالم فاضل گذرے کسینے منع نہین کیا تمہین بہت پڑھے ہو اور کوئی
کیا پڑھا تھا دیکھو فلانے میان کے پاس ہم مدت تک رہے اونہون نے کبھی
منع نہین کیا اور جنکے ہمارے باپ اور ہم مرید ہین وے حضرت تو آپ تعزیہ بناتے ہین
اقول ہزار آفرین ایسے جاہلون پر گو جاہل تھے مگر شناسا یا تاریخی واقعہ تو بیان
کیا عالمونکی سند تو گذرانی اپنے پیر کا حال تو ظاہر کیا ایسے جاہل تو آپ ایسے
پڑھون سے پھر غنیمت نکلے ۔ مارا ازین گیاہ ضعیف این گمان نبود۔
قال جواب یہہ ہے بقول تمہارے بادشاہون کے وقت سے چلا آتا ہے پہلا پیغمبر
امام کیوقت سے تو نہین بنتا آتا ہے۔

اقول جواب یہہ ہے کہ پیغمبر اور امام کیوقت مین کچہہ تعزیہ کی ضرورت نہ تہی سلاطین
اسلام نے جہان اور شعائر اسلام کا اعلان کیا از انجملہ تعزیہ بنانیکا بہی حکم دیا۔

قال اب سمجہو تم کہ بادشاہونکی امت ہو یا پیغمبر کی۔

اقول کیا جاہلون سے قابلیت کرتے ہو وہ بیچارے تو پیغمبر کی امت ہین اور علمائے
امت سے سُن سُنا کر بموجب حدیث من انکر امامۃ السلطان فہو زندیق
بادشاہ اسلام کو منجملہ اولی الامر و امام جانتے ہین بدین وجہہ بادشاہون کیوقت
سے تعزیہ بننے کو سند مانتے ہین اسی حدیث کے بموجب آپکے پہلے جواب کا دوسرا
جواب یہہ دیا جاتا ہے کہ گو تعزیہ پیغمبر کے وقت مین نہین تہا مگر امام کیوقت سے
بنتا آتا ہے اب آپ بہی تعزیہ بنایئے حکم امام یعنے بادشاہ اسلام سے عدول
اور اوسکو عہدہ امامت سے معزول نفرمایئے ورنہ بہت پچہتایئگا یعنے گو صاحبزادے
صدیق ہون مگر آپ زندیق ہو جائیگا۔

قال اور بادشاہون کے ہاتہہ اور وقت سے سینکڑون برے کام ہوتی آئی ہین
اونکے وقت کے ہونے سے یا اونکے کرنے سے وے کام اچہے نہین ہوگئے۔

اقول بادشاہون کے کام اچہے ہون یا برے وہ بسبب ارشاد علمائے کرام و لا
ینعزل الامام بالفسق ای الخروج عن طاعۃ اللہ والجور ای الظلم
علی عباد اللہ کسی طرح معزول ہی نہین ہو سکتی اور جب فسق و جور سے معزول
نہین ہوتی تو ایک امر مباح یعنے تعزیہ بنانے سے جو اچہا کام ہے کیونکر معزول ہونگے
پس اگر آپ ایسے بادشاہ کیوقت مین ہوتے جو تعزیہ بنانے کا حکم دیتا سچ کہیو آپ
بناتے یا نہ بناتے اگر بناتے تو اب بہی بنایئے اور اگر بدعت کہکر نہ بناتے تو حسب
ارشاد من دعاہ السلطان فلم یجبہ فہو مبتدع آپ نافرمانی
اور عدم اجابت دعوت سلطان سے خود بدعتی ہو جاتے غرض یہہ جاہل ٹہرے ہوشیار

ہین خدا جانے کب کا بخار آپنے نکالا بادشاہون کا ذکر کرکے کس جھگڑے اور عذاب مین آپکو ڈالا۔

قال اور بادشاہ کیا مال پیغمبر کے وقت سے بت پرستی چلی آتی ہے اور حرامکاری اور قماربازی اور چوری سب ہوتی آتی ہے کہدو یہہ سب کام بھی درست ہین۔

اقول سبحان اللہ اصل کلام یہہ تھا کہ بادشاہون کے وقت سے تعزیہ بنتا آتا آتا ہے اونہون نے منع نہین کیا بلکہ اوسکو رواج دیا اوسپر کیا خوب آپ فرماتے ہین کہ بادشاہ کیا ال پیغمبر کیوقت سے بت پرستی وغیرہ سب بری کام ہوتے چلے آئے ہین کہدو کہ یہہ سب کام بھی درست ہین لاحول ولا قوۃ کیا حضرت پیغمبر نے ان امور منکرہ سے ممانعت نہین کی یا اپنے وقت مین اپنے امکان بھر انکو روا رکھا آپنے جسطرح تعزیہ پر تہمت کی کہ تعزیہ کے سبب بڑے بڑے گناہ ہونے لگے کیا اسیطرح حضرت پیغمبر پر بھی تہمت کیجیے گا کہ نعوذ باللہ آپکے سبب یہہ سب بڑے بڑے گناہ ہونے لگے اور بادشاہ تو ایسے مال ہین جنکی اطاعت نہ کرنیمین آپ بدعتی اور زندیق ہوسکتے ہین اگر اور زیادہ سرتابی کیجیے گا تو شاید سزایابی کی نوبت آئے تو اور خرابی ہوجائے۔

قال اور جو یہہ کہو کہ ان کامونکو آگے سے منع کرتے آئے ہین مگر لوگون نے نچھوڑا تو یہان بھی اسیطرح سے سمجھو کہ تعزیہ کو منع کرتے آتے ہین مگر لوگون نے نچھوڑا۔

اقول اگلے علمای کرام اور سلاطین اسلام نے تو تعزیہ بنانیکو کبھی منع نہین کیا بلکہ خود اوسکو رواج دیا اور علمای حال بھی اسکو مستحسن جانتے ہین ہان ایک فرقہ مستحدثہ وہابیہ جسمین آپ بھی ہین پیچھے سے منع کیا سو ایسی گوزشتر بات کو ہم کب مانتے ہین۔

قال اور تمنے کسطرح سے جانا کہ کسی عالم و فاضل نے منع نہین کیا۔

اقول ہمنے اسطرح سے جانا کہ بڑے بڑے سلاطین اسلام اور علمای عظام کیوقت

سے تعزیہ بنانا شروع ہوا اور کسی نے ممانعت نہین کی حالانکہ عہد عالمگیر مین بہی جو ایک متعصب بادشاہ تہا اور صدہا علما اوسکے وقت مین موجود تہے وہ بہی کوئی مانع اور مزاحم نہوے اور ممانعت کیسی بلکہ اکثر علماے کرام جو طالب رونق اسلام تہے برابر جواز تعزیہ سازی کا فتوے دیا کیئے اور اوسکی تعظیم کیا کیئے چنانچہ مولوی عبدالواحد خان نبیرۂ مولوی عبدالعلی صاحب رسالۂ ازالۃ الاوہام مین فرماتے ہین (کہ علماے صالحین این عصر مراسم مذکور را از شعائر اسلام تصور فرمودہ قطعًا فتوی براے ترویج وقیام آن دادہ اند) اور اس سے زیادہ خزانۃ المتقین مین تصریح ہے۔ کہ مفتی را باید کہ بنظر حال وعصر وزمان فتوی دہد پس درین عصر وزمان علماے صالحین فتوی بترویج وقیام تعزیہ امام مظلوم کہ دادند نہایت بجا ومناسب است وترویج آن موجب ثواب واجر عظیم انتہی۔ نقلنا من کشف الدین۔

قال جہان عالم فاضل ہوتے آئے ہین وہان ضدی جاہل بہی ہوتے آئے ہین تمام جہان سو سمجھائے سے عالم فاضل کے چہوڑ نہین دیتا ہے۔

اقول ضدی جاہل وہی ہین جو باوجود دعواے قابلیت مرض جاہلیت مین گرفتار اور نشۂ جہل مرکب سے ایسے سرشار ہین کہ اگر ہزار عالم ایک طرف ہون اور کہین کہ تعزیہ بنانا موافق قواعد شرعیہ ہرگز منع نہین تو بہی وہ مرغ کی ایک ہی ٹانگ کہے جائین گے اور اپنی ہٹ کی لکیر ہی پیٹے جائین گے اور اوسکی ممانعت سے سونہ موڑینگے

قال اور عالم جانتے ہو کسے کہتے ہین حقیقت مین وہ ہے جو قرآن وحدیث سے خوب واقف ہو اور اللہ سے ڈرے اور دنیا کی محبت مین نہ پڑے اور خدا ورسول کے خلاف نہ کرے ایسے کو پڑہا کہتے ہین۔

اقول یہی صفت سب اون علماے کرام اور حامیان ملت اسلام مین تہی جو حضرات جواز تعزیہ کا فتوے دیتے تہے اور تعزیہ شریف کے روبرو باادب استادہ ہوکر

فاتحہ اور درود پڑہتے اور اوسکی تعظیم کرتے ہین تو اسبات سے حساب لیتے ہین ۔
قال اور جو عربی و فارسی کی کتابین پڑہکر لگے دنیا کمانے اور نام و عزت کے
لیئے اور جاہ و حشمت کے واسطے اچہے کہانون اور کپڑونکی خواہش سے
موت و عاقبت کو بہول کر کافرون اور فاسقون اور بد عتیون کی خوشامد
کرے اور اونکا تابعدار بنے اور دین کے کامون مین انکی خاطر اور دہشت
سستی ڈالی نہ آپ ہمت باندہیئے اور نہ اونسے ہمت بند ہو لیئے بلکہ دینکی
چورون کی طرح سے دنیا کی طمع سے گوشے مین منہ چہپا دے اور دینداروں
کی شرعی پکی باتون کو جو عوام کو شرک و بدعت سے بچنے کے واسطے کہتے ہین
اپنی بڑائی اور خود پسندی کی راہ سے اوسین جہتین منطقی نکالکر بیچارے نادانون کو
اچہی راہ سے بہکا دے سو ایسے جہوٹے دغاباز مولویون نے خصوص اس زمانہ مین
ظاہر شرع کے لباس سے اپنے تئین آراستہ کر کے ہزارون عوام مسلمانون کو راہ
سے بہکا کر شیطانون کو معطل کر دیا سچ تو یون ہے کہ باطن مین انکے سوائے طالب نام
اور جاہ اور حسد اور کینہ اور فسق اور بدنیتی اور فساد کی دینداری اور خدا پرستی کی
مطلق بو نہین غرض ایسے لوگ حقیقت مین نفس اور شیطان کے اوستاد ہین
اور بیچارے اللہ و رسول کی درگاہ سے راندے اور پہٹکارے ہین اللہ تعالے اپنے فضل و
کرم سے ایسونکی صحبت بد سے بچاوے اور اونکی دہوکے کی ٹٹی کے پہندے
مین نہ پہنساوے غرض نہ خدا سے ڈرے نہ قرآن و حدیث کے موافق کام کرے
ایسے عالمون کو خدا نے قرآن مین گدہا فرمایا ہے جسپر کتابین لدی ہین پڑہا اور رہی
گدہا اور ہے البتہ جو ایسا ہوگا وہ اور کو کیا نصیحت کریگا خود فضیحت
دیگرے را چہ نصیحت ۔
اقول الہی توبہ اس بحر طویل اور اولٹی پلٹی قال و قیل سے دماغ پریشان ہو گیا

پس اس تقریر پریشان کا مختصر جواب یہہ ہے کہ جمہور علماے اسلام کا جس
بات پر اتفاق ہو کہ یہہ فقط بعد آنحضرت صلعم حادث ہوئے ہے بدعت
منہی عنہا نہین ہے بدعت محرمہ وہی ہے جسپر قواعد تشریع و تحریم منطبق ہون
اور جسپر ادلہ وجوب یا ندب یا اباحت منطبق ہون وہ بدعت محرمہ سے خارج
اور اوسکا کرنا واجب یا مباح ہے خصوصًا جب وہ خدا اور رسول کے حکم سے منجملہ
شعائر اللہ اور شعائر اولیاء اللہ ہو اوسکے کرنے اور بنانے مین تو عند الشرع بہت
ثواب ہے ہان جو لوگ با وجود ادعای علم و قابلیت شیطان اور نفس کے بہکانے
سے مع الزام کے واسطے اوسکا نام بدعت رکھکر اوسکے مٹانیکی فکر کرین بیچارے
عوام اہل اسلام کو اپنی اس بناوٹ کے کلام سے دہوکا دین اور بہکاوین شعائر
الہی کے مٹانے مین نہ خدا سے ڈرین نہ قرآن و حدیث کے موافق کام کرین
وہ البتہ وہی لا دو کہو یا اولاد و کد ہے ہین جنہون کتابین لدی ہین پر ایسونکی نصیحت کوئی
نہ سُنی کہ خود فضیحت ہین ۔

قال ہہلا تعزیہ کی بات ایکطرف سینکڑون مرد و عورت مسلمان مدت سے
ظاہر بت پوجتے ہین اور چوٹیان رکہتے ہین اور ہندوؤن کے میلے مین پوری
کچوری پکوان لیجا کر چڑہاتے ہین اور سینکڑون لوگ اسطرح سے جوے اور شراب
مین گرفتار ہین اور ہزارون خلاف شرع کام کرتے ہین اور کوئی اونسے مزاحم
نہین ہوتا اور بہتیرے مولوی جیتے ہین اب یہہ لوگ بہی کہین کہ ہمارے سب کام
حلال ہین کہ مولویون کے وقت مین ہم کرتے ہین نعوذ باللہ منہا ۔

اقول یہہ بڑی خرابی ہے کہ آپ اصل بحث کو چھوڑ کر ادہر ادہر کی باتین ہانکنے
لگتے ہین صاحب اون بیچارون کی اصل بحث یہہ تہی کہ ہمکو تعزیہ بنانے سے
کسی مولوی نے منع نہین کیا اوسپر آپنے یہہ بے تکا کلام کیا جاہون مین اپنے

تئین بدنام کیا بہلا ایسے مسلمانون بدتر از کفار کو بہی بشایستگی و لینت و وعظ و
نصیحت کیا علماء نے ان حرکات سے نہ منع کیا ہوگا کیا اونکی اس بد اطواری
اور بد کرداری سے علماء راضی تہے کبہی نہین یا تو اونکی ان باتون کے چہوڑنے سے
قطعًا مایوس ہوگئی ہوگی یا بقدر خود سمجہایا ہوگا گروہ نمانین تو علماء بیچارے
مجبور ہین وہ خدائی فوجدار نہین کہ زبردستی بضرب و تادیب اونکو باز رکہتے
پہر اگر ایسے لوگ نامسلمان یہہ کہین کہ ہمارے سب کام حلال ہین کہ مولویون کے
وقت مین ہم کرتے ہین تو بالکل سٹری ہین ہان آپکو بظاہر حرارت اسلامی
بہت ہے پہر پہلے انہین نامسلمانون کو درست کرتے راہ اسلام پر لگاتے اس
کوشش بیجا سے جو تعزیہ کی ممانعت مین کر رہے ہین باز آتے۔
قال اور فلانے میان تمکو تعزیہ سے منع کرتے اور کس کام سے اونہون نے
منع کیا تہا وے میان بی بی سے بدتر تہے کچہہ عالم فاضل نہ تہے جیسے تم ویسے وے
سوتا کہین سوتے کو جگاتا ہے۔
اقول یہہ آپنے کیونکر جانا کہ وہ عالم فاضل نہ تہے جاہل تہے اور اگر بالفرض جاہل
تہے تو ایسے عالمون کی صحبت اوٹہائی ہوگی جو خود تعزیہ شریف کو بناتے یا اوسکے
سامنے درود و سلام تحیۃ و اکرام بجالاتی تہو۔
قال اور جبکہ تم اور تمہارے باپ مرید ہوے کیون نہ تعزیہ بنادین اگر ایسی باتون سے
مریدون کو منع کرتے اور خود بہی باز رہتے تو مرید چادر ملیدہ ریوڑی گٹہر کسقدر
لاتے اور بڑی حویلی اور دادا کا گنبد کہان سے بنتا جیسے ہم مرید ویسے وکے پیر
جیسی روح ویسے فرشتے
اقول کیون بیچارے فقرا پہ تہمت اور اونکی غیبت کرتے ہو یہہ بیچارے دنیا
سے کنارے ہوکر گوشہ اور توشہ پہ قناعت کرکے یاد اللہ کرتے ہین چادر ملیدہ

ریوڑی گشتہ اگر کوی اپنی ارادت اور عقیدت سے لایا ہی تو اوسیوقت حاضرین
خصوصًا اطفال کو تقسیم کر دیتے ہین اگر بالفرض وہ اس قلیل نذر و نیاز کو ذخیرہ بہی
کر رکہتے تو بڑی حویلی اور دادا گنبد کیسا خاص کسی وہابی کی ایک پکی قبر بہی نہ بن سکتی
ہان بمضمون من کان للہ کان اللہ لہ جب یہہ خدا پر توکل کر کے بیٹہے ہین تو خدا
انکو پہونچاتا ہے آپکو ناحق ان اللہ والون پر غصہ آتا ہے ؎ خاکساران جہان
را بحقارت منگر ۔ تو چہ دانی کہ درین گرد سوارے باشد ۔ آپکی یہہ متعصبانہ تقریر
پُر تمیز و بیر کوئی نہ سُنیگا علما فقرا یہین جو مستند و کامل ہین اونکا قول و فعل البتہ
حجت ہے جیسے علما یہین مولوی انوار الحق و نور الحق و مولوی عبد العلی و عبد
الواحد خان وغیرہم جو تعزیہ شریف کو منجملہ شعائر اسلام اور واجب التعظیم والاحترام
جانتے ہین اور فقرا مسلم الثبوت مین شاہ عبد الرزاق صاحب بانسوی جو خاص
اپنے ہاتہہ سے بکمال احتیاط تعزیہ بناتے تہے اور بروز عاشورہ ننگے سر برہنہ پا ہمراہ
تعزیہ روتے جاتے تہے اور شاہ نیاز احمد صاحب بریلوی کہ جب بروز عاشورہ
کوی تعزیہ اونکے مکان کے قریب آتا تہا اپنے کاندہے پر رکہکر تا مسافت بعیدہ پہونچا آتے
تہے اور تمام روز اسی شغل مین رہتے تہے چنانچہ یہہ حالات ان بزرگون کے
بسبب کثرت شہرت اقامت دلیل کے محتاج نہین لیکن مرض جہالت کا
کوی علاج نہین ۔

قال اور پیرجی کی کسبیان بہی مرید ہوتی ہین اور اپنا کسب کیئے جاتی ہین
اور خرچی سے پیر کا خرچ بہی نکالتی ہین اب تمہاری طرح کسبیان بہی کہین
کہ ہمارا کسب بہی حلال ہے کہ پیرجی کمائی کہاتے ہین اور ہمسے مزاحم نہین ہوتے
غرض ایسے ہی بہڑوے پیرون نے تو جہان کو خراب کیا ہے خدا انہیں خراب کرے
اور ان ٹہگون سے اپنی پناہ مین رکہے ادہر مال لین اودہر ایمان ۔

اقول یہہ اون دنیا طلبون اور مکارون کا ذکر کر رہے ہین جو دنیا کمانے کیواسطے ہزار حیلے و بہانے کرتے ہین کہین ملا سیلانے بنتے ہین کہین پیرون کے بہیس مین رنگ لاتے ہین غرض جس رنگ سے زخارف دنیا حاصل ہو اوسی رنگ سے کماتے ہین ایسی ہی بے پیرون کی نسبت پیر معنوی فرماتے ہین ع اے بسا ابلیس آدم روئے ہست ؛ پس بہر دستی نباید داد دست – خدا ایسے بے پیرون شہرون کو خراب کرے جنہون نے جہان کو خراب اور سچے پیرونکو بدنام کیا۔

قال اور بعضے جاہل یون کہتے ہین کہ اگر تعزیہ بنانا منع ہوتا تو ہمکو امام کچہہ سزا دیتے اسکا جواب یہہ ہے کہ تم بڑے جاہل ہو اتنا نہین جانتے کہ اگر امام کے ہاتہہ سزا ہوتی تو پہلے یزید کو سزا دیتے آپ کیون مصیبت اوٹہاتے سزا خدا کے ہاتہہ ہے اور موقوف ہے قیامت پر دنیا جزا اور سزا کا گہر نہین ہے یہان کرلو وہان بہگتوگے مثل مشہور ہے جیسی یہان کرنی ویسی وہان بہرنی۔

اقول کیا آپکے زعم باطل مین حضرت امام علیہ السلام نے مجبوری سے یہہ مصیبت اوٹہائی ورنہ درحالت اختیار کبہی اسکا تحمل اور یزید اور تابعین یزید کی سزا دہی مین تامل نکرتے یہہ آپکا خیال خام مصداق ان بعض الظن اثم نسبت بحضرت امام ہے اس لیئے کہ جب حضرت جبرئیل محضر شہادت امام خدمت رسول جلیل مین لائے تو حضرت امام نے اس منصب جلیل اور مصیبت عظیم کو بکمال رضا و تسلیم اور بوعدہ ثبات قدم اور صبر اتم قبول کیا اوس محضر کو مزین بدستخط کر دیا اور یہہ سچ ہے کہ سزا خدا کے ہاتہہ ہے مگر حضرت امام بہی اوس زمرۂ کرام سے ہین جنکی مشیت بمفاد کریمہ وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ خدا کی مشیت کے ساتہہ ہے پس اگر امام چاہتے تو یزید اور جملہ تابعین کو اوسی روز سزا ملجاتی کہ تمام مخلوقات فرزند رسول کی نصرت کو حاضر و موجود تہے مگر آپنے قبول نہ کیا کہ بعض

وہا بیان بے تہذیب کی تکذیب کی واسطے بعض مواقع مین اختیار سزادہی کو
بہی ظاہر کردیا چنانچہ بعض ملاعنہ پیاس کے طعنہ دینے پر بد عائی حضرت پیاسے
جہنم واصل ہوسے اور بعضے جیسمی آتش خندق سے اشتعال دلانے پر نار دنیا سے
جلکر ہاویہ مین داخل ہوے بہرکیف امام نے جب دشمنون کے مظالم پر صبر کیا تو دوستون
تعزیہ بنانیوالون کو کیون سزا دیتے بلکہ روز جزا وہ اسکا پہل پائین گے حضرت
امام اونکو جزای خیر دلوائین گے۔

قال اور بالفرض بہت کام تم بہی حرام جانتے ہو جیسے چوری حرامکاری شراب
پینا جوا کہیلنا اور ان کامون کو ہزار لوگ کرتے ہین چنگے پہلے موجود ہین کچہہ سزا
نہین ہوتی کیا امام کو یہہ کام بہی اچہے معلوم ہوتے ہین۔

اقول امام تو آپکے نزدیک برای نام بلکہ ہر مقام پر مورد الزام ہین لیکن اسکے
تو آپ بہی مقر ہین کہ سزا خدا کے ہاتہہ ہے پہر کیا خدا کو بہی یہہ سب کام اچہے معلوم
ہوتے ہین غنیمت ہے کہ پہلے تو اتنا ہی کہا تہا کہ سزا موقوف ہے قیامت پر اب
یہان وہ بہی بہولے۔

قال اور بعضے بیوقوف یون مغز خالی کرتے ہین کہ یہہ باتین نئی نکالی ہین ہمنے
اپنے بزرگون سے نہین سُنین کیا جانے کون کتاب کہان سے نکلی ہے
جسمین یہہ کچہہ لکہا ہے۔

اقول بعضے تہی مغز مطلب قائل پر غور نہین کرتے اولٹا پلٹا جواب دینے پر
مرتے ہین مطلب قائل یہہ ہے کہ قرآن مین ایسی چیزونکو تعبیر بہ شعائر اللہ کیا
اور اونکی تعظیم کا حکم دیا احادیث سے اقسام بدعت حسب تصریح فریقین ظاہر ہے
جسنے تعزیہ وغیرہ امور مباحہ بدعت محرمہ سے باہر ہوی پہر علاوہ قرآن و حدیث
اور نئی کتاب کون کہان سے نکلی ہے جسمین یہہ کچہہ لکہا ہے کہ تعزیہ بنانا نادر وا ہے

قال اسکا جواب یہہ ہے کہ تم جو تعزیہ بناتے ہو تو پیغمبر اور اماموں کے بعد دنیاداروں نے مقرر کیا ہے۔

اقول اسکا جواب یہہ ہے کہ پیغمبر اور اماموں کے بعد بہت سی باتین مسلمانوں نے مقرر کین ازانجملہ تعزیہ بنانا بھی ہے اور ان سب امور مین رجحان شرعی پایا جاتا ہے علمای اسلام اونکو مستحسن جانتے ہین فائدہ ما راٰہ المسلمون حسنًا فھو عند اللہ الحسن کو مسلم مانتے ہین۔

قال اور ہم جو کہتے اور کرتے ہین سو پیغمبر اور امام کیوقت کا کہا اور کیا ہے

اقول جہوٹ ہے حضرت پیغمبر اور اماموں نے امام مظلوم کے غم مین مرثیے پڑہے روئے رولائے آپنے یہہ کچہہ نہ کیا بلکہ برخلاف اسکے خوشی کا حکم دیا پہر کس موںہہ سے کہتے ہو کہ ہم جو کہتے اور کرتے ہین سو امام اور پیغمبر کے وقت کا کہا اور کیا ہے

قال ہماری کتاب قرآن و حدیث ہے خدا و رسول کا کہا ہوا ہے۔

اقول قرآن مین تعظیم شعائر اللہ کا حکم ہے تمنے نہ مانا اوسمین ایسے مصائب بیان کئے ہین جس سے پہاڑ روئین تمنے خوشی کرنا واجب جانا حدیث مین قرآن و اہلبیت کا قیامت تک ساتہہ تہا تمنے یہہ شاخ نکالی کہ ان دونون مین جدای ڈالی پہر تمہاری کتاب قرآن و حدیث کچہہ بہی نہین قرآن و حدیث اون مسلمانون کی کتاب ہے جو شعائر اللہ کی تعظیم مرثیہ مصیبت و ما بکت علیھم السماء والارض کو جو قرآن مین مذکور ہے تسلیم کرتے ہین حسب ارشاد پیغمبر قرآن و اہلبیت کا ساتہہ قیامت تک مانتے اور مرثیہ کہنے اور پڑہنے اور رونے رولانے تقلید و پیروی آنحضرت و آئمہ اطہار جانتے تہے

قال اور تمہارا مرثیہ اور کتاب دلگیر و مسکین اور بیان فلانے کا کہا ہوا ہے

اقول دلگیر و مسکین وغیرہما شعرای اہلبیت کے مرثیے و کتاب بہی قرآن و حدیث کے مرثیہ و کتاب سے ماخوذ ہین فرق اصل و نقل و ترجمہ کا ہے اور قرآن سے

ترجمہ پڑہنے کو تو آپ پہلے ہی حکم دیچکے ہین اسیطرح حدیث کہی ترجمہ کو سمجھ لیجیے

قال اب سچ کہو پرانی بات اور کتاب کسکی ہے اور نئی کسکی اور دیگر اور مسکین کسکی طرف اور خدا ورسول کسکی طرف۔

اقول ہم سچ کہتے ہین کہ پرانی بات اور کتاب اونہین مسلمانونکی ہے جو قرآن وحدیث پر عمل کرتے ہین محدثات امور کو قواعد شرع پر منطبق کرکے اوسکے اقسام نکالتے ہین۔ اور نئی کتاب وہابیون کی ہے جو احکام اسلام اور طریقہ مستمرہ اہل اسلام مین نئی نئی باتین نکالکر جہگڑے ڈالتے ہین اور خدا ورسول دیگر ومسکین ایسے مسلمانون کیطرف اور عبدالوہاب مردود اور سعود نامسعود وہابیون کی طرف ہین۔

قال اور بعضے جو آپکو قابل سمجھتے ہین دیون قابلیت جہاڑتے ہین کہ قرآن اور حدیث تو ہمیشہ سے ہے اور بہت لوگ پڑہے ہوئے ہین لیکن یہہ معنی آیت اور حدیث کے کبہی نہین سنے تہے اسکا جواب یہہ ہے کہ قرآن وحدیث کے لفظ کے معنی تم پہچانتے ہو یا نہین اگر پڑہے ہو تو ہمارا ہاتہہ پکڑکر کہو کہ اس لفظ کے معنے یہہ نہین ہین جو تم کہتے ہو اسطرح نہین اور جو تم طوطے کیطرح سوای لفظ کے نہین جانتے تو پہر ناحق ٹین ٹین کیون کرتے ہو کسی عالم معتبر سے پوچھا تہا کہ اوسنے اس لفظ کے معنے کچھہ اور ہی کہے۔

اقول قرآن مین صفا ومروہ اور شتران قربانی کو شعائر اللہ اور من یعظم شعائر اللہ سے اونکی تعظیم کا حکم فرمایا ہے اور کل شیٔ مطلق ای مباح حدیث مین آیا ہے اب اگر آپکی طرح کوئی کہے کہ صفا ومروہ تو پتہر اور شتران قربانی ذی روح جانور ہین اسیطرح تعزیہ ابرک بانس کاغذ وغیرہ کا بنتا ہے مسجد چونے اینٹ لکڑی سے بنائی جاتی ہے کعبہ اینٹ پتہر سے تعمیر کیا گیا ہے حجر اسود تو خاص پتہر ہی ہے ان سبکی تعظیم مت کرو تعزیہ نہ بناؤ اوسکے بنانیکو بدعت سمجہو اسکا

جواب یہہ ہے کہ قرآن و حدیث کے الفاظ کے معانی تم پڑہے ہو یا نہین اگر پڑہے ہو تو ہمارا ہاتہہ پکڑکر کہو کہ صفا و مروہ اور بدن اور من یعظم شعائر اللہ کے معانی ان آیات قرآنی مین اور مطلق مباح کے معانی حدیث مین یہہ نہین ہین جو تم کہتے ہو اور اونسے تعزیہ بنانے اور اوسکی تعظیم کرنے کا جواز نکالتے ہو بلکہ اسطرح مین اور جو تم طوطے کیطرح سوائے لفظ کے نہین جانتے یا جان بوجہکر نہین مانتے ہو تو پہر ناحق ٹین ٹین کیون کرتے ہو سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین آدمیت اور شے ہے علم ہے کچہہ اور شے لاکہہ طوطے کو پڑہایا پر وہ حیوان ہی رہا۔

قال اور بعضے کمبخت جاہل جب سب طرف سے ہار جاتے ہین تو یون کہتے ہین کہ یہہ ہم کچہہ نہین جانتے ہمارے بزرگون سے یہہ بات چلی آتی ہے ہم اپنے باپ دادا کی لیک پر چلین گے اسکا جواب یہہ ہے کہ پیغمبر کے وقت کے کافر بہی حضرت کے مقابلہ مین یہی کہتے تہے جو جیسے تم کہتے ہو بہلا ہم تمسے پوچہتے ہین کہ اگر تمہارا باپ دادا اندہا ہو یا ایکبار رستہ چلنے مین کنوین مین جا رہا ہو یہہ سنکر تم بہی اپنی آنکہین پہوڑلوگے اور کنوین مین جاکر گر پڑوگے کہ یہہ ہمارے باپ دادا کی صورت اور سیرت ہے آخر یہہ چال باپ دادا کی ہرگز نہ چل سکوگے بڑا تعجب ہے کہ دنیا کے نقصان مین باپ دادا کے شریک نہین اور دین مین اونکی لیک پر چلا چاہتے ہو ذرا تو شرماؤ کیسے کٹر ہو کلمہ کہو نبی کا اور لیک پر چلو اپنے باپ دادا کی۔

اقول اگر باپ دادا طریقہ اسلام پر ہون تو اونکے طریقہ پر چلنے کو کسنے منع کیا ہے قرآن مین ما وجدنا علیہ اباءنا خدا نے کافرون کی نسبت فرمایا ہے یا مسلمانون کے نسبت بہی یہی حکم آتا ہے کہ اپنے باپ دادا کے طریقہ اسلام پر نہ چلین شاید اسی وجہ سے آپنے باپ دادا کا طریقہ چہوڑا اونکی تقلید و پیروی کا

پٹہ توڑا ثانی یزید عبد الوہاب مرید کے مرید ہوگئے ذرا تو شرماؤ کیسے کٹر ہو کلمہ پڑہو جناب رسالتماب کا اور طریقہ اختیار کرو عبد الوہاب کا۔

قال بعضے جو جاہلون مین ملا مخدوم بنے ہین وہ یون مسئلہ جہاڑتے ہین کہ حضرت امام نے امت کے واسطے سر دیا اسواسطے یہہ امت انکا تعزیہ بناتے ہین اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ تمہارا زٹل قافیہ جسکا کہین ٹہور نہ ٹہکانا اسکے کیا معنے کہ امت کے لیئے سر دیا جو کوئی کسیکے لیے سر دیتا ہے تو چاہیئے کچھہ دنیا مین اوسکا بچاؤ ہو یا عقبے مین بہلا ہم تمسے پوچھتے ہین کیا اوسوقت یزید پلید تمام امت کا سر کاٹے ڈالتا تہا کہ امام نے اونکے سر کے عوض اپنا سر دینا قبول کیا اور عاقبت مین بہی امام کے سر دینے سے ہمارے گناہ کی سند معافی کی نہین ملی کہین قرآن و حدیث مین ہے کہ قیامت کو تمہارے گناہ امام کے سر کے عوض بخشے جاوین گے جہان خدا و رسول نے اسکا ذکر کیا ہے یہی کہا ہے کہ جو کوئی ایمان لاوے اور بہلے کام کرے اوسکو خدا بخشیگا بہلا اتنا سمجھو کہ دنیا اور دین مین کوئی ادنی کسی دوسرے کے گناہ مین مارا ہاڑا نہین جاتا اللہ ہمارے عوض امام کو کیون مارتا الہی ہماری ہزار ہزار توبہ گناہ ہم کرین اور امام مارے جاوین۔

اقول یہہ بیچارے جاہلون کا زٹل قافیہ نہین ہے بڑے بڑے محققین علماء کرام سے سنا سنایا ہے حضرت امام کا خدا کی راہ مین سر دینا تو ظاہر ہے لیکن فدیہ رسول اور ذریعہ شفاعت امت رسول مقبول ہونا بہی آیا ہے چنانچہ سر الشہادتین مین شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلعم مین جملہ کمالات خدا نے جمع کیئے تہے فقط کمال شہادت بدین مصلحت باقی تہا کہ آپکی شہادت بالاعلان سے کسر شوکت اسلام و اختلال دین مبین ہوجاتا پس حکمت الہی اسکی مقتضی ہوئی کہ آپکے عزیز ترین اولاد کی شہادت سے کمال

مین بہی ویساہی معلوم ہوا جو تیکو خواب بہی جہوٹا دکہائی دیا یہہ آپنے اپنے پیر کی
تعریف مین سچ کہا کہ ہر جیسے کو تیسا نہ اسمین کوڑی خرچ کرنی پڑے نہ پیسا۔
قال حدیث مین آیا ہے جو بات مین سچا زیادہ وہ خواب مین بہی سچا زیادہ
جب حضرت پیغمبر کو جنکی صورت شیطان نہین بن سکتا ہے انکے حدیث خواب
یہہ حکم ہے کہ شرع اور حدیث زندگی کے مخالف ہو تو اوسپر عمل نہین درست
پہر اور کا خواب کس گنتی مین ہے یہہ دین مسلمانی خواب وخیال سے مقرر نہین
ہوا خلقت ایسی گمراہ ہوئی کہ ہمنے حضرت مدار سلار اور فلانے پیر وشہید
خواب مین دیکہا وے ہمسے یون کہہ گئے خدا ایسی جہالت سے پناہ مین رکہے
اقول پہر آپکے پیر کا خواب بہی نہ تین مین نہ تیرہ مین کسی گنتی مین نہ رہا وہ ساری
منامات وکرامات گاؤخورد ہوگئے آپنے سچ کہا کہ یہہ دین مسلمانی خواب
خیال سے مقرر نہین ہوا ایک عجیب الخلقت ایسا گمراہ ہوا کہ مین نے حضرت
پیغمبر اور حضرت علی اور حضرت بی بی اور سب سے بڑہکر خدا کو
خواب مین دیکہا کہ وہ ہمسے یہہ کر گئے اور کہہ گئے خدا اس جہالت سے پناہ مین رکہے
قال اور بعضے بیوقوف جسکو سنتے ہین کہ بدعت سے منع کرتا ہے کہتے ہین
کہ یہہ شخص وہابی ہے ایسی باتین وہابی کرتے ہین اسکا جواب یہہ ہے
کہ جس بات سے ہم منع کرتے ہین اوسکی بنا ہی قرآن وحدیث سے بیان کرتے
ہین کہین وہابیون کا نام نہین لیتے ہین نہ انکی بات کی سند پکڑتے ہین باوجود
اسکے ہمارا وہابی کہنا ہمکو بیجا ہے اور اگر وہابی اسیکا نام ہے کہ جو شرک
اور بدعت کو دور کرے اور موافق قرآن وحدیث کے عمل مین لاوے تو ہم
وہابی سہی بقول امام شافعی کے اگر رفض فقط حب آل محمد کا نام ہے
تو ہم رافضی ہین۔

اقول یہہ تو وہی مثل ہوئی کہ چور کی داڑہی مین تنکا آپ لاکہہ چھپایئے اور باتین بنایئے انگریزی خانہ اور تعزیہ خانہ بلکہ روضۂ آن حضرت علیہ السلام اور تعزیہ امام کی اہانت کرنے اور میلاد شریف سید کونین و مجلس عزای امام حسین علیہ السلام کو بدعت ٹہرانے اور آن حضرت کے شعائر مٹانے سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کہلے کہلے وہابی اور اسی فرقہ ہر بابی سے ہین یہہ فقط آپکا مکر و دغل ہے کہ ہمارا قرآن و حدیث پر عمل ہے خدا امام شافعی کو جزای خیر دے کہ وہ جب آل محمد ہی مین رافضی ہونے کو تیار ہوگئے مگر آپکو آل محمد سے وہ عداوت ہے کہ جیسے رافضیون سے آن حضرات کی محبت پر خفا تہے ویسے خود انسے بیزار ہوگئے کہ وہابی ہونا قبول کیا مگر محبت آل محمد کے مارے رفض سے عدول نکول کیا۔

قال اور جو بڑے بیل ہین وے یون بولتے ہین کہ مسلمانی اب دو کامون مین آرہی ہے ایکتو گائے کا گوشت کہانا دوسرے تعزیہ بنانا اسکا جواب یہہ ہے کہ گائے کا گوشت کہانا نہ فرض ہے نہ واجب نہ کچہہ ثواب نہ عذاب جسطرح اور گوشت حلال ہین ایک یہہ بہی ہے بالفرض اگر ہنود گائے کا گوشت کہانے لگین اور باتین مسلمانی کی قبول نہ کرین تو بہی ہم اونکو مسلمان نہ کہین گے اور جو فقط گائے کہانے مین مسلمانی ہوتی تو سبسے بڑے مسلمان چمار اور بہنگی ہوتے کہ سب سے زیادہ وہ کہاتے ہین نہ حلال چہوڑین نہ مردار بقول شخصے کہڑی گائے کہانے والے ہین۔

اقول زہے قابلیت گائے بیل کے قصے اور مسلمانون سے مناظرہ اب مثل عجل جسد لہ خوار۔ اس میدان سے الگ فریاد کیجئے اور گاؤ زوری مین قول سعدی یاد کیجئے ؎ اسپ لاغر میان بکار آید ؛ روز میدان نہ گاؤ پرواری بہلا شعائر ایمانی اور رمغہ مسلمانی سے گاؤ کو کیا لگاؤ ہے۔ برات عاشقان

برشاخ آہو۔ سنا تہا گر قنوجی برہمن کے ساتہہ شاخ گاؤ ہے لیکن چونکہ ہم آپکے
حال سے واقف ہین اسکی لم سمجہہ گئے واقعی کیونکر آپ گائے بیل کی رعایت
نہ نباہین کہ مریدین سرکار مین چہپی ؑ بیٹہے جولاہے کتر قنوج کے قصائی شہر
ہین پہر بلّی کو خواب مین چہیچہڑے ہی نظر آیا چاہین سہ کیف ایسے گوسفند
وہی لوگ پہسلتے ہین جو اس است مین ہو کر سامری کی لیک چلتے ہین اب ذرا
سوچیئے شرمایئے نری کہری بچہپا کی یا پانہ ہنجایئے۔

قال اور جو اس سبب کہتے ہو کہ گائے کہلنے مین ہمکو ہندوؤن سے کمال
تفرقہ حاصل ہوتا ہے کہ جسکو وہ معبود ٹہراتے ہین اور تعظیم کرتے ہین ہم اوسکو
ذبح کرکے کہلتے ہین گویا ہمارے اونکے دین مین اسی بات سے کمال جدائی
نکلتی ہے تو شاباش آفرین پہر تعزیہ کو بہی یہی بوجہکر چہوڑدو کہ جسطرح گائی
کہانے مین ہندوؤن سے مخالفت تمام ہے تعزیہ بنانیمین بہی اونسے موافقت
اور مشابہت مالا کلام ہے یہان بغیرلی کا برقع کیون پہنے ہوا ور اونکی موافقت
اور مشابہہ ہوی جاتے ہو۔

اقول یہہ نہ معلوم ہوا کہ تعزیہ بنانے مین ہندوؤن سے کس بات مین موافقت
اور مشابہت ہے کیا وہ بہی کوئی چیز بلا تشبیہ مثل تعزیہ اپنی کسی
اوتار کی مصیبت مین بناتے ہین یا اہل اسلام تعزیہ کو مثل معبودان ہنود
اپنا معبود ٹہراتے ہین یہہ دونون امر تو ایسے بدیہی البطلان ہین کہ کوئی
مسلمان اسکے بطلان مین شبہہ نہین کر سکتا پہر کونسی مشابہت ہے شاید
وہی پرانا ڈہکوسلا ہوگا کہ تعزیہ ابرک بانس کاغذ سے بنتا ہے سو اسکا
جواب بکرات ومرات بخوبی ہوچکا ہے اور بدلائل ثابت کر دیا گیا ہے کہ
تعزیہ بنانا عمومات شرع سے مستفاد ہوتا ہے اسمین کچہہ قباحت نہین

اور ہنود کے افعال و اعمال مین کوئی شریعت اسلام کا لگاؤ اور ربط نہین مگر آپکی آنکھون مین ہنود کا رنگ ایسا سما رہا ہے کہ آپکو اسلام بھی اوسی رنگ کا نظر آرہا ہے۔

قال ذرا سمجھو یہی سبب ہے کہ ہنود کسی اور کام مسلمانی مین شریک اور موافق نہین ہوتے ہین بلکہ دشمنی رکھتے ہین مگر تعزیہ اور گور پرستی سے راضی ہین بلکہ شریک ہوکر شربت اور ریوڑی چڑھاتے ہین اور درگاہون مین نذر و نیاز لیکر جاتے ہین اسواسطے کہ اسمین مشابہت پاتے ہین سچ ہے ؎ کبوتر با کبوتر باز با باز ✦ کند ہمجنس باہمجنس پرواز۔

اقول واہ رے اولٹی سمجھہ اجی حضرت اسکا سبب معاذ اللہ جنسیت اور مشابہت نہین بلکہ رعب شوکت و جلالت شعائر حضرت امام اور اہبت اولیای کرام سے نذر و نیاز چڑھاتے اور اس کار خیر کے فیض و برکت سے بالآخر اکثر پابند اسلام ہوجاتے ہین افسوس آپنے لکھنؤ کے نامی گرامی ہندوؤنکو نہین دیکھا ورنہ بخوبی ظاہر ہوجاتا کہ تعزیہ داری کی برکت سے کتنے ہندوؤن نے شعائر اسلام کو اختیار کیا اور بت پرستی کو مطلقًا چھوڑ دیا مراسم کفر سب موقوف ہوکر اقامت صلوۃ اور ایتاء زکوۃ مین بدل مصروف ہوئے اب ذرا سمجھو کہ اسی تعزیہ داری کے بدولت ہنود جملہ کام مسلمانون مین مسلمانون کے شریک اور موافق ہوجاتے ہین آپ اولٹی جاتے ہین مسلمانونکو مشابہت ہنود کا الزام دیا یہہ نہ سمجھے کہ اپنا ہی اسلام کہان بیل گیا سچ ہے ؎ کلاغے تگ کبک راگوش کرد ✦ تگ خویشتن ہم فراموش کرد۔

قال اور بڑے شرم کی بات ہے کہ تمنے قرآن و حدیث نماز روزہ و حج زکوۃ سب چھوڑ کر کاٹ بانس اور گاے مین مسلمانی مقرر کی۔

اقول بڑی شرم کی بات ہے کہ جواب پا نہی جاتے ہو پہر باتین بنانے جاتے ہو
اس کاٹ بانس کو خدا نے یہہ شرف دیا ہے کہ مسلمانون کا کیا ذکر اسی کی برکت
سے کفار بہی قرآن و حدیث پڑہتے اور صوم و صلوۃ حج و زکوۃ سب ارکان
اسلام رفتہ رفتہ ادا کرنے لگے پس جسکے سبب سے اسقدر اشاعت اسلام ہو
اوسکو دیندار لوگ کیونکر شعائر ایمانی اور تمغہ مسلمانی نہ مقرر کرین۔

قال ذرا شرماؤ و بڑی بیل کا ٹہکے الو نہ بنو۔

اقول ~ در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند ۞ انچہ آن شیخ ہما گفت باو میگویم

قال اور تعزیہ کا احوال ہمنے اوپر سے اودہیرٌ کر دکہایا اور باقی رہا سہا
اور دکہائے دیتے ہین۔

اقول یہہ سب منصفون کے ذہن مین منقوش ہو گیا کہ آپکا اودہیرٌنا بالکل
کالعہن المنقوش ہو گیا اب جو باقی دکہائیگا انشا اللہ اسیطرح بحتا یگا۔

قال فصل تیسری چند مکر اور ذرا دل سے سنو کہ بنیاد تعزیہ کی اس بات پر
ہے کہ موت اور مصیبت مین روئے پیٹے جسطرح ہو سکے۔

اقول بنیاد تعزیہ کی ہر موت اور مصیبت کے واسطے نہین ہے یہہ آپکا مکر ہے
ہان مصیبت امام مین رونے اور پیٹنے کو کہئیے تو صحیح ہے۔

قال اب دیکہو کہ خدا و رسول نے ایسے وقت مین تعزیہ بنانے اور مرثیہ گانیکا
حکم دیا ہے یا صبر اور اپنی یاد کرنیکو فرمایا ہے۔

اقول خدا خیر کرے اب آپ ابتدائی فصل سے بگڑے کلام فقط مصیبت امام مین
تہا آپنے ہر مصیبت کو عام لیلیا اور اوسپر الزام دیا خیر ہر مصیبت کے واسطے
خدا و رسول نے تعزیہ بنانے کا حکم نہین دیا مصیبت امام سے منجملہ شعائر ذکر
کیا ہے اور خدا و رسول کی یاد تو شادی و غم ہر حال مین مقدم ہے اور صبر بہی ہر حال مین

متحتم ہے مگر رونے پیٹنے سے صبر نہین جاتا چنانچہ اسکا ذکر بعد اسکے آتا ہے۔

قال قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ ان اللہ مع الصابرین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے مسلمانو قوت پکڑو صبر کرنے سے اور نماز سے بیشک اللہ تعالیٰ ساتھ ہے صبر کرنیوالون کے اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب کچھ مشکل اور مصیبت پڑے تو اوسمین صبر اور نماز سے قوت پکڑے کیونکہ بغیر مشکل اور مصیبت کے صبر کی حاجت نہین اور جو کوئی صبر نکرے اللہ اوسکے ساتھ نہین اور صبر کرنا ایمان کی نشانی ہے۔

اقول اس آیہ کریمہ سے ہمکو روز عاشورہ حضرت امام کا نماز کے واسطے اہل شام سے مہلت طلب کرنا یاد آگیا افسوس اون اشقیا نے امام کو نماز کی بھی مہلت ندی اور آپنے نماز خوف ادا کی اپنے جد امجد کیطرح کما سیاتی فرقت احباب اور اعزہ مین روئے رولائے اون مصائب بیحساب مین صبر کے جوہر بھی دکھائے پس صبر کرنا بیشک ایمان کی نشانی ہے لیکن رونے رولانے کو منافی صبر سمجھنا محض بے ایمانی ہے بھلا یہہ تو بتلایئے کہ یہہ آیت جنپر نازل ہوئی تھی وہ خوب اسکا مطلب جانتے تھے یا آپ اور اونہون نے جو اپنے اعزا اقارب کی مصیبتون پر گریہ و بکا بلکہ صیحہ و نالہ کیا جیسا کہ آیندہ مذکور ہوگا وہ آپکے نزدیک صابرون مین تھے یا نہین اگر تھے اور بیشک تھے تو ہم بھی رونے اور صبر کرنے مین اپنے پیغمبر اور امام کے پیرو ہین اور خدا ہمارے ساتھ ہے اور اگر معاذ اللہ آپکے زعم فاسد مین یہہ حضرات صابرون مین نہ تھے تو پھر جب پیغمبر اور امام بھی بے صبر ٹھہرے اور اونہین کی کچھہ آپ رعایت نکرین تو ہم کیا شکایت کرین

قال اور صبر عرف اسیکا نام ہے کہ مصیبت مین آپکو نوحہ و زاری اور پیٹنے اور گریبان پھاڑنے سے بند کرے۔

اقول ہمتو اتنا جانتے ہین کہ حضرات انبیا خصوصاً حضرت سید انبیا و اہلبیت
و صحابہ ان سب اکابر مین صبر جمیل بوراثت اجر جزیل تہا جس صبر کے ساتہہ وہ بہت سی
باتین جو آپنے خلاف صبر لکہی ہین کرتے تہے خواہ وہ صبر عرفی ہو یا شرعی اب
ہم ان چارون چیزون کی جنکو آپ مخالف صبر کہتے ہین علیحدہ علیحدہ سند پیش
کرتے ہین اما نوحہ و زاری پس حضرت یعقوب کا رونا تو مشہور اور قرآن
مین اسطرح مذکور ہے وابیضت عیناہ من الحزن یعنے روتے روتے اونکی آنکہین سفید
ہوگئین نور بصارت جاتا رہا برادران یوسف نے زیادہ رونے رولانے پر آپکی
طرح طعنے دیے جسکے جواب مین حضرت یعقوب نے بل سولت لکم انفسکم امرا فصبر جمیل
کہا ہمارے حضرت کو وقت انتقال فرزند خود حضرت ابراہیم اسقدر رونا آیا کہ
جوش رقت مین جاہلون کے شبہات واہیہ دفع کرنے کو بموجب روایت صحیحہ
البکاء من الرحمۃ فرمایا اور حضرت امیر حمزہ سید الشہدا کے سانحہ پر تو اس
بیتابی سے روئے اور ایسا گریہ عجیب دردانگیز مرثیہ پڑہا کہ سننے والون کے ہوش
کہوئے چنانچہ مدارج النبوۃ مین ابن مسعود سے روایت ہے۔ کہ گفت ندیدہ ہم ما
آن حضرت صلعم را گریہ کنندہ تر ہرگز سخت تر از گریہ وی بر حمزہ ابن عبد المطلب
ایستاد بر جنازہ وی و گریہ کرد و بر داشت آواز تا بیہوش شد و فرمود یا حمزہ
یا عم رسول اللہ یا اسد اللہ یا اسد رسولہ یا حمزہ یا فاعل الخیرات
یا حمزہ یا کاشف الکربات یا حمزہ یا ذاب عن وجہ رسول اللہ و از ینجا
معلوم می شود کہ در ندبہ و بے طاقتی فریاد و آہ و نالہ نیز بوجود آمدہ است واللہ اعلم
انتہی پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ مصیبت مین رونا رولانا مرثیہ پڑہنا بلکہ
حالت بیطاقتی مین آہ و نالہ و صیحہ و فریاد تک بہی منافی صبر نہین ہے اور جو سنگدل
اسکو بے صبری سمجہے اوسکا دین و ایمان جاتا رہا کہ اوسنے ہمکو نہین بلکہ رسولخدا کو

بے صبر کہا اور خود آنحضرت کے غم مین اہلبیت کا تو کچھہ ذکر نہین صحابہؓ نے یہہ حالت
بنائی کہ گریہ وزاری ونالہ وبیقراری کیسی بلکہ جزع وفزع تک نوبت آئی عن سالم
بن عبید الاشجعی قال لما مات رسول اللہ صلعم کان اجزع الناس
کلھم عمر ابن الخطاب رض یعنے جب حضرت پیغمبر نے انتقال کیا تو سب سے بڑھکر
جزع فزع کرنیوالے حضرت عمر تھے اور اس سے بڑھکر ابن یسر کی روایت ہے
کہ جب حضرت کی وفات ہوئی تو شدت غم والم سے صحابہ عدول کے عقول
زائل ہوگئے اور بعض زمین گیر ہوکر قیام سے اور بعضے گونگے ہوکر کلام سے
معذور ہوگئے اور ابن عباس کا یوم الخمیس یا یوم الخمیس کہہ کہکر رونا تو بہت مشہور
اور صحیح مسلم وغیرہ مین بھی مذکور ہے اب ہم نہین جانتے کہ یہہ سب صحابہ کی
بے صبری ہے یا آپکو خود معنے صبر سے بیخبری ہے اب سر پیٹنا اور گریبان
پھاڑنا لیجیے اوسی مدارج مین یہہ عبارت ملاحظہ کیجیے پس فرمود آنحضرت
بفرما ابابکر را کہ بگذارد نماز با مردم پس بیرون آمد بلال دست بر سر زنان و فریاد
کنان انتہی پھر جامع کبیر سے یہہ روایت گریبان پھاڑنے کی نکالیے اور حضرت
خلیفہ ثانی پر طعن بیجا کرنے سے اپنے گریبان مین سونہہ ڈالیے عن عبد اللہ
بن عکرمہ قال عجبا لقول الناس ان عمر ابن الخطاب نہی عن النوح ولقد بکا
علی خالد بن الولید بمکہ والمدینہ نساء بن المغیرۃ سبعا یشققن الجیوب
ویضربن الوجوہ وما نہیہن عمر رض یعنے عبد اللہ بن عکرمہ نے کہا کہ تعجب ہے
لوگون کے اس کہنے سے کہ حضرت عمر نے منع کیا نوحہ وبکا کرنے سے حالانکہ خالد بن ولید پر
مکہ اور مدینہ مین سات عورتین قبیلہ بنی مغیرہ کی روئین اور اپنے گریبان پھاڑے
اور سونہہ پر طمانچہ مارے اور حضرت عمر نے اونکو منع نکیا انتہی پھر آپ کیا
حضرت شیخین سے بھی آتالیق ہوگئے ایسے حد سے گذرنے لگے کہ جن باتونسے وہ نہوں نے کچھہ تعرض

شہادت بھی آپکی دیگر کمالات سے ملحق ہوجائے فاستنابت الحسنین
علیہما السلام مناب جدھما صلعم پس عنایت الہی نے حصول کمال شہادت
کے واسطے حضرات حسنین علیہما السلام کو قائم مقام اونکے جد بزرگوار آنحضرت صلعم کا
کردیا انتہی اسکا حاصل یہی ہے کہ حضرات حسنین آنحضرت صلعم کے عوض فائز
بدرجہ شہادت ہوے اور مولوی حسن رضاخان بریلوی کی کتاب شہادت نامہ
مین یہہ عبارت ملاحظہ ہو شہادت مین اوس جناب کی چند نکات واقع ہین اول
نکتہ یہہ ہے کہ جب حقتعالی جل جلالہ نے ابراہیم کو واسطے ذبح کرنے حضرت اسمٰعیل
کے حکم فرمایا فرشتون نے عرض کی کہ خداوندا نور فیض نشور جناب سرور عالم
فخر موجودات رحمت عالمیان وصفوت آدمیان وتتمہ دور زمان احمد مجتبے
محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیشانی نورانی اسماعیل مین ہے پس اگر وہ ذبح
ہوگا ظہور ونشور حضرت خاتم النبیین شفیع المذنبین کا کیونکر ہوگا ارشاد ہوا کہ
اگر کوئی اور بدلے اسماعیل کے قربانی ہماری قبول کرے تو یہہ امر موقوف ہو کسی
نے پانون جرات کا میدان شجاعت مین نہ رکھا مگر روح پر فتوح امام حسینؑ نے اس
امر کو قبول کیا کہ عوض حضرت اسماعیل کے دشت کربلا مین ہوکے پیاسے خنجر ستم
اور تیغ ظلم سے شہید ہوے چنانچہ وفدیناہ بذبح عظیم سے بقول صاحب کشاف
اور مصنف مدارج النبوۃ کے اشارہ شہادت حسین علیہ السلام سے ہے انتہی اس
تقریر علمای تحریر سے بھی عوض آنحضرت ثابت ہے گو حضرت اسماعیل بسبب
حامل نور آنحضرت ہونے کے واسطہ ہوگئے اور مسئلہ شفاعت لائق شناعت
ہے کتاب کنز الغرائب مین امام طبری کے سیر کبیر سے یہہ روایت ہے۔ کہ جبرئیل
گفت ای سید این دو میوہ باغ ترا شربت شہادت چشانیدہ یکے را بزہر و
دیگرے را بہ تیغ بیدریغ خواہند کشت واین مصیبت ترا سبب زیادتی شفاعت

است است انتہی پس ہمتو بشفاعت پیغمبر و آل پیغمبر انشاءاللہ نجات پائینگے اگر آپ بسبب شامت اعمال شفاعت آل سے محروم رہے تو اوس روز شرمائینگے ذلک فضل اللہ یؤتیہ من تشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

قال ای نادانون حضرت امام علیہ السلام نے اپنا سر اللہ کیواسطے دیا ہے کہ اللہ اون سے راضی ہوا اور اونکو شہادت کے درجے ملین یزید جو مخالف شرع اور بدعتی تہا اسواسطی اوسکی تابعداری قبول نکی کہ دین کا نقصان نہو جان جاکر لیکن ایمان بچا کر۔

اقول بے شک حضرت امام علیہ السلام نے حفظ نور نبوت کی غرض سے اپنا سر اللہ کی راہ مین دیا اور اللہ اونسے راضی ہوا اگر یزید پلید کی تابعداری نکرینے اور اوس بدعتی کی بدعتین دور کرنیسے آپ حضرت امام سے راضی نہوے بلکہ اونکے دوستون کے دشمن ہوگئے اونکو بدعتی قرار دیا شعائر امام کے مٹانے پر مستعد ہوکر یزید پلید کا بدلا امام شہید سے لیا اوسپر یہہ دعوی کہ حضرت امام ہمارے باپ ہین کیا لائق اولاد ایسی ہی ہوتی ہے جیسے آپ ہین۔

قال سبحان اللہ اوس جناب پاک کی کیا تعریف کیجئے پاک بندے مقبول اللہ کے ایسے ہوتے ہین انہین کامون سے امام تہے کہ اللہ کے جان و مال سے غلام تہے۔

اقول الفضل ما شہدت بہ الاعداء۔

قال تعزیہ بنانے اور سر دینے سے کیا نسبت امت کو چاہیئے کہ اپنے امام کی پیروی کرین

اقول نسبتین پوچہنا ہمارا کام نہین اتنا جانتے ہین کہ ہمارے امام نے راہ خدا مین سر دیا ہمارے پیغمبر نے عالم مثال مین اونپر گریہ و ماتم کیا ہمنے اپنے پیغمبر کی پیروی کی روے رولائے افراط گریہ و بکا کے واسطے تعزیہ ضریح تابوت علم بنائے علمای اسلام نے اونکی تعظیم کے شعائر اسلام سے جانا آپنے وہابیت جتائی اوسکی برائی بتائی

علمای اسلام کا کہنا نہ مانا پہر کر رہنے تنبیہہ کی جب ہار مانی تب انکو نسبتین سجہانے۔

قال محبت اسکا نام ہے کہ اپنے امام کے موافق ہو جیئے۔

اقول حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ انا قتیل العبرۃ لا یذکرنی مومن الا بکی ہم موافق ارشاد امام آپکی مصیبت پر روتے رولاتے زیادتی سامان عزا کے واسطے تعزیہ وغیرہ بناتے ہین ابتو اپنے امام کے موافق ہونے سے آپکے نزدیک بہی شاید ہماری محبت مین کچہہ شبہہ باقی نہ رہے۔

قال دیکہو نماز کی امام ہے اگر نماز مین کوئی پیچہے موافقت نہ کرے تو اپنی نماز ہی کہو دی اور اوسکو امام سے مخالفت ہو ہی بہلا جب نماز مین امام کی موافقت فرض ہے تو ایمان کی امام کے اوس سے اولے تر ہے۔

اقول تمہین دیکہو جب امام نماز کی مخالفت کا یہہ حکم ہے کہ نماز جاتی ہے تو ایمان کی امام کے مخالفت سے ایمان جاتا ہے پہر تم ایمان کی امام کی کیون مخالفت کرتے جاتے ہو اور شعائر امام کو مٹاتے ہو حضرت امام کا نام بیہودہ طور پہ بیکر شور و غل مچاتے ہو پس تمنے اگرچہ نماز کو نہین کہو یا مگر ایمان سے تو ہاتہہ دہو یا جسکے ساتہہ نماز بہی تشریف لے گئی۔

قال اب ذرا تو آنکہین کہولو ہوشمین آؤ کہ پیچہے ایسے امام کے کیا کر رہے ہو

اقول یہہ کلمہ ستہجنہ شاید آپنے اپنے امام جماعت کے حقمین فرمایا ہے اور انہی ماموین کی مخالفت پر یہہ بے تہذیب فقرہ سنایا ہے بہرکیف یہہ روزمرہ بازاریون کا ہے شرفا اور علما کی یہہ بول چال اور طرز مقال ہرگز نہین سچ ہے جب اوباش وارزال کی کثرت صحبت سے خلاف تہذیب باتون کی عادت ہو جاتی ہے وہ بالآخر یہی خرابی لاتی ہے۔

قال اور بعضے جاہل جو آپکو دلیل مین بڑا پکا بوجہتے ہین وہ یون طوطے

زیر زنگ مانگتے ہیں کہ دیکھو صاحب تعزیہ کی بڑی مقبولیت ہے محرم کے دو روز باقی تھے کہ ایک رات مین اپنے چچا کی اٹاری پر بیٹھا ہوا تھا کیا دیکھتا ہون کہ امام کے چبوترے پر بہت سی مشعلین روشن ہین اور کچھ ادمین شہابہ سا معلوم ہوا بعد تھوڑی دیر کے غائب ہوگیا آپ ہی امام صاحب تھے ان دنون آپکا گذر ضرور ہوتا ہے بڑی قسمت ہماری جو ہمکو دکھائی دیگئے اسکا جواب یہہ ہے کہ پہلے تو تم بڑے سچے ہو دوسرے تمنے کیونکر جانا کہ وہ امام صاحب کی روشنی تھی سینکڑون جن اور شیطان آدمی کے بہکانے کو مارے پھرتے ہین جو کوئی قرآن و حدیث اور امام کے زندگی کے وقت کی بات چھوڑکر خواب و خیال پر دین اپنا مضبوط کرے اوسکو جن اور شیطان ایسے ایسے طلسمات دکھاکر خراب کرتے ہیں تمنے اپنے چچا کی اٹاری پر یہہ تماشا دیکھا اور عجب تماشا ہے کہ ہمکو مسجد کی اٹاری پرسے ایک چراغ بھی کبھی دکھائی ندیا کیون نہو شیطان اور جن خوب جانتے ہین کہ یہہ لوگ ایسے تماشے دیکھکر ہرگز نہ ٹلین گے بے قرآن و حدیث کے خلاف نہین مانتے ہین ہم ہزارون مشعلین دکھائیں تو کیا بلکہ اور لاحول پڑہین گے مگر بیوقوف لوگ ہماری آس پر ہین ایسون کو دکھانا ضرور ہے۔

اقول جیسے وہ جاہل ویسے آپ محمد فاضل مگر پھر وہ آپ سے غنیمت ہین کہ جو واقعہ آنکھون سے دیکھا تہا وہ سچ سچ کہہ سنایا مگر آپنے جواب مین وہ طوفان اوٹھایا جسکا جواب وہ بھیسے سیکھکر ایسا دینگے کہ اولٹ کر وہ اپہی پچ آئیگا اونکا کچھہ نجائیگا اب ذرا متوجہ ہوکر اپنے شبہات واہیہ کا تعلیمی جواب اونسنے سنیئے اور شرمایئے اور جو وہ لقمہ دیتے ہین یعنے آپ ہی کی قے آپکو کھلاتے ہین طوعاً و کرہاً کھایئے وہ کہتے ہین آپکے جواب کا جواب یہہ ہے کہ پہلے تو تم ٹھہر

سچے ہو یا جاہلون پر شیر اور عالمون سے مقابلہ کر نہیں کچھ ہو خیر ہم عالمونکی
مدد سے تمکو ایسا جواب دین گے کہ تم بہی یاد کروگے دوسری ہنسے اسطرح چبانا
کہ وہ امام صاحب کی روشنی تہی کہ حضرت امام نور خدا ہی علم یزلی اور شمع
دودمان زہرا و علی ہین اونکی نور کرامت ظہور کو دنیا کی کسی روشنی سے نسبت نہین
ہیہ اوس نور خدا کا ایک ادنی فیض عام ہے کہ جس آنکہہ نے اوسکا ایک جلوہ ہی
دیکہہ لیا وہ بعلم الیقین جان لیتے ہین کہ یہہ نور نبی یا امام ہے جن اور شیطان
اگر اس دہوکے مین آئین تو فورًا جل جائین آپکو کچہہ اپنے پیشواؤن کے بہی شیطانی
خو آیاد ہین جو سراسر ہورث شرک والحاد ہین ذرا آنکہین کہول کر اپنے پیر بہائی
اسماعیل کی کتاب ستقیم صراط مستقیم دیکہیئے جسمین آپکے پیر مقتول کی بہت سی
کرامات اور منامات مندرج ہین از انجملہ آن حضرت صلعم نے عالم خواب مین اونکو تین
خرمے کہلائے پہر دوسرے خواب مین حضرت علی نے غسل دیا حضرت بی بی نے
کپڑے پہنائے پہر تیسرے نمبر پر عنایت رحمانی اور تربیت یزدانی بلا واسطہ اونکی
متکفل حال ہوئی اور خود خدا سے مصافحہ کی نوبت آئی اور عجب قیل وقال ہوئی
یعنے خدا نے لاحول ولا قوۃ اونکا ہاتہہ پکڑ کر ایک شئی بس رفیع اور بدیع کو اونکے
آگے کیا اور فرمایا کہ ہم ایسی اور چیزین بہی دین گے جیسا یہہ تجکو دیا اب سچ
کہو یہان بہی اسیطرح کہو گے یا نہین کہ جن اور شیطان آدمی کے بہکانے کو
مارے پہرتے ہین جو کوئی قرآن و حدیث اور پیغمبر و امام کے زندگی کے وقت کی
بات چہوڑ کر خواب و خیال پر اپنا دین مضبوط کرے اوسکو جن اور شیطان ایسے
ایسے طلسمات دکہا کر خراب کرتے ہین جیسے آپکے پیر مقتول کو خراب کیا اور شیطان
کے بہکانے سے معاذ اللہ پیغمبر اور اہلبیت پیغمبر کو اپنا خدمت کرنیوالا قرار دیا
بلکہ اس سے اور فضیلت بڑہائی کہ خدای جلیل سے بالمشافہہ قال و قیل کی نوبت آئی

پناہ بخدا خدای تعالے تو جسم و جسمانیت سے منزہ ہے پہر تمہاری پیر اور تمنے کیونکر جانا کہ وہ اللہ صاحب کا ہاتہہ تہا سچ ہے جو خدا کی جسمیت ثابت کرتے ہین شیطان کی تابعداری کرتا ہے اوسکو جن اور شیطان ایسے ہی پانون ہاتہہ بلکہ ایک چیز واہیات دکہا کر خراب کرتے ہین تمہارے پیر نے تو چپا کی اٹاری سے خدا کا سارا ہاتہہ دیکہا اور تمکو مسجد کی اٹاری سے کہ شاید خدا سے ملاقات کرنے گئے ہو گئے ایک چنگلیا بہی نہ دیکہا ہی وہی واقعی خدا کے گہر مین شیطان اپنے ہاتہہ پانون کب نکال سکتا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ جو لوگ خدای پاک کو جسم و جسمانیت سے مبرا اور منزہ جانتے ہین وہ ایسے ہتکنڈے تماشے دیکہکر ہرگز نہ پہلینگے وہ قرآن وحدیث کے خلاف نہین مانتے ہین ہم ایک نہین ہزارون ہاتہہ دکہائین بلکہ پورے جسم کے پتلے بنائین تو کیا وہ کبہی دم پہ نہ چڑہینگے اور ان طلسمات سے زیادہ لاحول پڑہینگے مگر جو نسناس فقط ہماری آس پہ ہین اور اونکے فہم و عقل مین فساد و فتور ہے اونکو ایسے طلسمات اور پانون ہاتہہ مع دیگر آلات دکہا نا ضرور ہے

قال اور ایک روز ایک جاہل یون نقل کرنے لگا کہ دیکہو صاحب کل فلانے ڈہاڑی نے عجب خواب دیکہا کہ ایک شخص بزرگ آئے اور اوسکے ایک طمانچہ مارا اور کہا کیون مردود تونے دو سال سے تعزیہ نہین بنایا وہ بیچارہ ڈر گیا بولا کہ مجہسے حضرت بہول چوک ہوئی ابکی دو سال کا تعزیہ نکالونگا اسکا جواب یہہ ہے کہ ڈہاڑی کا خواب بیتال و سر کا ہے قربان جائیے تمہارے بوجہہ کے جو بیچارات دن شراب پیکے کسبیون کو نچائے سو حضرت امام کو دیکہے

اقول حکیم بو علیخان مرحوم اپنے رسالہ مین اسکے جواب مین فرماتے ہین کہ این خواب فتح محمد فرخ آبادی بعد توبہ از معاصی جلوہ ظہور پذیرفتہ پس تشنیع بافعال

سابق محض بیجا است انتہی اور ہم کہتے ہین کہ بیچارے ڈہاڑی پر تہمت لگیجیے اوسنے تو حضرت امام کا نام بہی نہین لیا آپنے اپنی تجویز سے امام کا نام لیکر اوسکو الزام دیا ظاہر اوہ کوئی ایسے بزرگ تہے جنکو امام کی محبت سے یہہ خیال آیا کہ اپنے سب برے کامونسے توبہ کی مگر امام کی محبت سے کیون سونہہ موڑا تعزیہ بنانا کیون چہوڑا

قال سوچو تو ایسا ڈہاڑی بہڑوا کسی بہڑوے شیطان کو خواب مین دیکہیگا یا حضرت امام کو۔

اقول انما الاعمال بالنیات۔ خدا کی رحمت وسیع ہے جب اوسکو خدا نے برے اعمالون سے توبہ کرنے کی توفیق دی اور اوسنے توبہ کرکے اپنی نیت خالص کی تو حضرت امام کا خواب مین دیکہنا کوئی تعجب کی بات نہین با اینہمہ یہہ اوسنے کب کہا کہ مین نے امام کو خواب مین دیکہا یہہ آپکا حاشیہ ہے۔

قال اور عجب ہے کہ امام نے اسپر کبہی آکر طمانچہ نہ مارا کہ شراب نہ پی اور کسبیونکی نوکری نہ کر اور نماز و روزہ کیون نہین ادا کرتا۔

اقول جو شخص سب منہیات سے توبہ کرچکا ہو بعید ہے کہ وہ روزہ نماز نہ ادا کرتا ہو پہر آپ اپنے فرضی امام کے نہ مارنے پر ناحق تعجب کرتے ہین اور اگر درحقیقت بموجب آپکی کشف الالہام کے وہ امام ہی تہے تو بہتر کچھ عجب سے بڑہکر عجب یہہ ہے کہ حضرت پیغمبر نے ابن عامر کو باوجود شراب پینے اور توبہ نکرنے کے طمانچہ نہ مارا کہ شراب نہ پی بلکہ اور ون کے جہڑکنے پر اوسکی رعایت و حمایت کی کہ وہ خدا اور رسول کو دوست رکہتا ہے اسکو کچھہ نکہو۔

قال اور مارا تو ابرک بانس کے لیئے۔

اقول مارنے اور تنبیہہ کرنے کا یہی موقع تہا کہ بعضے ناخلف اولاد حسن حسین کہلا کر ابرک بانس کی لم لگاکر تعزیے کے نہ بنانے اور شعائر امام کے مٹانے پر دلیر

براہین و دلائل محض تعصب و نفسانیت سے سعی لاطائل کر رہے ہین کیا تو بہی ایسون کے بہکانے مین آیا جو تعزیہ نہ بنایا۔

قال اور ایسے ایک خواب پر اعتماد کر لیتے ہو۔

اقول آپنے تو اپنے پیر کے بین خوابہائے پریشان پہ جو مصداق ظلمات بعضہا فوق بعض تھے بلا حجت و سند اعتماد کر لیا اگر اوس بیچارے نے ایک خواب پہ اعتماد کر لیا تو کیا برا کیا۔

قال اور ہماری سینکڑون دلیلون عقلی نقلی پر ایسے کامون مین شبہہ بہی نہین لاتے۔

اقول سینکڑون نہین بلکہ ہزارون دلیلین عقلی و نقلی بشہادت قرآن و حدیث و اجماع علما و فقہا اباحت تعزیہ داری و تعزیہ سازی مین بیان کی گئین مگر ابہی تک آپ باتین بنائے جاتے اور مغالطات وہمیہ اور طرہات خطابیہ و شعریہ کو دلائل عقلیہ و نقلیہ ٹہرائے جاتے ہین کیون نہو گو کہ ایمان جاتا رہا مگر مردون نے جو کہا سو کہا ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔

قال اور خواب کی کیا حقیقت پوچہتے ہو جو کوئی دنکو جس وہم و خیال مین رہتا ہے اور جسکو واہی تباہی جہوٹ بولنے کی عادت ہوتی ہے اوسکو خواب بہی ویسا ہی معلوم ہوتا ہے جہوٹے کو خواب بہی جہوٹ دکہائی دیتے ہین ہر جیسے کو تیسا۔

اقول پہر چہپانا کون ہے تم آپ ہی کہتے ہو اور کہا ہی تو کیا کہا جس سے بڑے بڑے خواب خیالون کا اعتبار جاتا رہا کیا آپکے پیر مقتول دنکو حسب معمول اسی وہم و خیال مین رہتے تھے کہ حضرت پیغمبر اونکو خرمے کہلاوین حضرت علی نہلاوین حضرت بی بی کپڑے پہناوین پہر خدا اونکے ہاتہہ ملاوے ایک نادر عمدہ چیز دکہاوے کیا اونکو ہمیشہ واہی تباہی جہوٹ بولنے کی عادت تہی کہ خواب

کھیا او نکو بہی منع کرنے لگے۔

قال اور نماز پڑہنی مصیبت مین گویا اللہ کی طرف رجوع اور دعا کرنی ہے ہمارے پیغمبر صلعم جب دکہہ مین ہوتے تہے نماز پڑہنے لگتے تہے۔

اقول مصیبت مین تو اللہ کی طرف رجوع ہوتی ہی ہے اور غمزدہ کی آنکہہ بہی روتی ہے سچ ہے ہمارے حضرت صلعم جب دکہہ مین ہوتے تہے نماز پڑہنے لگتے تہے اور روتے تہے پس جبتک آپ صاف صاف اسکا اقرار نکیجیے گا کہ ہمارا رونا رولانا صبر کے خلاف اور مقدوح ہین یا حضرت پیغمبر کا نوحہ و فریاد صبر کے موافق اور ممدوح نہین تب تک آپکا پیچہا نہ چہوٹے گا اب جس شق کو چاہیے اختیار کیجیے اختیار ہے مگر بہت سوچ سمجہکر کہ ایک مین فقط عار اور دوسری مین خوف ایمان

قال اور جب حضرت سارا کو کہ حضرت ابراہیم کی بی بی تہین بادشاہ مصر نے پکڑ منگوایا حضرت ابراہیم عین اس مصیبت مین نماز پڑہنے لگے اور وہان حضرت سارا نے بہی جاکر بادشاہ کے سامنے نماز شروع کی۔

اقول یہہ تو ہوا لیکن آپکو یہہ کیا قلب ماہیت ہوئی کہ بڑے آدمی کی بی بی کا اسطرح بالاعلان نام لیکر اونکی ذلت اور شکست اسطرح بیان کرتے ہین کہ اونکی بی بی کو بادشاہ مصر نے پکڑ منگوایا کچہہ آپکو ہتک حرمت حضرت ابراہیم خلیل سے پیغمبر جلیل کا خیال نہ آیا خدا کی قدرت دیکہیے جس بات پر آپنے ہمکو ہتک حرمت امام کے طعنے دیئے ایک طوفان برپا کیا وہی کلمہ پیغمبر کی نسبت خدا نے آپکے موہنہ سے کہوا دیا تا کہ آپ اپنے موہنہ سے قائل ہو جائین بیان امر واقعی مین ہتک حرمت کی تہمت نہ لگائین۔

قال اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کی حالت موت سنکر نماز پڑہنے لگے۔

اقول اور کالی جمعرات کو یاد کر کے رونے ہی لگے۔

قال اور مشہور ہے کہ حضرت امام حسین بھی سجدے ہی مین شہید ہوئے۔

اقول یہہ اوس نماز آخری کا سجدہ تہا جسکے پڑہنے کی آپنے مہلت نہ پائی اور وقت شہادت ادا فرمائی۔

قال اب سمجھو کہ تعزیہ ان دونون باتون کے خلاف ہے صبر کی جگہ سر پیٹنا اور چہاتی کوٹنا اور نعش بنا کر کوچہ و بازار مین نکالنا اور نماز کی جگہ سر ٹکو گہسن تمام بے صبری اور شکایت تالو سرسے نکلتی ہے۔

اقول موذن رسول ذوالجلال حضرت بلال کا جبر کے ساتہہ سر پیٹنا صحابہ کا چہاتی کوٹنا شدت غم والم سے گونگے بہرے ہوجانا آنحضرت صلعم کا نماز کے ساتہہ مرثیہ۔ یا حمزہ یا عم رسول اللہ۔ پڑہنا اور بآواز بلند رونا نعش امیر حمزہ کو معرکے سے گہر تک لانا پہر گہر سے باہر نکالنا یہہ سب امور متواتر ثابت ہین۔ اور تعزیہ مصیبت امام مین انہین سب باتون کا سمین ہے اب اولٹی سمجہہ کو چہوڑدو اور رسیدہی طرح سمجھو کہ تعزیہ ان دونون باتون کے موافق ہے اور ہماری مرثیے تو ایسے نہین کہ جنمین بے صبری اور شکایت ہوہان آپکا مرثیہ جو بڑی وقت اور مشقت سے حضرت ابراہیم و سارا کے حال مین کہاہے شاید آپکو ایسا ہی معلوم ہوتا ہو کہ جسمین تمام بے صبری اور شکایت تالو سرسے نکلتی ہے۔

قال معلوم ہوا کہ تعزیہ مین سراسر بے صبری ہے کہ جس سے اللہ کا ساتہہ چہوٹتا ہے اور پیغمبرون اور امامون کے طریقہ اور خدا کے حکم سے کہ مصیبت مین نماز پڑہنا اور صبر کرنا ہی مخالف ہے۔

اقول معلوم ہوا کہ پیغمبرون اور امامون نے جو مصائب مین گریہ و زاری خصوصًا ہماری پیغمبر نے جو امیر حمزہ کے حال پہر اور صحابہ ممدوحین مقبولین نے جو رسول خدا

کی انتقال پر فریاد و بیقراری کی وہ آپکے نزدیک سراسر بے صبری اور خدا کی حکم سے
بالکل بے خبری ہے نعوذ باللہ من سوء الاعتقاد فی حق ھولاء الامجاد۔

قال قال اللہ تعالی ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون
اور نہ کہو جو مارا جاوے اللہ کی راہ مین کہ مردے ہین بلکہ زندہ ہین لیکن تمکو خبر نہین
انتہی بدر کی لڑائی کے بعد صحابہ شہیدون پر افسوس اور غم کرتے تھے کہ دیکھو
فلانے نے جان دیا اور دنیا کی لذت سے محروم ہوا سو اللہ تعالے نے فرمایا کہ جو
کوئی اللہ کی راہ مین مارا گیا اوسکو مردہ سمجھکر اوسپر افسوس اور ماتم کرنا نہ چاہیئے

اقول اب بے اعتدالی کی یہانتک نوبت پہونچی کہ خدا کے کلام مین بھی ایجاد
بندہ ہونے لگی یہہ طوفان ہو رہا ہے کہ جو جی مین آیا وہ اپنے مطلب پوچ
کی تائید مین بے تکلف بڑھا یا بھلا آیہ مصدورہ کے کس لفظ کے یہہ معنی بیان
ہوئی کہ جو اللہ کی راہ مین مارا گیا اوسکو مردہ سمجھکر اوسپر افسوس اور ماتم کرنا نچاہیئے
اللہ ری جرات کہ آپ ہی تو یہہ فقرہ جمایا اوسپر کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے فرمایا
فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ
لیشتروا بہ ثمنا قلیلا الآیۃ پس ویل اونکے لیئے ہے جو لکھتے ہین کتاب اپنے
ہاتھون سے پھر کہتے ہین کہ یہہ خدا کے پاس سے ہے تاکہ بیچین اوسکو کم قیمت قرآن
اس قرآن خوانی اور تفسیر دانی کے اجلہ صحابہ پر بھی یہہ الزام لگایا کہ اون
بزرگوارون نے لذات فانیہ دنیا کی محرومی پر غم کہا یا سچ ہے تعصب بھی دشمن
ایمان بد بلا ہے گویا یہہ شعر آپ ہی کے واسطے موزون ہوا ع گر تو قرآن برین
نمط خوانی ٭ ببری رونق مسلمانی۔

اقول کیونکہ وہ اللہ کے پاس زندہ ہین اور اپنے زندہ کا کوئی جہان مین ماتم
نہین کرتا پھر اللہ کے زندہ پر کیون ماتم کرے۔

اقول واہ سبحان اللہ کیا معقول دلیل ہے واقعی جیسی آپکو سوجھی ایسی تو پیغمبر و امام ایکطرف معاذاللہ خدا کو بہی نہ سوجھی باوجودیکہ شہدا اوسکے پاس زندہ موجود رہیں اور بقول آپکے اپنے زندہ کا جہان مین کوئی ماتم نہین کرتا پہر کیون آسمان و زمین سے اونکا غم اور ماتم کروایا اور ما بکت علیہم السماء کا ذکر فرمایا۔

قال مگر ہان اتنا فرق ہے کہ اللہ کے زندہ کی تمسے ملاقات نہین۔

اقول غنیمت ہے اتنا فرق تو نکالا مگر کیا فائدہ کہ آگے چلکر پہر بہک گئے۔

قال سو اسکو یون سمجہو کہ جیسے کوئی تمہارا بزرگ یا قریب کسی ولایت دور دست مین نکل گیا ہو اور تم سنو کہ وہ وہان صحیح و سلامت چین مین ہے تو البتہ یہہ حال سنکر اوسکے سفر کی مصیبت کو یاد کرکے ہرگز ماتم نہ کروگے۔

اقول دیکہئے بہکیے نہ اور ایسے بہکے کہ کچہہ حضرت رسول خدا صلعم کا بہی لحاظ نرہا اور بے سوچے سمجہے یہہ خود تراشیدہ فقرہ کہا معاذاللہ کیا حضرت پیغمبر کو آپکے برابر بہی سمجہہ نہ تہی کہ وہ حضرت امیر حمزہ کی شہادت سے بآواز بلند گریہ و زاری و نالہ و بیقراری فرماتے اور اپنی دل شکستہ اور خاطر زخم رسیدہ کو یون سمجہاتے کہ وہ ہمارے بزرگ اور قریب ایسی ولایت مین گئے جو بنص جنات تجری من تحتہا الانہار اور جسکا مثل و نظیر دنیا مین دشوار ہے اور ہمنے سنا کہ وہ وہان صحیح و سلامت بعزت و کرامت ایسے چین مین ہین جو دنیا مین نصیب نہین پہر یہہ خوشی کا حال سنکر اونکے سفر کی مصیبت کو یاد کرکے ہرگز غم اور ماتم نہ کرین پہر جب حضرت پیغمبر نے ایسا نکیا اور خدا نے بذریعہ وحی و جبرئیل اونکو یہہ حکم نہ دیا پہر بیچارہ ہم ہیچمدان ہین اور خدا کی و رسول صلعم کی اطاعت سے مجبور ہین۔

قال اب اسیطرح امام علیہ السلام کا حال ہے کہ اللہ کی راہ مین شہید ہوکر بہشت

اور انکو زندہ جان بوجھکر بے صبری کا کام نکرو۔

اقول حضرت پیغمبر واقعہ شہادت امام کی خبر سنکر روئے اور روز شہادت امام سر و ریش مقدس پر خاک ڈالی ہمنے آن حضرت کی پیروی کی پھر کیون بے صبری کا کام کرتے اور بے صبری کا الزام دہرتے ہو۔

قال آیہ ولنبلونکم بشئ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبة قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون ؎ اور البتہ ہم آزماوینگے تمکو کچھہ ایک ڈر سے اور بہوک سے اور مالونکے اور جانون کے اور میوون کے نقصان سے اور خوشی سنا صبر کرنیوالون کو جنکو پہنچے اونکو مصیبت کہین ہم اللہ کے مال ہین اور ہمکو اوسیطرح پھر جانا ہے اولئک علیہم صلوات من ربہم ورحمة واولئک ہم المفلحون ؎ ایسے لوگ اونہین پر شاباشی ہے اور مہربانی ہے رب کی اور وہی ہین راہ پر ف اس آیت سے بہت فائدہ اور حکم بوجہے گئے کہ جب کسی پیغمبر اور امام کا اسطرح کے مصیبتون مین جو آیت مین مذکور ہوئین گرفتار ہونا معلوم ہویا اب کوئی مسلمان گرفتار ہو تو اوسکو اللہ کی آزمائش سمجھو اور اوسمین صبر کرے اور انا للہ پڑہے۔

اقول ہم خادمان خدا مصیبت و ابتلا مین اللہ کی آزمائش سمجھکر صبر کرتے اور انا للہ کہتے آئے ہین لیکن رونے اور غم کرنے کو مخالف صبر کوئی نہین سمجھا اسیواسطے جو محب امام ہے وہ مجلس مین مصیبت امام پر روتا ہے اور خاتمہ ذکر مصیبت کا اسی کلمہ انا للہ پر ہوتا ہے۔

قال اور واقعی ہے کہ دوست کی آزمائش مین خواہ اپنے اوپر خواہ اپنے کسی بزرگ اور قریب پر ہو ماتم اور بے صبری کے کام کرنا نہایت خامی اور دوستی سے جی چہپانا ہے۔

اقول جب دوست کی آزمائش مین دوست نے یہہ کہدیا ہو کہ رونا اور غم کرنا صبر کے خلاف نہین تو پھر رونا رولانا نہ بے صبری کا کام اور نہ دوستی سے جی چہپانا ہے بلکہ یہہ فقط مصیبت امام پر نہ رونے کے لئے حیلہ بہانہ ہے حدیث کا ترجمہ جو مولوی خرم علی بلہوری کا ہے دیکھئے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا آنسو بہاتی ہے آنکہہ اور غم کرتا ہے دل اور نہین کہتے ہم مگر وہی جو ہمارے رب کو پسند آوے یعنی انا للہ کہتے ہین انتہی یعنی انا للہ کہنے کے ساتھہ رونے اور غم کرنیکا برابر جوڑ لگا ہوا ہے اب ان وہابی کے کہنے سے آپکا اطمینان ہوا پھر اس غم و ماتم کو بے صبری کا کام ٹھہرانا دوستی سے جی چہپانا اور خامی بنانا ایمان کی خامی اور شیطان کی غلامی ہے۔

قال خصوص اوسوقت مین کہ دوست کہکر آزماوے تو اور بہی مضبوطی چاہیئے اور یہی سبب ہے کہ انبیا و اولیا پر سب مصیبتین گذرین اور وے راضی برضا اور صابر بقضا ہی رہے۔

اقول ہم نہین جانتے کہ آزمائش مین کوئی حضرت پیغمبر اور اہلبیت پیغمبر سے زیادہ مضبوط ہو بالبہمہ آنحضرات کا رونا رولانا غم کرنا بتواتر مذکور ہو چکا پس اگر گریہ و زاری منافی صبر خلاف مرضی باری ہوتی اور اوس مین بے صبری پائی جاتی تو کبہی آن حضرات سے ایسی بے صبری وقوع مین نہ آتی۔

قال یہہ کسینے نہین کیا کہ مصیبت کے واسطے خواہ اپنے اوپر ہو خواہ اپنے قریب یا بزرگ پہ نبی بارہ اور ولی بارہ اور امام بارہ بنایا ہو۔

اقول خدا نہ کرے کہ جہوٹ بولنے کی عادت پڑ جاوے یہہ اگلے پیغمبرون سے لیکر ہمارے پیغمبر کے اہلبیت تک اکثرون نے کیا ہے کہ مصیبت کے واسطے خواہ اپنے قریب یا بزرگ پہ ہو نبی بارہ و ولی بارہ وغیرہ بنایا ہے چنانچہ روایات صحیحہ مین

آیا ہے کہ حضرت یعقوب پیغمبر نے اپنے عزیز قریب حضرت یوسف کے فراق مین
کنعان کے باہر بیت الحزن بنایا تھا کہ صبح سے شام تک اوسی مین بیٹھے رویا
کرتے تھے اور حضرت خاتون جنت تو اپنے پدر بزرگوار کے غم مین اسقدر روتی
تھین کہ بالآخر اہل مدینہ نے پریشان ہو کر حضرت امیر سے شکایت کی کہ آپ دختر
حضرت رسولخدا کو سمجھائین کہ وہ یا دنکو رویا کرین یا رات کو گریہ و زاری فرمائین
کہ ہم اونکے دن رات رونے سے تنگ آگئے ہین تب حضرت امیر نے مدینہ سے
باہر بقیعہ حضرت پیغمبر کے واسطے ایک بیت الحزن بنوایا کہ صبح سے حضرت امیر کے
ساتھہ وہ اوس بیت الحزن مین تشریف لیجاتی تھین اور دن بھر وہان روتی
تھین اور رات کو آپ ہی کے ساتھہ گھر آتی تھین پس اصل بنانا تو ثابت ہے
فقط تسمیہ مین تفاوت ہے خواہ بیت الحزن کہو خواہ نبی باڑہ و امام باڑہ و اکبر
سے اب جو کوئی نبی باڑہ و امام باڑہ بناتا ہے پیغمبر و امام ہی کی تقلید سے بناتا
ہے آپکو ناحق ایسا غصہ آتا ہے جو بیکار جھوٹ بلواتا ہے۔

قال اور اوسمین تعزیہ رکھکر اور مرثیہ گا کر چھاتی کوٹے اور سر پیٹتا ہو۔

اقول یہہ وہی ہر پھیر کہ ہر پل کی لکڑی پکڑتا ہے جسکا جواب بکرات و مرات
ہو چکا ہے اب کہانتک کوئی اپنا سر خالی کرے اور کیونکر آپکو ذہن پر حالی کرے

قال اور اللہ تعالے قرآن شریف مین بہتر جگہہ سے زیادہ صبر کی تعریف
کی ہے اور ثواب صبر کرنے کا بے انتہا فرمایا اور ماتم کرنیکا مصیبت مین ایک جگہہ
بھی ذرا سا ثواب نہ کہا اور کسی نبی و ولی امام کے واسطے ماتم مخصوص نہین کیا۔

اقول ماتم کے معنے منتہی الارب کے ترجمہ مطبوعہ مین (اندوہ یا شادی مین
آدمیون کا مجمع یا عورتون کے مجمع کے ساتھہ مخصوص ہے اور عرف مین عورتونکی
مجلس کے ساتھہ مخصوص ہے جو کسی کے مرگ کے وقت مجتمع ہون) پس اگر

خدا نے کسی نبی و ولی امام کے واسطے ماتم مخصوص کیا تو پھر کیون حضرت پیغمبر نے
بعد شہادت حضرت امیر حمزہ جب خانہای انصار سے شہدا پر آواز عورتونکی
رونے کی سُنی تو کلمہ حسرت آمیز - واما حمزہ فلا بواکی لہ - فرمایا اور انصار نے
یہ سنکر پہلے اپنی عورتون کو خانہ حضرت امیر حمزہ مین رونے اور ماتم کرنے کو
بھجوایا آپ آرام فرماتے تھے جب صدای ماتم و شیون زنان انصار آن حضرت کے
گوش گذار ہوئی تو بیدار ہوکر پوچھا کہ خانہ حمزہ مین کون عورتین روتین اور ماتم
کرتی ہین معلوم ہوا کہ زنان انصار ہین آپنے اونکی حق مین دعای خیر فرمائی۔

قال اور حدیث مین آیا ہے کہ صبر نصف ایمان ہے اور ماتم کو کہین چالیسوان حصہ
بھی ایمان کا نہ کہا۔

اقول جنہون نے حدیث مین صبر کو نصف ایمان فرمایا ہے اوسہین حضرت نے
اپنے عم بزرگوار کی مصیبت مین زنان انصار سے شیون و ماتم بھی کروایا ہے پس
معلوم ہوا کہ ماتم مخالف صبر نہین بلکہ ان دونون کا ایک ثواب ہے پھر آپکا جال پیچ
بالکل نقش بر آب ہے۔

قال اور پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ جو مسلمان مصیبت مین جزع و فزع کے مقام
مین کلمہ انا للہ بار بار کہے اللہ اوسکو اچھا بدلا اوس مصیبت کا دے اور اجر و ثواب
اوسکا ذخیرہ رہے۔

اقول اب ہم سمجھے کہ اسی لفظ جزع و فزع سے آپ ہر جگہہ دہوکا کہاتے ہین
یا اسکی کراہت احادیث مین پاکر عمدًا اسکو معنے گریہ و زاری ٹہرا کر شور و غل
مچاتے ہین قربان آپکی سمجھہ کے ازافادات شیخ ما چہ عجب گر بہ شنا شید
گفت بار انست۔ حضرت سلامت ابا اس کج فہمی و ہیچ بحثی محض بے سود ہے
دیکہیے جزع و بکا کے معنون مین طرح طرح مین تفرقہ ہین موجود ہے جزع کے

معنے ناشکیبائی کردن نقیض صبر آئی ہین اور بکا کے معنے گریہ با واز بلند فقط آتا ہے ہین پس مصیبت مین شکوہ و شکایت اور بے صبری کرنا جزع و فزع ممنوع ہے اور رونا اور غم کرنا بلکہ با واز بلند رونا عین صبر اور مشروع ہے۔

قال اور رسول خدا نے کہا ہے کہ ہماری امت کو وہ چیز دی ہے کہ کسی اگلی امت کو نہین دی اور وہ کلمہ انا للہ ہے کہ مصیبت کے وقت کہتے ہین

اقول جہان حضرت رسول خدا نے یہہ فرمایا ہے کہ مصیبت کیوقت کلمہ انا للہ کہتے ہین وہان یہہ بہی فرمایا ہے کہ دل سے غم اور آنکہہ سے آنسو بہی جاری رہتے ہین پس جب رونے اور انا للہ کہنے مین ربط ہو گیا تو آپکا مطلب خبط ہو گیا۔

قال اور مسند امام احمد مین خود حضرت امام حسین سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ جب مسلمان کو مصیبت پہونچے اور بعد مدت کے اوس مصیبت کو یاد لاوے اور نئے سرسے پہر انا للہ کہے تو اللہ تعالی اوسکو اجر تازہ بخشتا ہے گویا وہ مصیبت گذشتہ ابہی پہونچی۔

اقول اسی طرح مسند امام احمد مین روایت ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا من بکی علے الحسین وجبت لہ الجنۃ یعنے جو مصیبت امام حسین پر روئے بہشت اوسپر واجب ہے لیجیئے اب پوری تحقیق ہو گئی اور امام احمد سے بہی انا للہ کہنے اور رونے دونون باتونکی تصدیق ہو گئی

قال الغرض جب مصیبت کے وقت قرآن مین صبر کرنے اور انا للہ کہنے پر بشارت اور صلوات اور رحمت اور ہدایت مقرر ہوئی اور پیغمبر اور امام کے بہی قول سے مصیبت مین انا للہ کہنے کا حکم معلوم ہوا تو صاف بوجہا گیا کہ جو اسکے خلاف بجائے صبر اور انا للہ کے

ماتم اور مرثیہ اور تعزیہ مقرر کرے وہ اس بشارت اور رحمت اور صلوات سے
بے نصیب ہے اور راہ سے گمراہ اور خدا و رسول اور امام کی کہنے اور طریقہ سے باہر
اقول الغرض جب ثابت ہو چکا کہ غم والم رونا ورولانا صبر اور انا للہ
کہنے کے خلاف نہیں بلکہ حضرت پیغمبر نے۔ البکاء رحمۃ۔ فرمایا امام نے۔ لا یذکرنی
مومن الا بکی۔ ارشاد کیا۔ امام احمد نے مصیبت امام کے رونے پر من بکی
علی الحسین وجبت لہ الجنۃ کو سند لیا تو صاف بوجہا گیا کہ صبر کرنے
اور انا للہ کہنے اور رونے اور غم کرنے پر بشارت اور صلوات اور رحمت
اور ہدایت مقرر ہوئی اور پیغمبر و امام کے قول سے بہی مصیبت مین انا للہ
کہنے کے ساتہہ رونیکا حکم معلوم ہوا بلکہ بکا کا خود رحمۃ ہونا ثابت ہوا
پس جو اسکے خلاف ماتم اور مرثیہ اور تعزیہ کو جو معین گریہ و بکا ہین
مقرر کرنا اس بشارت اور رحمت اور صلوات سے بے نصیب ہونا
سمجہے وہ خود دولت ایمان سے بے نصیب اس بشارت و رحمت سے
دور خریب شیطان سے قریب ہے۔

قال اب اے مسلمانون جب تمکو حضرت امام کے مصیبت یاد آوے
تو یہی لازم ہے کہ موافق حکم خدا و رسول اور امام کے صبر کرو اور انا للہ پڑہو۔

اقول اے مسلمانون تم آدہی بات نہ مانو خدا و رسول اور امام کے پورے
حکم کی تعمیل واجب جانو جب تمکو حضرت امام کی مصیبت یاد آوے
تو رووُ رولاوُ امام کا تعزیہ بناوُ وانا للہ کہو اور صبر کرو۔

قال بڑی مصیبت کی بات ہے کہ نہ خدا کا کہنا مانو نہ پیغمبر کا نہ امام کا
اقول بڑی مصیبت کی بات ہے کہ جو تمہارے ذہن مین جم جائے
اوسکو خدا و رسول اور امام کا کہنا سمجہو اور اوسکی تائید واجب جانو

اور ہم خدا اور رسول و امام کا فرمانا ہزار سمجھائیں ہرگز نہ مانو۔

قال اور کہنا مانو تو احسان اور دلگیر کا۔

اقول احسان و دلگیر نے کیا خلاف خدا و رسول کے کہا جو ہم اونکا کہنا نہ مانیں اونکے مرثیوں مین حضرت امام کے صبر و شجاعت کا بیان اشقیای امت کے ظلم و جور کا اعلان ہے مدارج النبوۃ مین حسان ابن ثابت کا حال دیکھیے جو حضرت سید المرسلین کی مدح کفار و مشرکین کی ہجو نظم کرتے تھے اور آن حضرت صلعم بنفس نفیس اونکے واسطے منبر رکھوا کر بٹھاتے تھے اور بکمال بشاشت ان اللہ یوید حسان بروح قدس فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ حسان کے کلام سے مشرکونکے دلونمین گویا خلش تیر پیدا ہے اس ارشاد سے تعریف مرثیہ و نظم دلگیر و احسان بھی مثل نظم حسان ہویدا ہے۔

قال اور بیحیائی سے امام کی محبت کا دعوی کرو قربان اس محبت اور اس اعتقاد پر یہہ تو صاف مخالفت اور دشمنی ہے ایسی مخالفت کو محبت کا دعوی کرنا اور اپنے تئین محب اہلبیت مشہور کرنا خلاف واقع اور صرف نادانی ہے۔

اقول محبت ایسی چیز نہین جو بنائے سے بن سکے یا چھپائے سے چھپ سکے مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید ہمتو ایسے محب اہلبیت مین جنکی محبت نے مخالف اور موالف کے دلون پر سکے بٹھائے حتی کہ جو حب آل محمد کا دعوی کرے وہ بقول امام شافعی رافضی کہلائے یہہ تو آپ خود ہی کہہ آئے ہین پھر یہان کیون بھول گئے سچ ہے ایسے لوگونکو حافظہ نہین ہوتا۔

اقال محب اہل بیت وہ لوگ ہین جو اونکی حکم اور مرضی کی باتکو سر اور آنکھون سے مانتے ہین اور جان و دل سے اوسکو خوش ہو کر بجا لاتے ہین اور اوسمین کسی اور کی پیروی ہرگز منظور نہین رکھتے۔

اقول آپکو قسم ہے خدا و رسول کی اے توبہ رسول کی قسم تو آپکے نزدیک بدعت ہوگی فقط خدا کی قسم سچ بتائیے کہ وہ کون لوگ ہین واللہ اگر چراغ لیکر تہتّر فرقہ اسلام مین ڈھونڈھیے گا تو ایک ہی فرقہ ایسا ملیگا جو اہلبیت کے حکم اور مرضی کی باتکو سر اور آنکھون سے مانتے ہین اور جان و دل سے اوسکو خوش ہو کر بجا لاتے ہین اور اوسمین کسی اور کی پیروی ہرگز منظور نہین رکھتے سہ نہان کی ماند آن رازے کزو سازند محفلہا۔

اقال اسیطرح مرثیونسے حدیث مین منع آیا ہے چنانچہ کتاب ابن ماجہ مین یہہ حدیث ہے کہ نھی رسول اللہ صلعم عن المراثی یعنے منع فرمایا رسولخدا نے مرثیون سے۔

اقول یہہ نہی اون مرثیون سے ہے جو ایام جاہلیت مین مشہور یا سوز شیر شعر پڑہے جاتے تھے یا جو مرثیہ آپکے یزید نے گڑہا اور حضرت امام سے قتلہ بدر کا انتقام لیت اشیاخی ببدر شہدوا الخ پڑہا نہ مراثی معمولہ اہل اسلام سے جنکو حضرت سید انام اور اہل بیت کرام وصحابی عظام برابر پڑہا کیے جیسا کہ بیان ہوا

اقال اور صبر اسکا نام نہین ہے کہ آدمی اپنے دلمین کدورت کسی مکروہ کام کی نہ پاوے اور پاوے تو اوسکو مکروہ نجانے کیونکہ یہہ دونون امر طاقت بشری سے باہر ہین بلکہ حقیقت صبر کی یہی ہے کہ باوجود کدورت اور کراہت طبعی کے خلاف عقل اور شرع سے آپکو بند رکھے اور پیغمبر اور امام سب اسطرح صبر کرتے آئے ہین اور عین مصیبت کیوقت اپنے تئین خلاف شرع

اور عقل سے باز رکھے اور فقط آنسو جاری ہونا چہرہ متغیر بنانا خلاف شرع اور
صبر کے نہین ہے۔

اقول یہی تو ہم بھی کہتے چلے آتے ہین کہ رونا رلانا چہرہ متغیر بنانا صبر اور
شرع کے خلاف نہین ہے۔ اب آپ بھی راہ پر آئے اور صبر کے معنی رونے اور چہرہ
متغیر کرنے سے موافق بتائیے۔

قال اور صبر بھی سمجھو تو یہی ہے کہ جو اول صدمہ کیوقت واقع ہو اور جب
مصیبت گذر گئی پھر اوسوقت ترک شکایت اور جزع و فزع صبر نہین گنا جاتا
بلکہ اسکو تسلی اور دلاسا کہتے ہین اور اسیواسطے حکما نے کہا ہے کہ جو کسیکو اس
بات کی تکلیف دیجائے کہ ہمیشہ مصیبت پر رویا پیٹا کرے وہ تکلیف مالا یطاق
ہے سچ ہے جو کسی بڑے محب اور تعزیہ دار سے یون کہا جائے کہ مہینا بھر متواتر
ایام کے غم مین رویا کرے مہینا کسکا دو روز متواتر نہ رویا جاوے۔

اقول مراتب محبت و عرفان و اخلاص و ایقان بحسب اختلاف طبائع بنی
نوع انسان مختلف اور متفاوت ہوتے ہین اسی وجہ لوگ بھی مختلف طور روتے ہین
حضرت یعقوب مہینا کیسا برسون روئے تا اینکہ روتے روتے آنکہین سفید
ہو گئین حضرت خاتون جنت کو بعد انتقال آن حضرت کسی نے ہنستے نہ دیکھا استغفر اللہ
ہنسنا کیسا اسقدر روئین کہ اہل محلہ تنگ آ گئے حضرت امیر نے بیت الحزن بنایا
آخر کو روتے ہی روتے پدر بزرگوار سے جا ملین دنیا سے انتقال فرمایا بیمار کربلا
بعد واقعہ شہادت حضرت سید الشہدا چالیس برس تک اسقدر بچشم خونفشان
سے روئے کہ رخسار ہائے مبارک گہل گئے ہمکو یہہ اخلاص و عرفان جو پیغمبرون
اور اہلبیت کو حاصل تہا کہان نصیب جو ہم آن حضرات کے برابر ہو سکین
اور اس حد تک رو سکین مگر بمقتضائے عقیدت و محبت بقدر طاقت بشری

ہم بہی روتے رولاتے ہین خدا ہمکو توفیق زیادہ عطا فرمائے اور ہمیں اپنے خوف اور مصیبت اہلبیت کے اور کسی غم دنیا مین نہ رولائے دیکہیے سچی محبت ایسی ہوتی ہے کہ مصیبت امام پر رونے رولانے کی نسبت آپکے موںہہ سے بہی کسی بڑے محب اور تعزیہ دار ہی کا نام نکلا اور کسی کا نہ نکلا۔

قال قال اللہ تعالی ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم یرزقون ت اور تو نہ سمجھہ جو لوگ مارے گئے اللہ کی راہ مین مردے ہین بلکہ زندہ ہین اپنے رب کے پاس روزی پاتے ہین فرحین بما اتہم اللہ من فضلہ ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بہم من خلفہم الا خوف علیہم ولا ہم یحزنون خوشی کرتے ہین اسپر جو دیا اونکو اللہ نے اپنے فضل سے اور خوش ہوتے ہین اونکی طرف سے جو ابہی نہین پہونچے انہین پیچہے سے اسواسطے کہ نہ ڈر ہے انکو نہ غم ف اس آیہ سے معلوم ہوا کہ شہید لوگ کہاتے پیتے خوشیان کرتے ہین ہرگز انکو غم اور رنج نہین اور اسیطرح سمجہو کہ حضرت امام حسین علیہ السلام بہی نہایت خوش اور بے غم ہونگے کیونکہ اللہ کی راہ مین شہید ہوئے ہین۔

اقول پہر کیا آپکی خوشی اسمین تہی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے جیسی مصیبتین دنیا مین اوٹہائین اپنے رب کے پاس بہی ویسی مصیبتین اوٹہاتے نہ خوشیان کرتے نہ کچہہ کہاتے پیتے۔

قال الغرض قطع نظر اور باتون سے اب ماتم کرنا اور تعزیہ بنانا آپکے حال کے بہی خلاف ہے اور اونکی ضد کہ وے خوش اور بے غم ہین اور تم اونکی لئے ماتم کرتے ہو

اقول حضرت خاتم انبیا جنپر قرآن نازل ہوا اور آپ معانی آیات اور کلام خدا کے دقائق و نکات سے ایسے واقف اور عالم تہے کہ خدا نے اونکی شان مین

وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی فرمایا اسپر بہی حضرت امام حسین اور حضرت امیر حمزہ کا جو اوس زمانہ مین سیدالشہدا تہے اور اونکا کہانا پینا خوشی کرنا تو سب شہیدون سے بڑہکر ہوگا کسقدر غم کیا اونکی مصیبت مین مرثیہ پڑہا بیتاب ہوکر روئے حالت غم کی زنان انصار کے حقمین جو امیر حمزہ کو روتی آئین تہین دعای خیر کی آپکی طرح اونکے حال کے خلاف اور ضد ہونیکا حضرت پیغمبر کو ہرگز خیال نہ آیا اگر بالفرض آن حضرت کو سہو ہوا تو حضرت جبرئیل بلکہ خود خدا وند جلیل نے بہی تنبیہ نفرمایا کہ وے خوشیان کرتے ہین تم اونکے حال کے خلاف اور اونکی ضدمین غم کرتے ہو مرثیہ گاتے ہو کیون ایسی بہول چوک سے اپنی کہری رسالت مین بٹہ لگاتے ہو الغرض جو باریکیان پیغمبر کو عمر بہر قرآن سے نہ معلوم ہوئین تہین وہ بارہ سو برس کے بعد اس تیرہ صدی مین آپکو خوب سوجہین کہ جسمین حضرت پیغمبر تک الزام سے نہ بچے ہمارا کیا حسنا ہذا شئ عجاب ۔

قال اور ایسے وقت مین اگلی مصیبت کو یاد کرکے رونا ویسی بات ہی جیسے کوئی کسیکا دوست چوتہی تاریخ رجب کی کچہہ بیمار ہوا ہو یا ایذا پائے ہوا اور بعد تہوڑے عرصہ اوسکو غسل صحت حاصل ہوا اور سب طرحسے نعمتین کہانے پینے لگے اور کوئی درد و غم باقی نہو اور نہایت چین اور خوشی مین ہو پہر رجب کی چوتہی تاریخ آوے کوئی اگلی بیماری اور درد کو یاد کرکے ماتم کرنے لگے ہرچند لوگ اوسکو سمجہا دین کہ اب آپ اچہے اور خوش ہین اور کسیطرحکا درد و غم نہین وہ شخص سمجہائے نہ سمجہے اور کہے کہ اچہی اور بے غم ہین تو کیا ہوا دن اور تاریخ تو وہی ہے بہلا ایسے شخص کو کیا کہوگے آخر یہی کہوگے کہ یہہ شخص یا دشمن یا سودائی جو خوشی کے وقت واہی تباہی باتین کرتا ہے یہہ مخالف کا

کا کام موافق سے ہرگز ایسا نہوگا۔

اقول ہم کہانتک ہندی کی چندی کریں ایک بات کو کتنے مرتبہ سمجہاوین اس مقام مین فقط وہی ابن عباس کا حال یاد دلایا جاتا ہے جو جمعرات کا دن یاد کرکے رویا کرتے تھے اور وہی اگلی مصیبت اور پنجشنبہ کا دن یاد کرکے جان کہویا کرتے تھے اور اسمین کچہہ شک نہین کہ کسی روز معین یا تاریخ معین کو یاد کرکے رونا رولانا تجدد حزن و ملال ہے چنانچہ کلام صاحب مرقات شارح مشکوۃ اسی روایت ابن عباس مین اسپر دال ہے حیث قال ویحتمل ان یکون لتذکر وفاته وفقدان حیوته صلعم تجدد الحزن علیه یعنے احتمال ہے کہ یاد کرنا ابن عباس کا روز پنجشنبہ کو واسطے تذکرہ وفات و فقدان حیات آنحضرت صلعم کے ہوا اور پہر تجدد حزن واندوہ کے ساتہہ انتہی بہلا اب تم ابن عباس ایسے شخص بزرگ کو کیا کہوگے کیا یہی کہوگے کہ یہہ شخص یا دشمن ہے یا معاذ اللہ سودائی کہ حضرت پیغمبر تو خوشی وچین مین رہنا اور یہہ شخص خوشی کے وقت واہی تواہی باتین کرتا ہے یا یوم الخمیس کہہ کر غل مچاتا ہے یہہ مخالف کا کام ہے موافق سے ہرگز ایسا نہوگا۔

قال اور جب حادثہ ہوکر گذر گیا اور مقدمہ برعکس ہوا کہ دشمن پکڑے گئے اور دوست سرفراز ہوئے پہر ماتم اور مرثیہ دشمنون کے نصیب رہے خدا دوستونکو خوش رکہے۔

اقول جب حادثہ ہوا بہی نتہا فقط حادثہ کی خبر سنکر حضرت پیغمبر اپنے حیات مین اور جب یہہ حادثہ ہوکر گذر گیا تو آنحضرت بعد از وفات روئے رولائے دیگر انبیا کے ساتہہ مرثیہ مصیبت پڑہا اور یہہ پہر اور لشکر یزید نے خوشی کا جشن کیا فتح کے شادیانے بجائے پس جو اس حادثے مین غم و ماتم

کرے مرثیہ پڑہتے امام کا فرمانا لایذکرنی مومن الا بکی بجالاوے وہ حضرت پیغمبر اور امام کا پیرو اور سچا دوست اور یزید پلید کا پکا دشمن اور جو یہہ خیال کرے کہ حادثہ گذر گیا خوشی مناوے وہ یزید پلید کا پیرو اور اوسکا سچا دوست اور حضرت پیغمبر اور امام کا پکا دشمن ہے اب سمجہے یا نہین لکہ دینکر دلی دین

قال ع دوست جو خوش ہو تو خوشی کیجیے ٭ اوسکو جو غم ہووے تو جان دیجیے

اقول ع عالم ارواح مین روئے نبی ٭ شاہ کے غم مین یہہ سمجہہ لیجیے ساتہہ دیا ہمنے بہی یہہ سونچکر ٭ اونکو جو غم ہوئے تو جان دیجیے ٭ خوش تہا یزید آپ بہی کیون خوش نہون ٭ دوست جو خوش ہو تو خوشی کیجیے

قال قال اللہ تعالی ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاءہ جہنم خالدا فیہا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعد لہ عذابا الیما اللہ تعالے فرماتا ہے اور جو کوئی مارے مسلمان کو قصد کرکے تو اوسکی سزا دوزخ ہے اوسمین پڑا رہے اور اللہ نے اوسپر غضب کیا اور اوسکو لعنت کی اور اوسکے واسطے تیار کیا ہے عذاب سخت ف یہانسے بوجہا گیا کہ یزید اور جو کوئی امام قتل مین راضی اور شریک تہے اللہ کے غضب اور لعنت اور عذاب مین ہونگے اور اونکی روحین نہایت رنج اور ماتم مین گرفتار ہونگی اور اونکو سوائے غم خوشی کا نشان نہوگا۔

اقول یہہ اوسکا بدلا ہے جو دنیا مین حضرت امام اور اہلبیت کرام کو طرح طرحکے غم والم مین مبتلا کرکے خوش ہوتے تہے ع پنداشت ستمگر کہ جفا برمن کرد ٭ برگردن او بماند و برما گذشت۔

قال غرض اب جو کوئی یزید اور اوسکے ساتہیون کا دوستدار اور غمخوار ہو اور اونکو غم اور مصیبت مین نہ دیکہہ سکے تو وہ ماتمداری مین یزید کی موافقت کرے

اقول ہمتو حضرت پیغمبر اور اونکے ساتھیون کے دوستدار اور غمخوار
ہین اور حضرت امام کی مصیبت سے اونکو غم اور مصیبت ہین
حضرت ام سلمہ اور ابن عباس وغیرہ ہمارے سنکر اس ماتم داری ہین حضرت
پیغمبر کی موافقت کرتے ہین پس یہہ کلمہ بروز قیامت آپ حضرت پیغمبر ہی سے
کہیئے گا اور وہی اسکا جواب دین گے ہم اگر یزید پلید اور اوسکے ساتھیونکو
اپنی آنکھہ سے غم والم بیحساب اور لعنت وعذاب مین مبتلا دیکھتے تو بھی حضرت
امام کا غم ہمارے دلسے کم نہوتا اس لیئے کہ ہمارے پیغمبر کو بعلم الیقین یزید
اور اوسکے ساتھیون کا عذاب معلوم تہا مگر اونکو دلسے ہمارے امام کا
غم کم نہوا۔

قال بخلاف وقت وقوع واقعہ کے کہ دشمن خوش ہو بود تھے اور اہلبیت
درد و رنج و مصیبت تازہ مین پہنسے تھے اوسوقت غمناک ہونا مقتضائے
محبت و بشریت ہے۔

اقول حضرت پیغمبر نے تو قبل از وقوع واقعہ فقط خبر شہادت امام حضرت
جبرئیل سے سنکر رنج و غم کیا آپکی طرح اوسوقت خاص کو نہین لیا پس پیغمبر تخفیف
پکارا اور غرض عمدہ ہر وقت اور ہر زمانہ مین اسکا اعلان اور اشتہار اور
تا قیام قیامت اس حزن و بکا کا استمرار ہے جیسا کہ کتب فریقین مین آیا
اور شاہ عبد العزیز صاحب وغیرہ علمای ثقات نے فرمایا ہے پس تجدد حزن
و بکا ہر وقت مین ضروری ہے مگر آپ حضرت پیغمبر ہی سے ضد اور خلاف
کرتے ہین اسمین مجبوری ہے۔

قال قال اللہ تعالی قل صدق اللہ فاتبعوا ملۃ ابراہیم حنیفا وما کان من المشرکین
ت اللہ تعالے فرماتا ہے تو کہہ سچ فرمایا اللہ نے اب تابع ہو جاؤ ابراہیم کی

ملت سے کہ جو ایک طرف کا تہا اور نتہا شریک کرنیوالون مین نہ تہا انتہی اس آیت سے
اور دیگر آیتون سے ثابت ہے کہ ہمارے دین ملت ابراہیم کی تابعداری فرض
ہے اور حضرت ابراہیم کی ملت مین بہت چیزین ہین اونمین سے یہہ بہی ہے
کہ صورتون کا مٹانا اور اپنے قریب اور دوست کی موت مین صبر کرنا اور جزع
اور فزع اور شیون اور نوحے سے دور رہنا سو تعزیہ دارون مین یہہ سب باتین اسکے
برعکس ہین یہہ باتین عین موت کے وقت بجا ہئے چہ جای سینکڑون برسون
کے بعد ہر سال کرنا۔

اقول حضرت رسول خدا صلعم جو دین حنیف اور ملت ابراہیم پہ مبعوث
ہوئے جسوقت امام کے غم مین اور اپنے قریب اور دوست کی موت مین
رونے رولانے اور بکا کو رحمت فرماتے تہے تو معلوم ہوا کہ یہہ منافی صبر نہین
ہے اور اسکے تو آپ بہی قائل ہوچکے ہین مگر شاید بہول گئے اور وہ مورتین
جو حضرت ابراہیم نے مٹائین جانداروں کی صورتین تہین سو تعزیہ دارون مین سب
باتین اسکے برعکس ہین نہ اسمین کسی جاندار کی تصویر بنتی ہے نکوئی صبر کے
خلاف بات کیجاتی ہے اور ہر سال کرنیمین وہ تجدد مقصود ہے جو اکابر علما کے
قول سے ہم اوپر لکہہ آئے ہین اگر خوبی حافظہ سے سہو ہوگیا ہو یا عبارت
عربی سر الشہادتین سمجہہ مین نہ آئی ہو تو شاہ سلامت اللہ صاحب کا ترجمہ
فارسی سنئے تا حاضر و غائب برین سانحہ ہوش ربا مطلع شود و ہر کس
از دور و نزدیک و ترک و تاجیک برچنین واقعہ غم افزا خبردار گردد بلکہ مقصود
اصلی و غرض حقیقی ازین ہمہ باقی ماندن غم و الم دائم و تذکر و یادگاری وقائع
الم اندود و سوانح غم فرسود درین امت تا قیام قیامت است انتہی۔

قال دوسری آیت مین خدا فرماتا ہے ومن یرغب عن ملۃ ابراہیم

الا من سفہ نفسہ ت اور کون پسند نہ رکھے ملت ابراہیم کو مگر بیوقوف
ہوا اپنے جی سے۔

اقول اس سے بڑہکر بیوقوف وہ ہے جو حضرت پیغمبر کے طریقہ کو حضرت ابراہیم
کے طریقہ سے مخالف سمجھے

قال اور صحیح بخاری اور مسلم مین یہہ حدیث ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا من احدث
فی امرنا ھذا ما لیس منہ فہو رد یعنے جو کوئی نئی بات نکالے ہمارے اس دین مین
جو اوسمین نہو وہ مردود ہے۔

اقول اس حدیث مین وہی احداث مراد ہے جسکو شرع سے کچھ لگاؤ نہو اور وہ
احداث بدعت محرمہ ہے چنانچہ قبل اسکے مذکور ہو چکا۔

قال اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو کوئی پیغمبر کے دین کے کامون مین کہ مقرر
کرنا احکام شرع کا ہے اپنی طرف سے کوئی نئی بات مقرر کرے کہ جسکی اصل ہی
دین مین ثابت نہو اور اپنی طرف سے ثواب اور عذاب کسی کام مین ٹہرا دے
تو وہ چیز مردود ہے۔

اقول اور جو اوس نئی بات کی اصل دین سے ثابت ہو تو وہ اس حدیث
سے مستثنیٰ اور مقبول ہے چونکہ آپکی عادت بہولنے کی ہے لہذا جتائے دیتے
ہین کہ اسکو یاد رکھیے گا۔

قال اب تعزیہ مین دیکھو سو ٹھیک یہی بات موجود ہے۔

اقول لاحول ولا قوۃ اتنا جتایا مگر پہر بہولے صاحب تعزیہ بنانیکی اباحت
اصل دین سے ثابت ہے چنانچہ قبل اسکے نہایت تفصیل و توضیح سے
بیان ہو چکا پہر تعزیہ مین کہان یہہ بات موجود ہے خود آپ ہی کا یہہ قول
مردود ہے۔

قال اول تعزیہ بنانا نئی بات دین مین ہے۔

اقول ہان ہے مگر نئی بات دین مین مطلقاً منع اور بدعت محرمہ نہین ہے چنانچہ اسکی تنقیح مقدمہ مین بخوبی ہو چکی ہے۔

قال کسی پیغمبر یا امام کے شہید ہونے یا مرنے سے شرع مین تعزیہ یا شدہ یا چبوترہ اور کچھہ سوا اسکے بنانا نہین آیا۔

اقول اگر کسی پیغمبر و امام کے واسطے کچھہ بنانا نہین آیا تو حضرت یعقوب پیغمبر نے اپنے واسطے اور حضرت علی نے حضرت خاتون جنت کیواسطے بیت الحزن کیون بنایا۔

قال اور جو باتین تعزیہ کے لیئے مقرر ہین وہ باتین انکی سچی قبرون پر بھی درست نہین چہ جائے جھوٹی تربتون پر۔

اقول جب حضرت پیغمبر کی اصلی قبر شریف آپکے پیر عبدالوہاب کے زعم فاسد مین صنم اکبر ہے تو حضرت امام کی نقلی قبر کو جھوٹی سچی کہنا کیا بات ہے باقی جسطرح انکے اصلی مزارون پر فاتحہ درود پڑہنا اور تعظیم و تکریم کرنا چاہیئے ویسی انکی نقلون کے ساتھہ بھی علمای امت اور حامیان ملت کرتے آئے ہین کما مر فتذکر۔

قال دوسرے یہہ کہ تعزیہ بنانا دین کے کام مین گنتے ہین اور اوسکے بنانے والون کو ثواب اور تعریف ٹہراتے ہین اور جو اوسکو برا جانکر نکرے تو اوسکو امام کا دشمن بناتے ہین اور طعن و ملامت کرتے ہین اور ایسے طعن و ملامت سوائے پیغمبر خدا کے بتائے کسی کام مین اپنی طرف سے کرنا درست نہین۔

اقول اصل اس تعزیہ کی شرع مین دین مین حدیث مین قرآن مبین مین سب مین ثابت ہے چنانچہ اسکے شواہد قبل اسکے بہت سے مذکور ہو چکے اب صاحب

غایۃ المرام کا ایک قول مختصر یہان ہی سن لیجیئے فرماتے ہین اور جو لوگ کہ اسکو
(تعزیہ کو) بدعت سیئہ کہتے ہین وہ لوگ واقف اصل دین اپنے سے نہین ہین اسواسطے
کہ اصل اشیا مین اباحت ہے جبتک کہ کوئی دلیل قطعی مانع اوسکی نہو لے انتہی
اب بتلائیے کونسی دلیل قطعی مانع اباحت ہی جو تعزیہ بنانا مورث قباحت ہے
اور جن چیزونکی اباحت اصل شرع سے ثابت ہے ایسی چیزون کا منع قرآن
مین حدیثو مین کہین نہین آیا ہے۔

قال غرض جب معلوم کر چکے کہ تعزیہ مین یہہ باتین جمع ہین تو رسولخدا کے حکم سے
ثابت ہوا کہ تعزیہ بنانا مردود ہے۔

اقول غرض جب معلوم کر چکے کہ جس چیز کے بنانے مین رجحان شرعی اور اصل شرع کا
لگاؤ ہو وہ بموجب حدیث کالشئی مطلق حتےٰ یرد فیہ النھی مباح ہے
اور تعزیہ مین یہہ باتین جمع ہین تو حضرت رسول خدا کے حکم سے ثابت ہوا کہ تعزیہ
بنانا مباح و محمود ہے اور اوسکا منع کرنا مردود ہے۔

قال اور یہہ حدیث مشکوۃ شریف مین ہے و من یعیش منکم بعدی فسیری
اختلاف فاکثیرا فعلیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین یعنے جو کوئی
جیتا رہا تم مین سے میرے پیچھے سو دیکھیگا بہت اختلاف آدمیون مین پس لازم
کرلو تم اپنے اوپر میری اور میرے خلیفون کی سنت جو رشد والے اور
راہ پائے ہوئے ہین۔

اقول یہہ وہی اختلاف ہے جو آپ لوگون وہابیون نے امت مین ڈال رکہا ہے
کہ ہر امر مباح کو بدعت کہے جاتے ہو حالانکہ مصیبت مین رونا رولانا سنت
پیغمبر و خلفائے راشدین و صحابہ و تابعین و تبع تابعین اور تعزیہ بنانا مباح
اور رونے رولانے کا ہے پس اس حدیث کے ذکر کرنے سے آپکا کیا فائدہ اور ہمارا

کیا نقصان ہوا بلکہ امر مباح مین رخنہ نکالنے اور سنت رسول مین اختلاف ڈالنیکا اور اعلان ہوا اگر افسوس کسی نے اس حدیث کے فرمانے وقت آن حضرت صلعم سے یہہ نہ پوچھہ لیا کہ کون کون بزرگوار آپکے خلفائے راشدین ہونگے ورنہ یہہ خلاف کا بہی اختلاف جاتا رہتا اور ہر فرقہ فرقہ واحدہ کیطرح متحد اللفظ اور شہر اشخاص معینہ کو خلفای راشدین پیغمبر کہتا۔

قال وعضوا علیها بالنواجذ اور مضبوط پکڑو اس سنت کو دانتون سے وایاکم ومحدثات الامور اور بچائے رکہو آپکو نئے کامون سے فان کل محدث بدعة جو بات دین مین ٹہرائی گئی سو بدعت ہے وکل بدعة ضلالة اور جو بدعت ہے گمراہی ہے۔

اقول یہان بہی وہی محدثات مراد ہین جنکو شرع سے کچھہ لگاؤ نہو اور بطور تشریع کئے جائین پس ہر ایسا محدث بدعت محرمہ ہے اور ہر بدعت محرمہ بیشک گمراہی ہے۔

قال ف مسلمان کو لازم ہے کہ دین مین اپنی طرف سے کوئی نئی بات نہ نکالے اور نہ اور کی ایجاد پر عمل کرے۔

اقول اگر مطلق نئی بات نکالنا منع ہوتا تو قرآن کا جمع کروانا لکہوانا اور سکا اعراب کرنا سو روایات کا ترتیب دینا جو حضرات خلفا اور صحابہ کیوقت مین ہوا سب سنت خلفا مین نہ گنا جاتا بلکہ بدعت محرمہ کہلاتا پس یون کہنا چاہیے کہ مسلمان کو لازم ہے کہ دین مین اپنی طرف سے کوئی نئی ایسی بات نہ نکالے جسکو شرع سے کچھہ لگاؤ نہو اور محض بطور تشریع کے ہو اور نہ اور کی ایسی ایجاد پر عمل کرے۔

قال اور تعزیہ بنانا بیشک بعد مدت کے پیغمبر اور امام کے پیچھے اہل بدعت نے

ایجاد کیا ہے اور پیغمبر اور اونکے خلیفونکی سنت سے باہر ہے اور بدعت اور گمراہی مین داخل ہے۔

اقول اگر تعزیہ بنانا اہل بدعت نے ایجاد کیا ہوتا تو کبھی اہل سنت اوسکی مباح ہونے اور بنانیکا فتوی نہ دیتے اور نہ اوسکی تعظیم کرتے اور نہ اوسکی سامنے ادب سے استادہ ہو کر فاتحہ اور درود پڑھتے مذہب جدید وہابی البتہ بعد مدت کے پیغمبر اور امام کے بعد عبد الوہاب بدعتی نے ایجاد کیا ہے اور حضرت پیغمبر اور اونکے خلیفونکی سنت سے باہر ہے اور بدعت اور گمراہی مین داخل ہے۔

قال اب اہل سنت کو چاہیئے کہ ایسے کاموں مین اپنے نام کا پاس کرین بڑی شرم کی اور حیف کی بات ہے کہ اہل سنت ہو کر اہل بدعت کے کام کرو برائے خدا اپنی ناموری مین بٹہ نہ لگاؤ اور ایسی بدعت کو دل سے بہلاؤ اور اپنے تئین اہل سنت کے طریقہ پر چلاؤ مثل ہے کہ جسکا کہاتے ہے اوسکا گاتے ہے

اقول اب اہل سنت کو چاہیئے کہ ایسے وہابیون کو اہل سنت بننے سے روکین اپنے نام کا پاس کرین یا اونکو سمجھائین اور اسطرح راہ پر لائین کہ بڑی شرم کی اور حیف کی بات ہے کے اہل سنت بنو اور اہل بدعت کی پیر عبد الوہاب کی غلامی کر کے اہل سنت کی بدنامی کرو برائے خدا ہماری ناموری مین بٹہ نہ لگاؤ اور اوس بدعتی کو دل سے بہلاؤ اور اپنے تئین اہل سنت کے طریقہ پر چلاؤ مثل ہے کہ جسکا کہاتے ہے اوسکا گاتے ہے۔

قال اور حضرت نے فرمایا ہے من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی ھدم الاسلام یعنی جو کوئی تعظیم اور بزرگی کرے بدعت والے کی پس وہ مدد کرتا ہے اسلام کے ویران کرنے مین۔

اقول اس حدیث مین بہی وہی بدعت سیئہ مراد ہی نہ بدعت حسنہ چنانچہ کتاب نہایہ امام حافظ ابو محمد عبد الرحمن سے منقول ہے فالبدعة الحسنة متفق علے جواز فعلها والاستحباب یعنے بدعت حسنہ کے کرنے اور اوسکے جائز اور مستحب ہونے پر سب مسلمانونکا اتفاق ہے۔

قال ف اب ذرا عقل صحیح سے سمجہو کہ جب اہل بدعت کی عزت کرنیمین یہہ خرابی لازم ہو تو پہر جو شخص خود بدعتی ہو اوسکا کیا حال ہوگا۔

اقول وہی حال ہوگا جو آپکا ہوا ست درخانہ اگر کس است یکحرف بس است

قال اور علمانے لکہاہے کہ بدعت کا رتبہ فسق سے بہی زیادہ بدتر ہے کیونکہ فاسق فسق کو گناہ جانتا ہے اور توبہ اوس سے واجب سمجہتاہے بخلاف اہل بدعت کے کہ بدعت کو اپنے اعتقاد اور گمان مین نیک جانتاہے اور اوسپر اصرار کرتاہے اسمین توبہ کا کیا دخل۔

اقول علمائے اسلام نے جو ایک قسم خاص کو بدعت محرمہ لکہاہے وہ بدعت البتہ فسق سے بہی بدتر ہے اور ایسا ہی بدعتی بدکو نیک بلکہ ہر نیک و بد کو ایک سمجہتا ہے پہر اسمین واقعی توبہ کا کیا دخل۔

قال اور ہم تمسے پوچہتے ہین کہ تم تعزیہ بنانا برا جانتے ہو یا بہلا۔

اقول یہہ سوال ہی مہمل ہے جو بوڑہا ہو کر بچونکی ایسی باتین کرے اوسکا کیا جواب ہے۔

قال اگر برا جانتے ہو تو بے پوچہے چہوڑدو۔

اقول ایسے تو دنیا مین ایک آپ ہی دکہائی دیتے ہین کہ نعمت البدعة کو بئست البدعة کہے جاتے ہین اور پہر اوسیکو کیئے جاتے ہین اور کوئی ایسا نہین کہ کسی چیز کو برا جانے اور پہر اوسکو ثواب سمجہکر کرے۔

قال اور جو نیک جانتے ہو تو جو شخص بدعت کو نیک سمجھے اور اوسمین اللہ کی نزدیکی جانے وہ شخص اسلام سے خارج ہے۔

اقول ہزار مرتبہ کہہ چکے کہ تعزیہ بدعت محرمہ نہین بدعت محرمہ کو جو نیک سمجھے اور اوسمین اللہ کی نزدیکی جانے وہ تو ضرور اسلام سے خارج ہے مگر جو امر مباح کو بدعت ٹھہرائے اور شعائر اسلام کو مٹائے اور اوسمین اللہ کی نزدیکی جانے مسلمانونکو کہنا نہ مانے اوسنے کیا اسلام کا قبالہ لکھوالیا ہے۔

قال چنانچہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے عن حذیفہ قال قال رسول اللہ صلعم لایقبل اللہ لصاحب بدعۃ صوماً ولا صلوۃ ولا صدقۃ ولا حجاً ولا عمرۃ ولا جہاداً ولا صرفاً ولا عدلاً یخرج من الاسلام کما یخرج الشعرۃ من العجین یہہ حدیث کتاب ابن ماجہ مین لکہی ہے یعنی قبول نہین کرتا خدا بدعت والے کا روزہ نہ نماز نہ صدقہ نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد نہ نفل نہ فرض اور وہ خارج ہوتا ہے اسلام سے جیسے خارج ہوتا ہے بال گوندہے آٹے سے۔

اقول یہہ وہی بدعت محرمہ منہی عنہا ہے جو ضلالت اور گمراہی ہے جسکا کرنیوالا خارج از اسلام اور واہی ہے۔

قال ف اب ذرا خدا سے ڈرو اور بدعت نکرو کہ اس سے زیادہ کیا بدبختی ہے بدعت کے کرنے مین دین و دنیا دونون کا نقصان ہے محنت برباد گناہ لازم۔

اقول خدا سے تو ہم ہر حال مین ڈرتے ہین مگر بدعت محرمہ نہین کرتے ہین اب تم خدا سے ڈرو اور امور حسنہ کو بدعت سیئہ سے جا ملو نہین اپنا وقار بڑہانے اور نفع پانے کے لیئے تعبیر نکرو کہ دین و دنیا دونون کا نقصان ہے نفع موہوم ضرر جازم محنت برباد گناہ لازم۔

قال اور تفسیر در منثور کہ تصنیف علامہ جلال الدین سیوطی کی ہے اوسمین یہہ

حدیث ہے من زار قبرا بلا مقبور فہو ما جون ت یعنے جسنے زیارت
کی ایسے قبر کی جسمین کوئی گڑا نہو پس وہ شخص ملعون ہے اور شرح برزخ مین روایت
ہے طبرانی اور بیہقی اور ترمذی سے من زار قبرا بلا مقبور فکانما عبد
الصنم ت یعنے جسنے زیارت کی خالی قبر کی عبادت کی بت کی —

اقول اسکا جواب مولوی عبد الواحد خان صاحب نبیرۂ مولوی عبد العلی صاحب
سندراسی نے اپنی بعض تصانیف مین یہہ دیا ہے و بعضے مردم ابن عصر
کہ بسند حدیث من زار قبرا بلا میت او بلا مقبور فقد اثم وکفر تعزیہ
شریف را بر آن منطبق کردہ امتناع آن می کنند غیر معقول اولاً حدیث مذکور در
صحاح و ہم در دیگر کتب حدیث معتبرہ مذکور نیست و راوی این حدیث مجہول و ناصعلوم
و الفاظ حدیث مختلف ہمچو حدیث از قرآن اعتبار ساقط است و بالفرض اگر
حدیث مذکور صحیح بودہ باشد از جملہ احاد است و تواتر و اجماع است بر حصر از
خبر احاد حسب قاعدہ اصول نمی شود و سوای ازین تعزیہ امام علیہ السلام قبر
جعلی نیست یعنے کسی نمی گوید کہ جسم شریف حضرت امام حسین علیہ السلام درین
قبر تعزیہ دفن است و در کربلا جسم آن حضرت دفن نیست کہ آن قبر جعلی باشد
بلکہ نقل قبر است و آن جائز است بموجب حدیث نبوی صلعم چنانچہ مذکور
خواہد شد انتہی

قال یعنے حقیقت بت پرستی کی یہہ ہے کہ ایک چیز کی نقل بناکر بجای
اصل کے اوسکی حرمت اور تعظیم کیجیے ویسا ہی خالی قبر کا زیارت کرنیوالا
بہی ہوا کہ نقل کو اصل کی جگہہ پوجا اور تعزیہ مین بہی خالی قبر بنا مین
کوئی شخص اوسمین دفن نہین ہے —

اقول یہہ نقل بنانیوالے اور اوسکی تعظیم کرنیوالے پر طعن نہوی بلکہ اصل

حکم دینے والے یعنے حضرت پیغمبر ہوئی جنہون نے خطوط قبر والدین کی تقبیل اور تعظیم کا مثل اصل قبور حکم فرمایا پس یہہ خالی قبر کا زیارت کرنیوالا اپنے دل سے نقل کو اصل کی جگہہ نہین سمجہا بلکہ پیغمبر کے حکم کو بجالایا پس جو تابع حکم رسول کریم ہین اونکے نزدیک تعزیہ شریف اور اوسکی خالی تصویر بہی اسیطرح لائق تعظیم ہین اب اگر آپکے زعم ناقص مین حقیقت بت پرستی کی یہی ہے کہ ایک چیز کی نقل بناکر بجاے اصل کے اوسکی حرمت اور تعظیم کرے تو خدا کی پناہ یہ پہلو کونکالیا کہ خود حضرت پیغمبر ہی بت پرستی کا حکم دینے لگے اور بیچارے امت کا اتنا بڑا سخت الزام اپنے اوپر لینے لگے معاذ اللہ پیغمبر حکم دیوین بت پرستی کا ؎ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ۔

قال غرض یہہ تعزیہ قابل زیارت کے نہین ہین بلکہ لائق غارت کے ہین کیونکہ محض لکڑیان اور کہپاچین ہین ۔

اقول اللہ اکبر آپکی اس گستاخی اور شرارت و اطلاق لفظ غارت پر ہمکو بے اختیار اسوقت وہ بلوہ یاد آگیا جو بعد شہادت امام مظلوم اہلبیت عصمت و طہارت پر ہوا اسی خیمہ مین جب دہنسے وہ لعین چہاتیان تنے ؎ بیٹی پہپہی تہی مان تہی مان بیٹی سے کہتے پہ کیا ہوئے اون غریبون سے جنپر یہہ آ بنے ؎ جنزا انکو دین خدا و پیمبر کے واسطے ۔ سچ ہے جب آپکے پیشوای معلوم اور شامیان شوم کے نزدیک اہلبیت عصمت و طہارت لائق غارت کے تہے تو آپکے نزدیک تعزیہ لائق غارت کیون نہو ناکہ اب یزید کی جگہہ آپ اور اہلبیت کی جگہہ اونکی یہہ نشانیان باقی ہین پس تقلید یزید انکو غارت کیجیئے اور اس غارت کا صلہ بروز قیامت یزید سے خاطر خواہ لیجیئے بلکہ اگر تعزیون کی طرح بدلیل علیل محض لکڑیان اور کہپاچین ہونے کی منبر رسول اور باب اور ستونہاے مسجد

اور پیراہن حرم اور دولاب چاہ زمزم وغیرہ کو بہی بدغارتگری مین لائیگا
تو لوہی اوسی سرکار سے زیادہ جائزہ وانعام پائیگا۔

قال اور اس مقام مین فاتحہ و درود پڑہنا نہایت بے ادبی ہے جسطرح
پاخانے مین قرآن کی تلاوت کرتے کہ محل نجاست ظاہر ہے اسی طرح یہہ مقام
محل نجاست باطنی ہے اسکا دور کرنا مناسب اور لازم ہے چہ جائے قرآن
اور درود پڑہنا۔

اقول اب بعض اخلاط عصبیت و مادہ فاسدہ وہابیت کی یہہ نوبت
پہونچی کہ فضلہ باطنی ابلنے لگا قلب ماہیت ہوکر پاخانہ موہنہ سے نکلنے
لگا اگر باطن صاف اور ظاہر مین کچہہ انصاف ہوتا تو کبہی یہہ بے ادبی کا
کلمہ زبان پر نہ آتا بلکہ بمقتضاے حمیت اسلام اس مقام پاک مین علماے
کرام کے باادب ایستادہ ہوکر فاتحہ و درود پڑہنے کا خیال کیا جاتا جو اس
تعظیم تعزیہ و فاتحہ و درود کو تعظیم و فاتحہ امام علیہ السلام جانتے تہے
اور اسکا ادب امام کا ادب مانتے تہے چنانچہ قبل اسکے کتاب ازالۃ الاوہام
مولوی عبد الواحد خان صاحب مندرا سی سے ہم یہہ پوری کیفیت بتفصیل
اسماے علماے فرنگی محل لکہنو و کلکتہ و مدراس وغیرہ لکہہ آئے ہین پس
حسب افادہ علماے موصوفین جسطرح تعظیم و فاتحہ تعزیہ شریف تعظیم
و فاتحہ امام ہی ہے ویسی ہی اہانت اوسکی اہانت حضرت سید الشہدا ہے
اب غور کرنا چاہیے کہ اس نجاست باطنی و ظاہری کا اثر کہانتک پہونچتا ہے
بیشک ہمارے امام اپنے جد امجد حضرت رسولخدا کے وارث دار ہین چنانچہ
کتاب روضۃ الاحباب مین عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ مین نے
حضرت پیغمبر کو کبہی قریش کے حقمین دعاے بد کرتے نہین دیکہا مگر ایکروز

کہ آپ خانہ کعبہ مین نماز پڑہتے تہے اور ابو جہل مجمع قریش مین بیٹہا تہا اور اوسکے
متصل ایک اونٹ نحر کیا گیا تہا اور اوسکا شیمہ وہان پڑا تہا ابو جہل نے کہا
کون ہے جو شیمہ خون اور لید بہرے ہوے کو اوٹہا لاوے اور جب محمد سجدہ مین جاوین
تو اونکے دونون شانون کے بیچ مین رکہدے عقبہ بن سعید ملعون نے وہ شیمہ
چرک آلود اوٹہا لیا جب حضرت سجدہ مین گئے تو اوس بیحیا نے ناہین سنگ مین
آن حضرت صلعم رکہدیا آپنے سجدہ مین توقف فرمایا کفار اسقدر قہقہہ مارکر
ہنسے کہ قریب تہا کہ ایک دوسرے پر گر پڑین اوسوقت آپنے اونکے حق مین
بد دعا کی انتہی پس جسطرح اوس ابو جہل نے آن حضرت پر نجاست ڈلوائی
ویسے ہی ہماری ابو جہل نے نجاست ظاہری و باطنی کی تعزیہ پر نہین بلکہ باعتبار
انتساب الی الاصل حضرت امام پر تہمت لگائی اب امام تو دنیا مین بحیات
دنیوی موجود نہین جو اپنے جد امجد کیطرح بد دعا کرین مگر ہم خدا سے دعا
کرتے ہین کہ الہی روز قیامت ان ایذا دینے والون کے گریبان اور ہمارے
ہاتہہ ہون اور یہہ ہمارے رشتہ کے چچا اوسرور اوسی رشتہ کے چچا کے
ساتہہ اور ہم رشتہ کے بہتیجے اونہین رشتہ کے بہتیجے کے ساتہہ ہون آمین
قال اور حضرت رسول خدا نے فرمایا ہے انا بری مما من خلق وصلق و
خرق حدیث مشکوۃ مین ہے یعنے رسول خدا نے فرمایا کہ مین بیزار ہون اوس
شخص سے جو سر کے بال نوچے مصیبت مین اور آواز سے چلا کر روئے اور گریبان
پہاڑے ف چہاتی کوٹنا اور سر پیٹنا اور نوحہ کرنا اور جو کام ایسا ہے مطلق
حرام ہے موتکے وقت ہو یا بعد اوسکے کیکے واسطے درست نہین پیر ہو
یا پیغمبر امام ہو یا شہید۔
اقول چہاتی کوٹنے اور سر پیٹنے کا تو اسمین ذکر نہین علاوہ برین ما سبق

مین اسکا جواب ہو چکا اور آن حضرت صلعم کا حضرت امیر حمزہ پر آواز سے چلا کر رونا بھی مذکور ہو چکا ہے پھر اوسی کی تجدید و تائید مستدرک حاکم کے ان فقرات سے کریجئے فلما رای رسول اللہ صلعم نحوہ فلما رای حشبۃ بکی ولما رای ما مثل بہ شھق یعنے پس حضرت رسول خدا صلعم نعش حضرت امیر حمزہ کیطرف چلے جب اونکی نعش کو دیکھا روئے اور جب دیکھا کہ اونکو مثلہ کر ڈالا ہے چیخین مار کر رونے لگے۔

قال اور اس محرم کے ماتمداری کی بنیاد نکالی ہوئی ہے مختار ثقفی کی کہ وہ مرد وزد و نام و جام امام کے نام سے لوگون کو اپنے دام مین لا کر چاہتا تہا کہ سلطنت حاصل کرے اور حقیقت مین اوسکو امام سے کچھہ کام نتہا کسواسطے کہ وہ درپردہ آپ نبوت کا دعوی کرتا تہا کہتا تہا کہ میرے پاس جبرئیل آتی ہین

اقول مختار جو اپر یہہ غیظ و غضب آپکا فقط اسوجہ سے ہے کہ اوس بہادر نے یزیدیون کے مجمع کو درہم و برہم اور ڈہونڈ کر قاتلان امام مظلوم کو واصل جہنم کیا بڑا کفر توڑا کسی نامی و شامی کو زندہ نچہوڑا اس غصہ مین آپسے اور تو کچہہ بن نہ آئی اوس بیچارے پر دعوی نبوت کی تہمت لگائی پھر اس دعوے پر یہہ سند لاتے ہین کہ کہتا تہا میرے پاس جبرئیل آتے ہین حالانکہ وہ اپنی عقل و فراست سے جو بات کہتے تہے اکثر اوسکا ظہور ضرور ہوتا تہا بدیں وجہ بعضے جہلا کو نزول وحی کا اونپر گمان ہوتا تہا چنانچہ روضۃ الصفا مین مذکور ہے۔ وجمعی از جہلائے آن دیار صدق قول مختار را مشاہدہ کردہ گمان بردند کہ بر وی وحی نازل می شود وشبے بایشان گفت کہ ازین عقیدہ رجوع کنید کہ امثال این حکایات ناشی از فراست مومن می باشد چنانچہ رسول اللہ فرمود کہ فراسۃ المومن لا تخطی انتہی اور صاحب نزہتہ مرزبانی سے

نقل کیا ہے کہ مختار را غلامی بود کہ جبرئیل نام داشت و در شہا و رات خود میگفت
کہ جبرئیل بمن چنین گفت بمن با جبرئیل چنین گفتم بمردم جہال مظنہ خلاف واقع
می شد - اور شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ مین فرماتے ہین کہ در اصلاح بعضی
از اغلاط لفظ جبرئیل بہر واقعہ نویس اطلاق می کنند و لا مشاحۃ فی الاصطلاح
ولا فی التسمیۃ بھذا الاسم انتہی پس حسب تصریح شیعہ جو اکابر علمائے
ہین مختار ایک مرد مومن تہا جسکو آپنے بسبب قتل اور استیصال قتلہ امام
از راہ عداوت کہیا مردود و مدعی نبوت نافرجام بنایا او سکے غلام کو چہوڑ
حضرت جبرئیل کر آپکا حاشیہ چڑہایا پہلے کہا محرم کی ماتمداری کی بنیاد اوسنے ڈالی پہر
کہا امام سے کچہہ اوسکو کام نتہا یہہ بات نکالی حالانکہ محرم کے ماتداری کی
بنیاد حقیقت مین خدا و رسول کی ڈالی ہوئی ہے جو قیامت تک نہین ٹوٹ
ہوسکتی آپتو خود اوپر کہہ آئے ہین کہ حضرت جبرئیل نے آکر خبر اس واقعہ کربلا
کی حضرت کو کردی تہی شاید سہو ہوئی یا حضرت جبرئیل سے وہی مختار والے
جبرئیل آپ سمجہے -

قال اور اصل مین یہہ سب رسمین مجوسیونکی ہین کہ وہ اپنے بزرگونکی مصیبت
مین ماتمداری اور نوحہ وزاری کرتے ہین -

اقول اپنے عزیز اور بزرگ کی مصیبت مین حضرت رسولخدا روئے حضرت فاطمہ
روتی ہین حضرت علی روئے حضرت عائشہ روئین اپنے بہائی کی نعش کا جلنا سنکر
ہانڈی بکری کا کہانا چہوڑ دیا صحابہ نے آنحضرت کی مصیبت مین سخت ماتمداری
اور نوحہ وزاری کی آپ اپنے تعصب کی جہالت مین بے تکان ایسا کلمہ مستہجنہ
کہہ بیٹہے جس سے جمہور علمائے اسلام کے نزدیک حد شرعی کے مستحق ہو گئے

قال اور نیلے کپڑے پہنتے ہین -

اقول شریعت اسلام میں سیاہ اور نیلے کپڑے مردونکا پہننا مکروہ ہے عورتون کو وہ بھی نہیں فتاوی عالمگیری وغیرہ ملاحظہ ہو اور باتمداران امام عالی درجات خصوصًا قوم سادات تو نیلے کم تر اور سبز بیشتر پہنتے ہین جو بنا بر تصریح صاحب اسعاف الراغبین افضل الالوان اور مخصوص اہل جنت اور موقفہ مین لمبوس نبی رحمت کے

قال اور نصاری کا بھی یہی معمول ہے کہ جب اونکے یہان کوئی مرتا ہے تو سیاہ لباس پہنتے ہین۔

اقول اگر عمامہ اور موزہ سیاہ ہو تو کچھہ مضائقہ نہین مگر خلفائے عباسیہ کا لباس بھی اکثر سیاہ ہوتا تھا چنانچہ مختصر تاریخ بغداد مین منقول ہے کہ آن حضرت صلعم نے فرمایا کہ ایک روز جبرئیل قبائے سیاہ پہنے اور عمامہ سیاہ باندہے ہوئے میرے پاس آئے مین نے کہا یہہ کیا صورت ہے کہ مین نے کبھی تمکو اس صورت سے آتے نہین دیکھا جبرئیل نے کہا یہہ صورت اون بادشاہونکی ہے کہ جو آپکے چچا عباس کی اولاد مین ہونگی مین نے پوچھا وہ حق پر ہین جبرئیل نے کہا ہان حضرت نے اونکے لیئے دعا کی جبرئیل نے کہا کہ آپکی امت پر ایک زمانہ آویگا کہ خدا اسلام کو اس سواد سے عزت دیگا انتہی ابتو شاید آپکے نزدیک سیاہ کپڑے پہننے مین کچھہ مضائقہ نہو بلکہ اسلام کی عزت سمجھی جائے۔

قال اور حضرت عیسی علیہ السلام کی شکل سولی پر دھرنی کی جسکو چلیپا کہتے ہین وہ بناتے ہین کہ اسکو دیکھہ کر حضرت عیسی کے واقعہ پر غم و رنج کرین گویا انکا یہہ تعزیہ ہے کہ اپنے پیغمبر کے غم اور مصیبت کو یاد کرنے کے واسطے یہہ صورت مقرر کی ہے۔

اقول جب آپ خود یہہ کہتے جاتے ہین کہ وہ چلیپا یعنے حضرت عیسے علی نبینا و آلہ وعلیہ السلام کی شکل سولی پر دھرنے کی بناتے ہین پہر اونکا یہہ تعزیہ کیونکر

ہوا پہلا تعزیہ مین امام علیہ السلام کی شکل کب بنائی جاتی ہے اور جلیبیا کو بنا کر اپنے پیغمبر کی مصیبت مین کب روتے رولاتے ہین جو آپ گویا اونکا یہہ تعزیہ بتلاتے ہین اس دروغ بیفروغ سے کیا فائدہ۔

قال مسلمان کو لازم ہے کہ مشابہت کفار سے آپ کو بچاوے اور اونکے کام آپ نکرے کیونکہ حدیث مین آیا ہے جو جس قوم کی مشابہت پکڑے وہ اوسی قوم سے ہے

اقول اور مسلمان کفار کی مشابہت نہ بناوے اور اونکے کام نکرے بلکہ زبردستی کوئی مشابہت کا عیب لگاوے تو اوسکی کیا سزا ہے۔

قال اب اے مسلمانون تمہاری خدمت مین یہہ عرض ہے کہ جب تم ایسے کامونکی سنا ہی اور تعزیہ کی برائی سب طرح سے دریافت کر چکے تو اب تمکو لازم اور فرض ہے کہ بدعت اور گمراہی سے باز آؤ۔

اقول اب اے مسلمانون دیندار بھائیو تمہاری خدمت مین یہہ عرض ہے کہ جب تم ایسے مباح کامون کی خوبی اور تعزیہ کی بھلائی کتاب و سنت اور اجماع امت سب طرح سے دریافت کر چکے تو اب تمکو لازم اور فرض ہے کہ کیسیکی بدعت اور گمراہی اور رو ہو کا دینے پر نجاؤ اور جہانتک ممکن ہو تعزیہ داریکو بڑہاؤ اور تعزیہ بناؤ

قال اسمین دو فائدہ ہین اول دنیا مین ہر سال ناحق مال خراب اور زیر باری اور قرضداری سے بچوگے دوسرے بعد مرنیکے شرع کی مخالفت کے سبب اپنی عاقبت کو تباہ نہ کروگے۔

اقول تعزیہ داری مین کچھہ زیر باری اور قرضداری کی تکلیف نہین دی گئی بقدر امکان جو کچھہ اسمین صرف ہو وہ صرف خیر ہے اسراف نہین اور جب بدلائل شرع موافقت اسمین ثابت کر دی گئی تو پھر شرع کے خلاف کہے جانا بالکل ہٹدھرمی ہے انصاف نہین۔

قال اور اسکا خیال نکرنا کہ اگر ہم یہہ باتین بدعت کی چہوڑ دین گے تو لوگ ہمپر طعن اور ستان کرین گے اور برادری کے نادان لوگ لڑین گے۔

اقول واقعی اظہار امر حق مین یگانہ و بیگانہ کسی سے نہ ڈرنا چاہیے اور جس بات پر جمہور علمائی امت اور کتاب و سنت کا اتفاق ہو وہ اختیار کرنا چاہیے آنحضرت صلعم نے آغاز کا اعقارب کے ہاتہون سے کیا کیا صدمہ اوٹہائی لیکن بحکم وانذر عشیرتک الاقربین کبہی اونکی تخویف و ہدایت سے باز نہ آئے اسیطرح ہم ہی اگر برادری کے چند نادان لوگون کے بیجا لڑائی کا خیال کرتے تو آپکے اس رسالہ کا جسمین اظہار بدعت سے ممانعت اور حقیقت مین سخت بدعت ہے نہ رد لکہتے نہ کچہہ قیل و قال کرتے خوردی اور بزرگی کا اعتبار نسب مین نہ دین کی راہ سے نکوئی بزرگی ابو جہل مین ہے نہ ابولہب مین ہے افسوس ہے غیر قوم کے لوگ جنکو توفیق الہی ہے وہ امام علیہ السلام پر اپنی جانین فدا کرین اور آپ اولاد حسن حسین کہلاکر شعار حضرت امام کی سعایت اور یزید پلید کی اطاعت و حمایت پر مرتے ہیں سچ ہے ع فضل حق چہ بین نکیسہ تہا ملی او نکو نجات ہد جنکو وانائی کا دعوی تہا وہ نادان نکلے ہد ایک حُر ایک پسر ایک غلام ایک بہائی ہد فوج کفار سے یہہ چار مسلمان نکلے

قال بہلا جب خدا اور رسول و امام خلقت کی طعن اور ملامت سے نہ بچے تو ہم مسلمان بیچارے خلق کی زبان سے کب بچ گے۔

اقول واللہ سچ ہے آپ ہی اپنے رسالہ مین دیکہیے کہ خدا و رسول کسیکو نچہوڑا اور اماموں پر تو وہ کہلی کہلی طعن و ملامت کی رونے رولانے بے صبری کے طعنے دیئے کس بے ادبی سے اونکے نام لیئے آپ اونکی گت بنائے ہندوؤن کی تہمت لگائیے حالانکہ کوئی کافر ایسا نہ کرتا مسلمان کا تو کیا ذکر مگر ہان وہ بیسے مسلمان جنہون نے باوجود ادعائے اسلام حضرت امام کو شہید کیا۔

قال خدا اور رسول کی رضامندی پر نظر رکھنا چاہیے اور اونکی ناخوشی ہونے
اور ناپسند کرنے سے خوف نکھانا کہ آخر دنیا سے جانا ہے اور اللہ اپنے
خالق اور مالک کو مونہہ دیکھانا ہے۔

اقول قال اللہ تعالی اتأمرون الناس بالبر وتنسون انفسکم سو آپ
ہی اونہیں لوگون مین ہین کہ اورونکو نیک بات بتلادین اور اپنے نفسونکو بہلادین

قال پیغمبر خدانے فرمایا ہے من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله
اجر مائة شهید ت یعنے جو کوئی چنگل مارے اور عمل کرے میری سنت پر
میری امت کے فساد کیوقت تو اوسکو سو شہیدون کا ثواب ہے ف یعنے
شہید اوسے کہتے ہین جو اللہ کی راہ مین زخم اوٹھاوی اور جان سے مارا جاوی
اور ایسے زمانہ مین کہ ایک جہان رسومات بدعت مین گرفتار ہو اور سنت بجا لانے
مین ہر کسی کو عار ہو اوسوقت سنت پر عمل کرنا گویا جیتے جی مرنا ہے کہ ایک عالم
سے لڑنا اور ہر دم تیر اور تلوار طعن اور ملامت سے آپکو افگار کرنا شہید جسمی
ایک بار مرتا ہے اور یہہ شہید روحی ہر دم اولٹی بہرتا ہے اسواسطے اللہ تعالے
ایسے مجاہد کو ثواب سو شہید کا عطا کرتا ہے۔

اقول اور جو حضرت امام شہید راہ خدا و دیگر شہدای کربلا کی شہادت کو
چہپاوے اونکی شعائر کو مٹاوی تعزیہ بنانے غم والم کرنے رونے رولانے سنت
رسول کے بجالانے کو بدعت ٹہراوی سینکڑون طعنے دیکر حضرت امام کا نام ہیونچ
لیکر اونکی شہادت کے بعد ہی اونکی ایذادہی سے نہ باز آوی کاری زخم بدزبانی کے
لگاوی اوسکو کتنے شہیدون کے شہید کرنے کا ثواب ملتا ہے اگر انہین بہتر ہی
شہیدون کے شہید کرنیکا ثواب ملا تب تو آپکا بڑا نقصان ہوگا یہہ کچہہ نہین
صاحب اور بڑہایئے بہلا ہزار شہیدون کے شہید کرنیکا تو ثواب پایئے۔

قال اب سمجھو کہ جب ایک شہید کا اسقدر عظیم ثواب ہے تو سو شہیدون کا
کیا حساب ایسی باتون پر اہل ایمان کو جان دینا سزاوار ہے نہ جائے طعن اور خوف نان

اقول یہہ تو آپ ہی کو سمجھنا چاہیئے کہ جب ایسی باتون پر اہل ایمان کو جان
دینا سزاوار ہے نہ جائے طعن اور خوف نان پہر آپ سنت پیغمبر کے بجا لانے
یعنے مصیبت امام علیہ السلام پر رونے رولانے سے کیون ہمپر طعن کرتے اور جہگڑا و
فساد مچاتے اور نہایت بے ادبی اور گستاخی سے اسکو بدعت ٹہراتے ہین

قال اور لوگ دنیا کے واسطے کیا کچھہ محنت اور ملامت اوٹہاتے ہین
ہمتو تمکو محض خدا کے واسطے بتاتے ہین۔

اقول یہہ دعوی فقط زبانی ہے اور دل مین تو کچھہ اور ہی ٹہانی ہے جو اس
رسالہ کے ہر فقرہ اور آپکی ہر بات سے ظاہر اور خدا خوب اوس سے ماہر ہے اوسکے
سامنے کوئی مکر و فریب چل نہین سکتا اوسکے احاطہ قدرت سے کوئی باہر
نکل نہین سکتا جسکی وہ ہدایت کرے وہ کبہی کسیکے بہکانے پر راہ راست سے
نہ پہرے گا بلکہ بہکانے والا آپ ہی اوندہے مونہہ دوزخ مین گریگا۔

قال اور جو اسپر بہی نہ سمجھو تو بہاڑ مین جاؤ اور اپنا سر کہاؤ موت قریب ہے
منکر و نکیر سمجہا دینگے۔

اقول ابتدا تو آپنے اپنے اس آخری وعظ و نصیحت کی یہہ کی تہی کہ (اے ای
مسلمانون تمہاری خدمت مین یہہ عرض ہے جس سے ہم سمجہے تہے کہ اب
آپ اپنے مزاج کے خلاف لینت اور نرم زبانی سے کام
لینے لگے مگر انتہا بیچارے مسلمانونکی یہہ ہوئی کہ (بہاڑ مین جاؤ اپنا
سر کہاؤ موت قریب ہے منکر و نکیر سمجہا دینگے) اب ہمکو اس بات کا سخت
افسوس ہے کہ اس آپکے برے خاتمہ سے آپکی خیریت نظر نہین آتی موت بیشک

قریب ہی مگر سمجھنا دنیا ہی مین چاہیئے بعد موت کے پھر منکر و نکیر ہون یا بشیر و بشیر ہون کیسا سمجھانا کچھہ کام نہ آیئگا اگر اسی حالت مین دنیا سے گئے تو اوس آتش سوزان اور لہب نیران سے جسکا ہر ذرہ پہاڑ اور ہر شعلہ پہاڑ ہی کوئی نہ بچا وےگا پس مسلمانو نکا ساتھہ دیجیئے اور وہ کام کیجیئے کہ آپ بہی ہم سب سچے مسلمانون کے ساتھہ ہاتھہ مین ہاتھہ بہشت برین مین داخل اور رحمت رب العالمین سے واصل ہون الٰہی جیسا ہماری اس رسالہ کا اچھا خاتمہ ہوا ویسا تو اپنی رحمت اور اپنے حبیب اور اونکی آل پاک کے طفیل اور شفاعت سے ہمارا خاتمہ بہی بخیر کرنا آمین یارب العالمین

الحمد للہ والمنہ کہ باوجود شدائد و وردہائے متواترہ مرض جسکو خدا ہی خوب جانتا ہے
اس رسالہ مسمی بنصر المومنین جواب رسالہ ہدایت المومنین کو
پانچوین شہر رجب روز سہ شنبہ ۱۳۱۵ ہجری سے مین نے
شروع کیا اور باوصف ضیق مجال و شدت و قوت مرض
وضعف و اضمحلال تنہا بنفس حزین بلا ناصر و معین
۲۷ شہر شعبان ۱۳۱۵ روز جمعہ تخمیناً ایک
مہینا تیئس ۲۳ روز مین ختم کر دیا اللہ تعالٰے
اس سے سب برادران ایمانی کو
نفع پہونچاوے بمحمد و آلہ عبدہ
المذنب ریاض الحسن غفر اللہ
لہ ولوالدیہ و
احسن الیہما
والیہ
ہ

تمام شد

کتاب نصر المومنین جواب رسالۂ ہدایت المومنین

حسب فرمائش عالیجناب فیض مآب سید محمد اصغر صاحب رئیس و نام دام اقبالہ
مقام لکھنؤ محلہ فراشخانہ وزیر گنج مطبوعہ مطبع اثنا عشری باہتمام سید عابد علی رضوی

تقریز و قطعہ تاریخ

از نتائج فکر شاعر شیرین کلام مداح امام علیہ السلام عالیجناب فیض مآب عباس علی صاحب
متخلص بعالی بر کتاب نصر المومنین مصنفہ جناب مستطاب مولوی سید ریاض الحسن صاحب دام فیضہم

ملک قدر سید ریاض الحسن — کہ باد ابر و رحمت ذو المنن
محقق بعلم حدیث و کلام — کسی در کمالش ندارد کلام
مناظر چو او بر بساط زمین — ندید است چشم سپہر برین
برد نواصب چو گیرد قلم — قلم بر سوالش کشند یکقلم
رقم زد برد نواصب کتاب — بنور و ضیا غیرت آفتاب
از و ہست روشن چو مہر مبین — شکست عدو و نصرت مومنین
نمود از صحاح مخالف رقم — دلیل جواز صریح و اتم
جز این ہم نوشتہ رسالہ بسے — کہ داند ورا حرز جان ہر کسے
وزان یک دو یاد آمدم این زمان — کنم درج نامش پئے مومنان
نظر کرد چون در عزیزی کتاب — ز تحفہ بتحفہ بدادش جواب
چو از تحفہ دادش جوابش تمام — نہادہ بمنقلبہ تحفہ نام

کتاب بے نوشتہ بطیش و غضب — پے ناصبان نار ذات لہب
بود سخت گردشمن روسیاہ — زتیغ زبانش نیاید پناہ
بنظم سخن ہم ندارد نظیر — کلامش منور چو مہر منیر
غرض از ہمہ علم و فن ماہر است — چو خورشید یک باطن و ظاہر است
بکن عرض عالی بہ پیش خدا — کہ دارد ورا تا بروز جزا
بخصمان دین ترک تازی کند — بہ تیغ زبان تیغ بازی کند

قطعہ تاریخ طبع نصر المومنین

بحروف معجمہ

کیا جب طبع نصر المومنین کو — کہ برہان ثبوت رنج و غم ہے
لکھی منقوط بین عالی نے "تاریخ" — چراغ مجلس شاہ امم ہے

سنہ ۱۳۱۶ ہجری

قطعہ تاریخ

از تصنیف عالی مرتبت والا منزلت شاعر شیرین مقال
مداح احمد و آل — فردوسی زمان خاقانی دوران اکمل الکلا[م]
جناب شیخ فدا علی صاحب المتخلص بعیش شاگرد رشید جناب عرش مرحوم مغفور

ہین ریاض الحسن جو عالم دین — اونکے علم و ہنر کا کیا کہنا
مثل اونکا نہین زمانے مین — ہین وہ علم کلام مین یکتا
کیون نہ روح القدس کی ہو تائید — ہے مشام زمان بفضل خدا
اہلسنت کے اک رسالہ کا — کیا ہی دندان شکن جواب لکہا
خوب ثابت کیا کتابون سے — تعزیہ کا بنانا اور رکہنا
نص سے مومنین اگر ضم ہو — ہو عیان نام اس رسالہ کا
ورد و دین سے اسے جو چہپوایا — کام تہا یہ محمد اصغر کا
ہین وہ اونام کے رئیسون مین — ذی ہمم ذی حشم سحاب عطا
طبع کے بعد یہ رسالہ پاک — عیش میری نظر سے بہی گذرا
فکر تاریخ طبع مجہکو ہوئی — اب شریک ثواب مین بہی ہوا

طبع کا سال از سر عجب ۱۱
پانسخ خوب لاجواب لکہا

قطعۂ تاریخ

نیر تابان سپہر بلاغت ماہ درخشان آسمان فصاحت
مالک اقلیم سخنوری حاکم ہمہ مضامین گستری شاعر شیرین
مقال عالی فہم نازک خیال حبیب لبیب حبیبے نصیب جناب
منشی سید تفضل حسین صاحب ادیب شاگرد رشید

جناب تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علیخان صاحب

المتخلص بہ آسیر مرحوم و مغفور
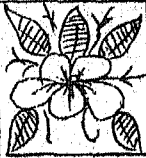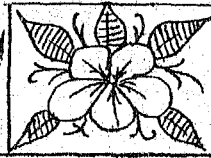
بحمد اللہ شد مطبوع اینک — کہ نصر المومنین نادر کتاب است

فیوضش مثل لطف حق بہر سو — ضیا پاریش مثل آفتاب است

باثبات عزاے شاہ مظلوم — دلیلے گو بیان شد انتخاب است

نظر کردن بران اجریست بیحد — بیانش باعث کسب ثواب است

کسے گو مانع امر عزا شد — نہ شرم از دین نہ از ایمان حجاب است

دلیلے گو کہ تا مقصد رساند — بمطلب خودش ناکامیاب است

جواب مسکت و دندان شکن یافت — چہ گوید کس کہ تا دم خود سحاب است

مصنف عالم معقول و منقول — کہ مقدار علومش بے حساب است

رفیع الشان و ذی جاہ و ذوی القدر — چسان نامش بگیرم ترک ادابست

معین طبع را از من چہ پرسی — محمد اصغر عالی جناب است

ندیدم دیگرے مثلش باو نام — کز و ہر اہل حاجت کامیاب است

ادیبا این مصرع تاریخ بنویس

جواباتش بگو کان لاجواب است

سنہ ۱۳۱۶ھ